خطابِ دلنواز

فی ھدیٰ سیدِ المرسلین ﷺ

سورۃ یٰسٓ

منظوم و منثور (نیا ایڈیشن)

تالیف

محمد سعید عارف صدیقی قریشی

Marfat.com

Marfat.com

خطابِ دلنواز

فی ھدیٰ سیدالمرسلین ﷺ

DATA ENTERED

سورۃ یٰسٓ ﷺ

جس میں آیات کا اُردو انگلش ترجمہ مشکل الفاظ
کے الگ معانی، اور بالوضاحت تفسیر کے علاوہ
آیات کے اواخر میں رواں منظوم ترجمانی بھی
ہدیۂ قارئین کی گئی ہے۔

منظوم و منثور (نیا ایڈیشن)

تالیف
محمد سعید عارف صدیقی قریشی

غرفۂ ابی عتیق لابلاغ القرآن الکریم
صدیقی منزل، تاجپورہ، کینٹ لاہور

Marfat.com

2-۱۹-162
۲ 16 ت
۱۲۱۲۶۹

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

☆

ناشر ---------------عتیق الرحمٰن

پروف ریڈنگ ----------سیماب و سعدیہ

تعداد ----------------ایک ہزار

تاریخ اشاعت ----------اوّل رمضان المبارک

معاون ---------------جناب گل عباس میلہ

بدل اشتراک --

پتہ :- صدیقی منزل سٹریٹ نمبر۴ جنازگاہ روڈ تاجپورہ کینٹ لاہور

فون نمبر: 0321-4528714

نوٹ: کتاب درجِ ذیل پتہ سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

School for Contemporary and Islamic Learning

117-E/1, Gulberg 111, Hali Road Lahore.

Phone 35752184/5.

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان		صفحہ
۱	انتساب		۳
۲	قوموں کا عروج وزوال	حدیث نبوی ﷺ	۴
۳	حرفِ گران قدر	ڈاکٹر محمد ابراہیم الازہر یونیورسٹی مصر	۵
۴	تقریظ	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر	۶
۵	ہدیۂ تبریک	پروفیسر مرزا محمد منور	۸
۶	انقلاب آفریں کام	ڈاکٹر شفیق جالندھری	۱۱
۷	قرآنِ حکیم میں کس علم کی اتباع کا ارشاد ہے ؟		۱۷
۸	پیامِ حیات آفریں	از مصنف	۱۹
	۔ ملتِ اسلامیہ کا کردار اور اسلام		۲۴
	۔ آخر انگ۔۔۔ ریزی ہی کیوں؟		۳۰
	علم جنت کے راستوں کا نشان ہے حدیثِ نبوی ﷺ		۳۶
۹	حمد باری تعالیٰ منظوم (ماخوذ از قرآنِ کریم)		۳۷
	" قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی "		
۱۰	سورۂ یٰسین کی خصوصیات اور فضائل		۳۹

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۱	التجائے فقیر (منظوم)	۴۴
	قرآنِ حکیم کی شان (منظوم)	۴۷
۱۲	سورۂ یٰسین (عربی متن)	۵۴
۱۳	آیات یٰسٓ ۔۔ فھم غٰفلون۔ترجمہ وتشریح	۵۹
	مفردات	۶۰
	سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم	۶۱
	حروفِ مقطعات کے متعلق ایک صحیح روایت	۶۲
	والقرآن الحکیم تشریح وتوضیح	۶۴
	انک لمن المرسلین (ایضاً)	۶۶
	آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت آیۂ صراطِ مستقیم کے ضمن میں	۶۹
	تنزیل العزیز الرحیم تشریح وتوضیح	۷۳
	اسماء عزیز ورحیم کی برکات	۷۶
	لتنذر قوماً مّآانذر اٰبآء ھم فھم غٰفلون کی تشریح	۷۶
	غفلت	۸۴
	قرآنِ حکیم کے سیکھنے سکھانے کی فضیلت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۸۵
	آیاتِ بالا کی منظوم ترجمانی	۸۶

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۴	لقد حق القول ---- ترجمہ و تشریح	۹۶
	منظوم ترجمانی	۹۹
۱۵	انا جعلنا فی اعناقھم اغلالا . . . . . ایضاً	۱۰۰
	منظوم ترجمانی	۱۰۳
۱۶	وجعلنا من بین....فھم لا یبصرون. ایضاً	۱۰۴
	منظوم ترجمانی	۱۰۷
۱۷	وسواء علیھم .....لا یؤمنون . ایضاً	۱۰۹
	منظوم ترجمانی	۱۱۲
۱۸	تقاضائے عقل وشعور بمطابق آیت قرآنی	۱۱۳
۱۹	انما تنذر ... اجر کریم ترجمہ و تشریح	۱۱۴
	اتباعِ الذکر	۱۱۵
	سرچشمۂ ہدایت	۱۱۶
	خشیت رحمانی اور ایمان بالغیب	۱۱۸
	منظوم ترجمانی	۱۲۲
۲۰	خشیتِ الٰہی کا ثمر مفہوم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۳

Marfat.com

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
	انا نحن نحی الموتٰی...احصینٰہ فی اما مبین	۲۱
۱۲۴	ترجمہ وتشریح	
۱۲۷	ما قدموا و اٰثاھم کی بالتمثیل شان نزول	
۱۳۱	منظوم ترجمانی	
۱۳۲	ما قدموا و اٰثارھم کی منظوم تفسیر	
۱۳۴	ہوائے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظم	۲۲
۱۳۶	اللہ تعالیٰ کی طاقتِ آفرینش	۲۳
۱۳۷	واضرب لھم مثلا .. ھم مھتدون. ترجمہ وتشریح	۲۴
۱۴۶	منظوم ترجمانی	
۱۴۹	جہاد فی سبیل اللہ آخرت کا سودا ہے	۲۵
۱۵۰	وما لی ... من المکرمین ترجمہ وتشریح	۲۶
۱۵۳	منظوم ترجمانی	
۱۵۴	تفصیل اجمال منظوم	
۱۵۷	شہیدانِ محبت (آیت مبارکہ)	۲۷

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۸	وما انزلنا... محضرون ترجمہ وتشریح	۱۵۸
	منظوم ترجمانی (ظلم کا بدلہ)	۱۶۸
	آثار الصنادید نظم	۱۶۹
۲۹	جنت وہم وگمان سے بالاتر حقیقت کا نام ہے	۱۷۱
۳۰	وآیۃ لھم الارض... لا یعلمون ترجمہ وتشریح	۱۷۲
	بصیرت افروز اشارے	۱۸۳
	منظوم ترجمانی	۱۸۵
	مردہ زمین اور مردہ دلی نظم	۱۸۷
۳۱	پروردگار کی نعمتوں کا شمار ممکن نہیں	۱۸۸
۳۲	وآیۃ لھم الیل... یسبحون ترجمہ وتشریح	۱۸۹
	منظوم ترجمانی بعنوانات	
	مظاہرِ قدرت	۱۹۷
	سورج کا مدار	۱۹۷
	چاند کی منزلیں	۱۹۸
	لیلائے شب	۱۹۹
	گردشِ افلاک	۲۰۰

Marfat.com

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
	سائنسدانوں کے متغیر نظریات آیات بالا کی روشنی میں	۳۳
۲۰۱	تبصرہ اور تسخیر کا مفہوم	
۲۱۵	آیات تسخیر	۳۴
۲۱۷	تسخیر کی ایک انوکھی صورت	
۲۱۹	تسخیر کی ایک مثال	
۲۲۰	تسخیر کی ایک عبرت ناک مثال	
۲۲۷	نبی آخر زماں ﷺ اور اصحاب ؓ کا نغمہ حیات	۳۵
	وآیۃ لھم انّا حملنا...ومتاعاً الیٰ حین	۳۶
۲۲۸	ترجمہ وتشریح	
۲۳۳	منظوم ترجمانی (رحمت پروردگار)	
۲۳۵	معاشرتی فلاح ونجات کا دارومدار	۳۷
۲۳۶	واذا قیل لھم اتقوا..معرضین . ترجمہ وتشریح	۳۸
۲۳۷	حصولِ تقویٰ	
۲۳۹	تقویٰ کا مفہوم	
۲۴۲	منظوم ترجمانی (تقویٰ کا درس)	
۲۴۳	منعمِ حقیقی اور انسان (آیۂ مبارکہ)	۳۹

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۰	واذا قیل لھم انفقوا.. یرجعون. ترجمہ وتشریح	۲۴۴
	منظوم ترجمانی (اغنیاء کی حجت ترازیاں)	۲۴۹
	تکرارِ کفار	۲۵۰
۴۱	ونفخ فی الصور... تعملون.. ترجمہ وتفسیر	۲۵۱
	منظوم ترجمانی	
	حسرت وآہ وزاری	۲۵۵
	حکمِ خداوندی کی تعمیل	۲۵۶
۴۲	اِنّ اصحٰب الجنة ..المجرمون. ترجمہ وتشریح	۲۵۷
	منظوم ترجمانی	۲۵۹
۴۳	سات خوش نصیب (حدیثِ نبوی ﷺ)	۲۶۱
۴۴	اَلم اَعھد الیکم.. تکفرون. ترجمہ وتشریح	۲۶۲
۴۵	منظوم ترجمانی	۲۶۶
۴۶	الیوم نختم... افلا یعقلون. ترجمہ وتشریح	۲۶۸
	منظوم ترجمانی	۲۷۱
	کفار کا ناکام منصوبہ	۲۷۲

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۷	صالح عورت ایک پونجی (حدیث نبوی ﷺ)	۲۷۴
۴۸	وما علمنٰه الشعر ..علی الکٰفرین. ترجمہ وتشریح	۲۷۵
	قرآنِ حکیم کے دو پہلو	۲۸۵
	منظوم ترجمانی	۲۸۷
۴۹	اعجاز تخلیق	۲۸۸
۵۰	اولم یروا انّا خلقنا...وما یعلنون .	
	ترجمہ وتشریح	۲۸۹
	منظوم ترجمانی	۲۹۳
۵۱	صلوٰۃ وسلام علیٰ سید الانام ﷺ (حدیث نبوی ﷺ)	۲۹۷
۵۲	اولم یر الانسان...بکل خلق علیم	
	ترجمہ وتشریح	۲۹۸
	منظوم ترجمانی	۳۰۷
۵۳	الذی جعل لکم.. الیہ ترجعون. ترجمہ وتشریح	۳۰۹
	منظوم ترجمانی	۳۱۳
صدق اللہ العظیم	حمد ونعت	اختتام

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

اس پاک محبوب ﷺ کے نام جو یتیم مکہ کے نام سے جانا گیا مگر مصالح فاطرِ ہستی کا یہ عجب انداز ہے کہ جو معصوم اپنے بچپن میں محبت و شفقت کے ادنیٰ سہاروں سے بھی محروم کیا گیا نہ صرف دنیا جہان کے بے سہاروں کا سہارا بنا بلکہ رحمٰن ذوالجلال والاکرام کی رحمت کا مظہرِ اتمّ بھی قرار پایا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی جگر پاش سعی اور وساطت سے کلام اللہ ہدایت و محبت کا شیریں ترجماں ہو کر جن و بشر تک پہنچا تاکہ وہ اپنی حالت سنوار لیں۔ پس روزِ محشر بھی اسی رحمت عالم ﷺ کے سایۂ رحمت میں دردمندوں کو امان نصیب ہوگی اور بالآخر مخلوقِ خدا کی نیازمندیوں کے گلدستے بھی باذن اللہ تعالیٰ اسی ایک محبوب ﷺ پر نچھاور ہوں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ھٰذا سیدالابرار و زین المرسلین الاخیار سیدنا و مولانا محمدٍ و علی آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین دائماً ابداً ٥٥٥٥٥

احقر العباد

اوّل رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ محمد سعید عارف صدیقی عفا اللہ عنہ

Marfat.com

قوموں کا حقیقی عروج وزوال

اللہ کی کتاب سے وابستہ ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ''إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَّ يَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ'' رواه مسلم.

فاروقِ اعظم سیدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ اسی کتاب (قرآن کریم) کی بدولت ایک قوم کو اٹھاتا اور اسی کی بدولت دوسری کو گراتا ہے۔

مفہوم: یعنی جو قوم قرآن کریم کو اپنا مقصد حیات ٹھہرا کر فطرت کے مقاصد کو پورا کرنے کا عزم کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے سربلند فرماتا ہے جبکہ دوسری جو اس سے ناطہ توڑ لیتی ہے اسے ذلیل وخوار کرتا ہے۔

Marfat.com

حرفِ گراں قدر منجانب پروفیسر ڈاکٹر ابرہیم محمد ابرہیم السید احد العلماء من الازہر، القاہرہ مصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ، والصلٰوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ، سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہ أما بعد

قرآن پاک کی افہام وتفہیم میں منظوم ومنثور تشریحات بہترین کوشش کی حیثیت رکھتی ہیں اس سلسلے میں جناب محمد سعید عارف کی سورۃ یٰسین کے متعلق تشریحات نظم ونثر میں یقیناً قابلِ تحسین ہیں اس کتاب کا عنوان 'خطابِ دلنواز فی ھدی سید المرسلین ﷺ' جہاں بے حد جاذب ہے وہاں اس کا اسلوب بھی دلگداز اور ادبی چاشنی سے مالا مال ہے۔ انہوں نے قرآن پاک کی افہام تفہیم کے سلسلے میں سخت محنت کی ہے۔ تبحر علمی کی بنا پر ایک ایک معنی کو سوچ سمجھ کر تحریر کیا ہے۔ تحریر ایسی ہے کہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اور خاص بات اس میں یہ ہے کہ قرآن پاک کی روشنی میں امتِ مسلمہ کو درپیش موجودہ حالات اور جدید سائنسی نظریات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے اللہ تعالیٰ اردو دان طبقے کو جناب محمد سعید عارف صاحب کی اس قابلِ قدر کوشش سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جناب محمد سعید عارف کو دنیا وآخرت میں عفو وکرم اور اپنی رضا سے نوازے آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم محمد ابراہیم السید
صدر شعبہ اردو الازہر یونیورسٹی
القاہرہ مصر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

محترم ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان، رئیس المجمع العلمی العربی الباکستان، پرنسپل (السابق) و ڈین شعبہ عربی اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور

قرآن فہمی اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم بلکہ انعام عظیم ہے، اللہ کے جس بندے کو یہ نعمت میسر آجائے وہ سعادت دارین سے نوازا گیا۔ یہ کارِ خیر جہاں باعث برکت و سعادت ہے وہاں عظیم خدمت اور پاکیزہ عبادت بھی ہے، مقام شکر ہے مولانا الحاج محمد سعید عارف اس نعمت سے نوازے گئے ہیں اور ''تحریکات قلب قرآن کریم سورہ یٰسین'' کے عنوان سے ایک علمی و ادبی کاوش پیش کر کے وہ اس کا عملی ثبوت فراہم کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس لئے وہ اہل اسلام کی طرف سے ھدیہ تبریک و تشکر کے مستحق ہیں۔

مولانا کی یہ کوشش جہاں منفرد اور انوکھی ھے وہاں یہ بے حد مفید اور کارآمد بھی ہے، انہوں نے قرآن کریم کی ایک بابرکت سورت یٰسین کی تلاوت کو آسان بنانے کے ساتھ ساتھ اسے مسلمان قاری کے لئے سمجھنا اور معانی و معارف تک رسائی پانا بھی آسان بنا دیا ہے، جو مسلمان اس سورہ مبارکہ کی تلاوت کا معمول رکھتا ہے اس کے لئے یہ کتاب ایک نسخہ کیمیا کا کام دے گی، اس کے لئے اس سورت کی تلاوت بھی آسان ہوگی اور اس کے الفاظ و کلمات اور بیّنات سے گوہر معنی کا حصول و ادراک بھی ممکن ہو جائے گا۔ اس سورت کو یومیہ ورد کے طور پر پڑھنے والے مسلمان کے لئے یہ

Marfat.com

کتاب بہترین وسیلہ ثابت ہوگی۔

میں اس کتاب کو ایک عمدہ علمی وادبی کارنامہ قرار دوں گا۔ الفاظِ آیات کے معانی الگ واضح ہو گئے ہیں، پھر اردو میں نثری ترجمہ کے علاوہ اس کا منظوم ترجمہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہ منظوم ترجمہ بجائے خود ایک ادبی کاوش ہے جو تحسین کی مستحق ہے، لیکن مولانا نے جو آیات کی مفصل تفسیر پیش کی ہے اور لفظ و معنی کے پس منظر کو جس طرح اجاگر کیا ہے وہ بھی قابل قدر اور ان کے علمی تبحّر کا ثبوت ہے۔

میری یہ مخلصانہ دعا ہے کہ مولانا عارف کی اس علمی وادبی کاوش کا چرچا عام ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو فائدہ حاصل کرنے کا موقع عطا کرے۔ آمین۔

مخلص

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

۱۰ جون ۱۹۹۳

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہدیہ تبریک

برادر عزیز القدر مولانا محمد سعید کی قلمی کاوش نظر سے گزری، اسے پڑھ کر خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس محنت اور لگن کو قبول فرمائے اور جزائے جزیل سے نوازے۔ (آمین)۔

ہر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قران کریم کے ساتھ شغف کی نعمت عطا کی بڑا ہی خوش نصیب ہے پھر وہ شخص تو اور بھی خوش نصیب ہے جو اس شغف کو دوسروں کے اذہان و قلوب میں بھی اتارے، قرآن کی تعلیم حاصل کرنا ایک شرف قرآن کی تعلیم سے دوسروں کو آگاہ کرنا اس سے بھی بڑا اشرف ہے۔

مولانا محمد سعید صاحب کو خداوندِ متعال کی عنایت سے یہ سہولت حاصل ہے کہ انھیں عربی زبان وادب سے خاصی آگاہی میسر ہے۔ قرآن فہمی ہر اس شخص کے لئے سہل ہو جاتی ہے جسے عربی زبان وادب کا علم و ذوق فطرت کی طرف سے ارزانی ہوا ہو ہاں شرط اخلاص توجہ اور میلان عقیدت ہے۔ ورنہ ابولہب اور ابوجہل بہت فصیح البیان عرب تھے مگر وہ قرآن فہمی سے محروم رہے۔ اور انھیں دامان رسول ﷺ کا سایہ رحمت بھی میسر نہ آیا۔ ایمان معاملہ ہے اخلاص اور رغبت کا اور انحصار ہے اس کا توفیق خداوندی پر، مگر وہ کتنے ہیں جو طالب توفیق ہیں۔ اگر قرآن جسد ہے تو سورہ یٰسین اس کا قلب ہے۔ مولانا نے اس مقدس و منور کا مفہوم اس طرح بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ قاری عربی زبان سے واقف نہ ہونے کے باوجود فرداً فرداً کلمات کے معانی سے بھی آگاہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ انہوں نے لفظاً لفظاً جدا جدا بھی کلمات کے معانی

Marfat.com

اور مطلب واضح کیا ہے۔ اور یہ کام خاصی دقتِ نظر سے سر انجام دیا ہے۔ لغوی معانی اور پھر سلیس مطلب ازاں بعد تشریح و تفسیر، میں سمجھتا ہوں کہ بارغبت قاری کو اس کتاب سے بیش بہا فائدہ پہنچے گا اور دوسری سورتوں کے ضمن میں بھی یہی اسلوب اور کاوش جاری رکھیں گے۔

نثری معنی، مطلب اور تشریح و تفسیر کے ساتھ ساتھ مولانا نے سورہ یٰسین کے معانی کو اشعار میں بھی ڈھالا ہے تاکہ جو قاری ازروئے ذوق شعر سے بھی لطف اندوز ہونا چاہیں ہو لیں۔ قرآن کے عربی کلمات طیبہ میں تو خدائے ذوالجلال والجمال نے ایسی خوبی راسخ کر رکھی ہے چھوٹے بھی اور بڑے بھی بسہولت زبانی یاد کر لیتے ہیں۔ نثر تو زبانی یاد نہیں رہتی، رہتی ہے تو بہت ہی کم۔ قرآن شریف کے حافظ تو شمار سے باہر ہیں۔ لیکن کسی مجموعہ حدیث کے حافظ کتنے گزرے ہیں۔ بمقابل قرآن نہ ہونے کے برابر، حالانکہ حضور نبئ اعظم وافصح ﷺ کی زبان اقدس بعد قرآن دلنشین ترین ہے۔ مگر قرآن کا بیاں بہر معنی اور بہر صورت حدیث سے مختلف ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ حدیث تو کلماتِ عبدِ الٰہی ہیں اور قرآن براہِ راست کلامِ الٰہی۔ قرآن بھی جناب رسالتمآب ﷺ ہی کے الفاظ میں مرتب ہوا ہوتا تو قرآن حدیث کے الفاظ و کلمات اور در وبست میں اتنا واضح فرق کیوں ہوتا ہے۔ بہر حال جو بات عرض کرنا مقصود تھی وہ یہ تھی کہ مولانا نے ان قارئین کے لئے قدرے آسانی پیدا کر دی ہے۔ جو یہ چاہتے ہوں کہ سورہ یٰسین کے مفاہیم ان کو زبانی بھی یاد ہوں شعر یقیناً جلدی اور نثر کے مقابل آسانی سے یاد ہو جاتے ہیں۔

مولانا خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے عمر کے دس بارہ برس حجاز مقدس میں

Marfat.com

بسر کئے، وہاں تعلیم بھی پائی اور تعلیمی خدمات سرانجام بھی دیں، علاوہ بریں یہ کہ انہیں مدینہ منورہ کی بعض مساجد میں خطبہ دینے اور نماز جمعہ پڑھانے کا بھی اعزاز حاصل ہوا ہے، ظاہر ہے کہ یہ اعزاز قابل رشک ہے۔ خدا تعالیٰ ان کی جملہ خدمات کو قبولیت سے شرفیاب کرے۔

(پروفیسر مرزا محمد منور)

چیئرمین اقبال اکادمی پاکستان

۷ جنوری ۱۹۹۰

Marfat.com

انقلاب آفرین کام

سورہ یٰسین کو قرآن کریم کے قلب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس طرح جسم انسانی میں دل کو مرکزی اور اہم مقام حاصل ہے اسی طرح قرآنی افکار اور تعلیمات میں سورۃ یٰسین کو اہمیت حاصل ہے۔ یہ سورہ قرآنی تعلیمات کی ترجمان اور اسرار و رموز کائنات کا اجمال ہے۔ اس کو سمجھ کر پڑھنے سے رموز کائنات سے آگاہی ہوتی ہے اور تخلیق کائنات کا حقیقی مفہوم اجاگر ہونے لگتا ہے۔ دلوں میں کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ اور بے یقینی سے نجات ملتی ہے۔ شیطانی وسوسے دور ہوتے ہیں اور یقین و ایمان کو استقلال اور ثبات ملتا اور پختگی ایمان کا عکس انسان کے اعمال صالح میں نظر آنے لگتا ہے۔

مسلمانوں کا یقین ہے کہ اس سورہ پاک کی ایک بار تلاوت کرنے سے اس کے پڑھنے والا دن بھر کے لئے آفات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ مسلمان آزمائش کی گھڑی میں مہمات کو آسان کرنے کے لئے اس کی تلاوت کرتے ہیں انسان قریب المرگ ہو تو اس کے سرہانے اس سورہ کی تلاوت سے دلوں میں ایمان کو تقویت ملتی اور مرنے والے کو آسانی نصیب ہوتی ہے۔ بشرطیکہ سننے والا مفہوم سمجھتا ہو۔

ہم سب جانتے ہیں کہ قرآن حکیم بنی نوع انسان کے نام خالق کائنات، مالکِ روزِ جزا رب ذوالجلال والاکرام کا پیغام ہے۔ اس کا اصل ثواب اسے سمجھنا اور اپنے اعمال کو مقتضائے فطرت کے مطابق ڈھالنا ہے۔ قرآن کریم کا صحیح اور مکمل مفہوم سمجھنے کیلئے لفظی ترجمے ہی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کے زمانے (جبکہ قرآن پاک

Marfat.com

نازل ہوا) کے حالات۔پس منظر، روایات، احادیث اور درایات کا علم بھی ضروری ہے۔جس زمانے میں قرآن پاک نازل ہوا اس وقت آیات مقدسہ کا پس منظر اور سارے حالات لوگوں کے سامنے تھے۔ اس لئے یہ آیات اور ان کا مفہوم لوگوں کے اذہان میں اتر جاتا تھا۔لیکن بعد کے لوگوں کیلئے تفسیر کی صورت میں اس زمانے کے حالات اور مخصوص الفاظ سے وابستہ مخصوص مفاہیم اور پس منظر واضح کرنے کی ضرورت تھی۔لہذا محض لغوی موجودہ دور کے ترجمے کو قرآن حکیم کا مکمل مفہوم نہیں کہا جائے گا بلکہ ہر ترجمہ کو اگر قرآن کی ترجمانی کا نام دیا جائے تو زیادہ صحیح ہے۔جس طرح قرآن کی ترجمانی کو ہم بالعموم ترجمے کا نام دیتے ہیں اس طرح سہولت کیلئے منظوم ترجمانی کو بھی منظوم ترجمہ کہہ سکتے ہیں۔تاہم منظوم ترجمانی میں نثری ترجمانی سے بھی زیادہ دقت درپیش ہے۔ اور یہ بات قارئین کے ذہن میں رہنی چاہیئے ۔شعر کہتے وقت شاعر الفاظ کے سلسلے میں زیادہ سختی سے پابند نہیں ہو پاتا۔ اسے لفظی تکرار سے کام لینا پڑتا ہے۔اور تصرف سے بھی۔ویسے بھی جب کسی دوسری زبان کے الفاظ کو ترجمے کیلئے اپنی زبان میں استعمال کیا جائے گا تو اپنی زبان کے الفاظ میں اس کے مفہوم کو لاتے ہوئے کچھ نہ کچھ کمی بیشی ضرور واقع ہو جائے گی۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ براہ راست عربی زبان کے ذریعے قرآن حکیم اور احادیث کا مفہوم و مدعا سمجھنے والے مسلمانوں کی تعداد ملت اسلامیہ میں آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد نے اپنی اپنی زبان ہی میں جانا اور سمجھا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب مسلمان قرآن حکیم کے دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے ہی سے متعلق تذبذب کا شکار تھے لیکن جب اس امر

Marfat.com

پر اجماع امت تھا کہ قرآن حکیم اللہ کے بندوں کے نام پیغام ہے جس کا صرف پڑھنا ہی نہیں بلکہ سمجھنا۔ جاننا اور اس پر عمل کرنا بھی ان کے لئے ضروری ہے تو پھر اس کے ترجمہ یا ترجمانی اور تفسیر میں کوئی امر مانع نہیں ہوسکتا تھا جس طرح شروع شروع میں قرآن حکیم کا ترجمہ کرنے پر بعض کی طرف سے مخالفت کی گئی اسی طرح کے جذبات کا اظہار قرآن حکیم کے منظوم ترجمہ کے سلسلے میں بھی کیا گیا۔ اردو زبان میں بہت سے لوگوں نے قرآن پاک کے بہت سے حصوں کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ لیکن بعض ترجمے تو ایسے ہیں کہ کرنے والوں کو شعر کے فنی تقاضوں اور نزاکتوں پر عبور ہی حاصل نہیں۔ بعض ہیں تصرف سے کچھ زیادہ ہی کام لیا گیا ہے اور شعروں میں روانی کی کمی ہے۔ منظوم اردو تراجم کرنے والوں کی صف میں لے دے کر ایک ہی نام قابل ذکر ہے اور وہ ہیں اردو کے چوٹی کے شاعر جناب عبدالعزیز خالد۔ عبدالعزیز خالد کو شعر اور زبان و بیان پر وہ عبور حاصل ہے اور انگریزی، اردو، فارسی اور عربی پر انہیں ایسی دسترس ہے اور ان کے ذہن میں وہ بے پایاں ذخیرہ الفاظ موجود ہیں۔ جو کسی عام شاعر کے بس کی بات نہیں۔ فنی نزاکتوں اور شاعرانہ رفعتوں میں وہ بام عروج پر ہیں۔ یہ تمام کمال انہوں نے اپنے قرآن حکیم کے منظوم ترجمے میں دکھایا ہے۔ ان کا ترجمہ تمام تر فنی نزاکتوں کا مرقع اور اصل مفہوم کے قریب تر ہے مگر اس میں مشکل اور دقیق الفاظ اس کثرت سے استعمال ہوئے ہیں کہ صرف علماء و فضلا ہی اس سے فیض یاب ہوسکتے ہیں۔ عام اردو خواں طبقہ اس منظوم ترجمے کو سمجھنے کیلئے مزید ترجمے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ اس کے برعکس مولانا عارف صاحب کا زیرِ نظر ترجمہ سادہ اور سلیس اردو میں ہے۔ جس میں تمام تر فنی خوبیاں روانی اور گیرائی موجود ہے۔ یہ منظوم ترجمہ

Marfat.com

سورہ یٰسین کے اصل مفہوم سے قریب تر ہے اور بعض دوسرے تراجم کی طرح اس میں بلاضرورت تصرف سے کام بھی نہیں لیا گیا۔

الحاج مولانا محمد سعید عارف ایک عالم باعمل ہیں جنہوں نے اس سے قبل کبھی شاعری نہیں کی، سورہ یٰسین اور اس کا مفہوم ان کے حافظے میں محفوظ ہے۔ جذب و شوق کے خاص لمحات میں انہوں نے اس مفہوم کو اردو میں منظوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ان کی یہ کوشش بلاشبہ اردو زبان میں قرآن پاک کی منظوم ترجمانی کے سلسلے میں آج تک کی گئی تمام کوششوں میں سب سے زیادہ کامیاب ہے۔ اس منظوم کلاس میں ایسا حسن، روانی، اور تسلسل ہے کہ جمال قرآن اور فن شاعری سے آگاہی رکھنے والا کوئی بھی انسان اسے پڑھ کر پھڑک اٹھتا ہے۔ اس عظیم کاوش کے باوجود انہوں نے تفسیر و مطالب کو قارئین کے ذہن نشین کرانے کے لئے نثر کو بھی ساتھ ساتھ نبھایا ہے۔ اسے پڑھ کر معاً یہی خیال ذہن میں ابھرتا ہے کہ یٰسین کا صحیح ثواب اسے سمجھ کر پڑھنے میں ہے تو اس کے زیادہ فیوض برکات یقیناً اس کلام کی صحیح تفسیر سمجھنے سے ہی میسر آسکتے ہیں۔ اردو زبان میں بعض نثری تراجم کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہے کہ عام سمجھ بوجھ رکھنے والے انسان کو سمجھنے میں اچھی خاصی دقت ہوتی ہے۔ لیکن مولانا محمد سعید عارف صاحب کے زیر نظر منظوم ترجمے میں ایسی کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ اس سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمارے گھروں میں خواتین اکثر سورہ یٰسین ہزاروں بار پڑھنے کے لئے خصوصی محفلوں کا اہتمام کرتی ہیں۔ مگر ان محفلوں میں مفہوم کو سمجھے بغیر اکثر صرف عربی میں پڑھنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب اگر یہی چیز جو کہ مفہوم کے قریب تر ہے۔ منظوم صورت میں میسر ہو تو اسے پڑھنے میں

Marfat.com

جہاں سورہ کا مفہوم مدعا پڑھنے والے پر زیادہ واضح ہوگا۔ وہاں اسے ہزاروں بار پڑھنے کیلئے پڑھنے والا زیادہ رغبت روانی اور آسانی بھی محسوس کریگا۔ اس لحاظ سے مسلمان گھرانوں کی ایسی پاکیزہ محافل کیلئے الحاج مولانا محمد سعید عارف صاحب کا یہ منظوم ترجمہ یقیناً ایک انقلاب آفرین تحریر ہے جو یقیناً بہت جلد گھر گھر میں پہنچ جائے گی اور آئندہ خواتین یہ منظوم ترجمہ خشوع خضوع اور ذوق وشوق سے ان محافل میں پڑھیں گی۔ یقین کامل کہ یہ منظوم ترجمہ اپنی روانی حسن جاذبیت اور صحت کی بنا پر بہت ہی جلد ایسی پاکیزہ محفلوں میں شریک ہونے والوں کی زبانوں پر رواں ہو جائے گا۔

الحاج مولانا محمد سعید عارف صاحب مدینہ یونیورسٹی کے فاضل ہیں۔ وہ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۱ء تک کے جی اسلامیہ سکول لوئر مال روڈ میں مدرس رہے۔ اس دوران انہیں ایک بے حد مقبول اور کامیاب استاد کی حیثیت رہی۔ جامعہ نعمانیہ اندرون ٹیکسالی گیٹ لاہور سے درس نظامیہ کی تعلیم کے بعد آپ ۱۹۷۲ء میں مدینہ تشریف لے گئے یہاں مدینہ یونیورسٹی سے عربی ادب میں تعلیم حاصل کی آپ کو سات بار حج کی سعادت حاصل ہوئی درجنوں بار عمرہ بھی کیا مدینہ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد سات سال تک جامعہ قازلیہ مدینہ منورہ میں امامت، عربی مدرس اور خطیب کے فرائض انجام دیتے رہے۔ عربی ادب کے علاوہ مولانا نے اردو میں علامہ اقبال، غالب، داغ، میر، درد اور آتش کا کلام پڑھا ہے۔ کبھی شاعری نہیں کی۔ تاہم اس خداداد صلاحیت سے پہلی بار سورہ یٰسین کے منظوم ترجمہ کی صورت میں کام لیا ہے۔ امید ہے کہ اس بے مثل کام کے بعد وہ اپنے پاک باطن، روشن ضمیر اور صالح

Marfat.com

عمل سے اردو خواں طبقے کو مزید فیض یاب کریں گے اور آئندہ قرآن حکیم کے باقی حصے پر بھی توجہ مرکوز کریں گے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیق جالندھری
چیئرمین (شعبہ ابلاغیات) پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس لاہور

Marfat.com

قرآنِ حکیم میں کس علم کی اتباع کا ارشاد ہے علمِ خواہشات یا علمِ آخرت؟

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۰ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ '' یعنی اگر تم نے اُن (یہود و نصاریٰ) کی ہوا و ہوس کی پیروی کی اس کے بعد کہ علم (حقیقی) تمہارے پاس آچکا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہوگا'' اس آیۂ کریمہ سے ماقبل آیۂ میں یہود و نصاریٰ کی ہٹ دھرمی اور اُن کے معاندانہ رویہ کا ذکر ہے اور یہاں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اُن کے پاس ہوا و ہوس اور خواہشات نفسانی ایسی آرزوں کی تکمیل کے سوا کچھ نہیں۔ ماضی سے لے کر آج تک اُن کے ہاتھوں ترقی کے نام پر جو بھی ایجات ہوئیں ہیں وہ صرف اور صرف آسائش دنیوی کی خاطر تھیں۔ اور اِن میں خوشنودیٔ خالق کا کوئی تصور نہیں البتہ ان کو استعمال میں لانے والے اپنی نیتوں کے مطابق مختلف لوگ ہو سکتے ہیں جو ان سے بہتری حاصل کرنے کی کوشش کریں قصہ مختصر علم کیمیاء ہو یا علمِ طبیعات یا پھر مابعد الطبیعات کا علم، یہ ماورائے کائنات کے علم کے ہم پلہ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ ان کے ذریعے دنیا مشینی دور میں داخل ہوئی جس کے نتیجہ میں چند بدنی

Marfat.com

آسائشوں کے عوض ساتھ ہی ساتھ انسانیت کے سروں پر ہلاکت و بربادی کے بادل بھی منڈلانا شروع ہوئے اور لوگ ان کے ہاتھوں کیڑے مکوڑوں کی طرح مرنے لگے۔ ان قوموں نے خواہشات کا ایک ایسا عالم تعمیر کیا جس میں سب پھنس کر رہ گئے اور یہ تمام علوم سائنس دراصل علومِ آشائشِ دنیوی ثابت ہوئے جو بالآخر عیاشی، فحاشی، ، کاہلی، آرام طلبی اور ایک طرح کے جمود پر منتج ہوئے۔ جیسا کہ شاعر مشرق علامہ اقبال کا ایک شعر ملاحظہ ہو وہ فرماتے ہیں:

مے خواری و بیکاری و عریانی و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات؟

اس کے برعکس قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ذوالمجد نے جس علم کی اتباع کا حکم دیا ہے وہ ماورائے کائنات کا علم یعنی آخرت اور یوم الدین کا علم ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کی راہ پر گامزن کر کے دنیا کو اخوت و ہمدردی اور امن و امان کی راہ دکھاتا ہے تاکہ اہل دنیا آخرت میں سرخرو ہوں۔ لیکن اگر بالخصوص مسلمانوں نے اُن کی خواہشاتِ نفسانی سے آلودہ ڈگر کا پیچھا نہ چھوڑا تو اُن کا حال غیرتِ خداوندی کے نتیجے میں بد سے بدتر ہوتا چلا جائے گا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں سے تو کیا بلکہ کہیں سے بھی کوئی حمایت اور مدد حاصل نہیں رہے گی۔ لہٰذا اس دور کی مسلم ریاستوں کے حکمرانوں کو بالخصوص اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیامِ حیات آفریں

(الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الامین الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین)

قدرت کاملہ نے روزِ ازل سے ہی یہ ارادہ کر رکھا تھا کہ وہ اپنے مطہر کلام کو صرف اور صرف ان پاکیزہ اور سچے لبوں سے ہی سننا پسند فرمائے گی جو پیشتر ازیں بے کار اور بیہودہ گفتارِ دنیوی سے کسی طور آلودہ نہ ہوئے ہونگے۔ چنانچہ قرآن حکیم کی تلاوت کا یہ شرف سرکار امی لقب ﷺ کے حصہ میں آیا۔ قدرت کاملہ انسانی سرشت سے بخوبی آگاہ تھی کہ دنیا میں قدم رکھنے کے بعد اکثریت جہان رنگ و بو میں کھو کر رہ جائے گی کچھ طرح طرح کے دام پھیلا کر متاع غرور سمیٹنے میں مصروف ہونگے تو کچھ الفاظ کی ساحری سے ہی اس مشکل کو آسان کریں گے۔ صراط مستقیم پر چلنے کی فکر، فکر معاش پر غالب رہے گی۔ حالات کچھ بھی ہوں اہل فکر و دانش سے اس بات کی توقع بے جا نہ تھی کہ وہ شرف انسانی کے تحفظ اور ناموس کی حفاظت کیلئے اچھی بات کو پھیلانے کیلئے موئے قلم اور زورِ بیان صرف کرتے رہیں مگر افسوس کہ اہل اسلام کے ہاں جنم لے کر بھی ان کی اکثریت نے مقاصدِ فطرت کے خلاف شیطانی طرزِ عمل کی ہی ترجمانی کا دھندہ اپنایا اور محض الفاظ کی شعبدہ گری کے ذریعہ دنیا کو وقتی طور پر بہلانے پھسلانے کا وطیرہ اپنایا۔ اگر غور کریں تو انسانیت کی خدمت و ہمدردی کا دعویٰ کرنے والے ادیبوں، فن کاروں ڈرامہ نگاروں، افسانہ نویسوں نے اپنی

Marfat.com

مایوسانہ اور منحرف قسم کی تاویلات وتخلیقات کے ذریعہ دنیا کو مایوسی، نامرادی اور حسرت ویاس کے غار میں دھکیلنے کیلئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جبکہ لفظ اور الگ الگ بولیاں کبریاء نے عطاہی انسانی معاشرے میں باہمی محبت والفت کے دریا کو موجزن رکھنے کے لئے کی تھیں۔لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی اپنی مخلوق پر اپنی بے پایاں رحمت وشفقت کا اظہار قرآنِ کریم کی صورت میں الفاظ کے موتی لٹا کر ہی فرمایا۔ کاش اہلِ جہاں کلام کے بادشاہ یعنی قرآن حکیم کی معنوی توضیحات وتفہیمات پیش کرنے کی سعی کر کے انسانیت کے دکھ درد کا علاج کرتے۔وہ کیونکر فراموش کر بیٹھے کہ کوئی دن ہوئے اسی کلام کی معجز طرازیوں کی بدولت عرب کے بادیہ نشین جہالت کی تاریکیوں سے نکل کر سب سے اعلیٰ انسانی اخلاق کا نمونہ بن گئے۔ اس سے بڑا معجزہ کیا ہوگا کہ قرآن حکیم مصائب میں صبر محنت میں اجر، نیکی میں ثواب، فقر میں غنا، تنگی میں آسانی، موت کے بعد زندگی، شہادت کے بدلے جنت کی بشارت دیتا ہے۔اور موت سے خائف انسانیت کو قیامت تک کیلئے پیام حیات آفریں عطا کرتا ہے۔نگاہوں سے دہریت اور مجاز کے پردے ہٹا کر اس کائنات کی حقیقت آنکھوں پر نمایاں کرتا ہے۔اور یہی قرآن کریم کا پیغام ہے جسے علامہ اقبالؒ نے اپنے اس خوبصورت شعر کی جان بنایا ہے۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبح دوامِ زندگی

گویا قرآن حکیم مردہ قوموں کو نئی اُٹھان بخشتا ہے۔کاش دنیا کے دانشور اور ادیب اس حقیقت پر یقین کر لینے میں کامیاب ہو جاتے کہ ہر قسم کے استحصال

Marfat.com

ناانصافی بے راہروی فحاشی بے حیائی لوٹ کھسوٹ اور مار دھاڑ سے انسانیت کو بچانے کیلئے قرآن حکیم سے بڑھ کر کوئی مداوا نہیں۔

خواہ کچھ بھی ہو کم از کم امت مسلمہ کا قرآنی تعلیمات سے انحراف بے حد شرم ناک و کربناک ہے۔ اور بلاشبہ اس ملت کے لئے ہی نہیں بلکہ ساری انسانیت کی فلاح و بقا قرآنی رشد و ہدایت پر عمل پیرا ہونے میں ہی مضمر ہے۔

چنانچہ قرآن کریم کا بالتفسیر مطالعہ کرنے سے پیشتر ارد گرد کے حالات بالخصوص جس سرزمین میں وہ رہتا ہو وہاں کی مقتدرہ سیاست اور دیگر درپیش مسائل کو سامنے رکھنا لازم ہے تاکہ قرآن کریم کی تعلیمات اور رشد و ہدایت کی روشنی میں ان میں درستی کی کوشش کی جائے اور بنی نوع انسان کے لئے فلاح کے راستے ہموار ہوں۔ کیونکہ اسلام کا پہلا اور آخری مقصد یہی ہے کہ انسانیت کو ایسی فضا عطا کی جائے جہاں اُسے اپنے حقیقی مہربان رب کے علاوہ کسی استحصالی یا جابر قوت کے سامنے اپنے ضمیر کا خون نہ بہانا پڑے۔ اور جہاں تک ضمیر کی زندگی کا سوال ہے، قرآن کریم سے بہتر کوئی اس کا ادراک نہیں رکھتا چنانچہ جس خوبصورت انداز میں قرآن کریم نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے شاید انسان جو خود صاحب ضمیر ہے وہ بھی ان گہرائیوں سے واقف نہ ہو۔ ارشاد پاک ملاحظہ ہو:

" اِنْ هُوَ اِلاَّ ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ" یعنی وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن کہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے" گویا قرآن کریم کے نزدیک وہی شخص زندہ ہے جس کا ضمیر زندہ ہے اور جس کا ضمیر اس صلاحیت سے محروم ہے یا اس پر ظنون و شکوک

Marfat.com

کے پردے پڑے ہیں وہ کافر ہے۔ عربی زبان میں کافر حقیقت پر پردہ ڈالنے والے یا اسے چھپانے والے کو کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی طبع کے لوگ تفکر و تدبر کی نعمت سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ لہٰذا قرآن کریم کے مطابق دل والے ہی صراط مستقیم کی صبر آزما منازل پر گامزن ہونے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

اور جہاں تک اس راہ میں حائل مشاکل کا تعلق ہے ان سے صرف نظر بھی ممکن نہیں۔ جس طرح ماحول کی طبعی کیفیات مثلاً سردی گرمی سے ایک انسان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اسی طرح انسان انسانوں کے پیدا کردہ معاشرتی ماحول سے بھی بے تعلق نہیں رہ سکتا۔ اس سلسلہ میں شہید کربلا سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے اس تاریخی، پُرعزم اور پُرشجاعت فیصلے کو ہمیشہ نگاہوں کے روبرو رکھنے کی ضرورت ہے جو انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے کربلا کے میدان میں ضمیر کی آواز پر سنایا اور بے مثال شان کے ساتھ کلمہ گو مگر ضمیر کے اندھوں کے ہاتھوں رضائے پروردگار کی خاطر قربان ہو کر موت کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے، دشمن ان کا سر نہ جھکا سکا اور وہ سب کے سب صرف دعویٰ اسلام نہیں بلکہ حقیقت اسلام کی عریاں تصاویر بن کر جلوہ گر ہوئے چنانچہ اب امت کے لئے یہی وہ آخری درس ہے جو قیامت تک مسلمان کے لاغر ایمان کو حقیقی توانائی عطا کر سکتا ہے اور قرآن کریم یقیناً ایسے ہی زندہ انسانوں کا رہبر کہلوانا پسند فرماتا ہے اور ایسے ہی باہمت انسانوں کا وہ متلاشی ہے جو فطرت کے مقاصد پورا کرنے کا عزم بالجزم رکھتے ہوں۔ قرآن کریم کی رشد و ہدایت کے دو پہلو ہیں اولاً ذاتی اصلاح نفس اور ثانیاً دیگر مخلوقات کی بھلائی کی فکر اور یہی وہ دو پہلو ہیں جن سے بے نیاز ہو کر جینا

۱۴۱۴۷۹

Marfat.com

کوئی جینا نہیں۔

علاوہ ازیں قرآن کریم دنیا کے صاحبان مال وزر اور متمکنان عزت وجاہ پر زبردست ذمہ داری عائد کرتا ہے کیونکہ یہی لوگ معاشرے میں اچھائی یا برائی کے اسباب فراہم کرنے کے اہل ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ راہِ راست پر آجائیں تو معاشرہ امن وآشتی کا گہوارہ بن سکتا ہے قرآن کریم کا ارشاد ملاحظہ ہو: ''وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِکَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَ فِيْهَا فَفَسَقُوْا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَ مَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا'' (بنی اسرائیل) ترجمہ: ''اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں پر احکام کی ذمہ داری ڈالتے ہیں پس وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں اور بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اس بستی کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں''

اس سے آگے قرآن کریم کا ایک اور موقف بھی دلکش وجانفزا ہے جس کا تعلق دنیا کی مجبور ومحکوم انسانیت کی حریت وفلاح سے ہے رب کائنات کی بندہ پروری کے انداز محسوس کیجیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ'' ''اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کمزوروں پر احسان فرمائیں اور ان کو پیشوا بنائیں اور ان کو ملک و مال کا وارث بنائیں'' اس بات کا تعلق تاریخ امم میں کسی بھی قوم سے ہوسکتا ہے چنانچہ کسی بھی طبقے یا قوم سے تعلق رکھنے والے اگر اپنے حقوق اور آزادی کی جدوجہد کریں

Marfat.com

تو آسمانوں کے مالک کی اشیر بادانہیں حاصل رہے گی۔

انشاءاللہ اس سورۂ مقدسہ میں بھی قارئین کو اس ابدی نور کی جگمگاہٹ نظر آئے گی جس کی ضو میں جنت کی پرسکون وادیوں تک پہنچنے کی شاہراہیں اجلی دکھائی دینے لگتی ہیں اور دنیا و آخرت کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امن و امان نصیب ہوتا ہے۔

ملتِ اسلامیہ کا کردار اور اسلام

اب رہی یہ بات کہ جس امت نے اسلام سے فیض پایا کیا اس نے اس دین کی برکات کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے کچھ کردار ادا کیا؟ حقیقت یہ بتا رہی کہ آخری دور میں ہم نے زبردست کوتاہی اور غفلت کا ثبوت دیا ہے۔شاید اسی بے رخی کا نتیجہ ہے کہ تاریخ ہم سے انتقام لے رہی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو مجھ جیسے کم مایہ شخص کو کسی طور تازہ دم انداز میں تفسیر آیات پیش کرنے کی پریشانی لاحق نہ ہوتی آیئے اس جانب بھی ذرا سی دیر کے لئے غور کر دیکھیں تاکہ ہم اپنی اپنی ذمہ داریوں کو کسی حد تک محسوس کر سکیں۔لوگ اندھا دھند ان کوتاہیوں کا ذمہ دار از خود اس میدان میں آکر تھپیڑے کھانے والے، واجبی تعلیمِ اسلامی کے حامل بے لوث علماء کو گردانتے ہیں۔ان علمائے دین کی نامساعد حالات اور نارسائیوں کے باوجود اسلام کو سربلند رکھنے کے لئے قابلِ قدر مساعی سے قطع نظر کچھ برگشتہ گانِ ملک و ملت کا کردار بھی پیشِ نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ یعنی یہ کہ اسلام کیساتھ قلبی لگاؤ رکھنے والے یہ علماء اور دلدادگان قوم و ملت اگرچہ وہ سب کچھ نہیں کر پائے جو درکار تھا تو ان

Marfat.com

کارمختارانِ حکومت وسلطنت نے بھی تواس راہ میں سوائے کانٹے بونے کےاور کچھ نہیں کیا۔جبکہ قوم وملت کے بزعمِ خویش ناخداہونے کے ناطےان پربھی کچھ نہ کچھ فرض عائدضرورتھا۔مگراسلامی ممالک کے ان غیراسلامی تعلیم وتربیت سے آراستہ حکمران لٹیروں نے غیروں کی نمک خواری کاحق اداکرتے ہوئے اپنے اپنے زیرتسلط علاقوں میں دین اسلام کےقدم جمنےنہیں دیئے۔اہلِ آسمان بھی ان کی اس حرکت پر ضرور تف کرتے ہونگے اوربقول کسے دل ہی دل میں یہ کہتے ہوں گے......

من چہ سرائم وطبلہ من چہ می سرائید؟

چنانچہ افسوس کے ساتھ کہناپڑتاہے کہ اسلام جوکہ قومیتوں کے مابین نفرتوں کے گھاؤ مٹانے آیاتھااس کاعلم اُٹھانے والے خودایک درماندہ قوم میں تبدیل ہوکررہ گئے اور شکستوں پہ شکست کھاتے چلے گئے یہاں تک کہ اِن کے بُرے دنوں کے رہبروں نے بھی انہیں لفظِ قوم کاتحفہ عطاکرکے لفظِ قوم کاقیدی بناکررکھ دیایعنی یہ کہ تم بھی دوسری قوموں کی طرح محض ایک قوم ہواور وہ بھی شکست خوردہ قوم! پھرکیاتھا زوال کے ان ایام میں عدو کی گود کے پالے نمک خواروں نے احسان مندیوں کی خاطرقوم کی آبروکاسودااس طورکیاکہ آزادی اورایمان کے ازلی دشمنوں کے بظاہرالگ تھلگ ہونے کے باوجودبھی اُن کے مشن میں کمی نہیں آنے دی اوراپنی عاقبت سے بے نیازیہ نیوماڈل مسلمان حکمران نہ صرف یہودونصاریٰ کی مسخ شدہ تہذیبوں اوربدکاریوں کو درماندہ مسلم قوم کی سوسائٹی میں رائج کرتے کرتے اپنی جانوں سے گئے بلکہ قدرت کے ہاں سے دھتکارے ہوئے آقاؤں سے دوقدم آگے

Marfat.com

بڑھ کر اسلام کو ہدفِ تنقید بنانے میں بھی ذرا سی عار محسوس نہیں کی اُن کی اس رذیل حرکت پر ہر درد مند انسان کا دل خون کے آنسو رویا اور یہ تھے کہ ٹس سے مس نہ ہوئے اور سچے محمد علیہ الصلاۃ والسلام کی آسمانوں سے بھی برتر عزت کا خیال نہ کیا، وہ پاک محمد ﷺ جس نے ساری انسانیت کو نجات کی راہ دکھائی اور طرح طرح کی غلامی کی زنجیروں کے ٹکرے کئے اور سارے عالم پر اپنی بے پایاں رحمت کا سایہ کیا، اس محبوب ﷺ کی مہربان ہستی سے بھی آنکھ چرائی۔ کوئی مانے یا نہ مانے، رحمت دو عالم ﷺ کے احسانات کی قدرت بھی معترف ہے جس کا ذکر کرنا اہل محبت کے دلوں کا سرمایہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ....الی آخرہ" "اور جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دیتا برائی سے منع فرماتا ستھری چیزیں ان پر حلال کرتا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرتا اور ان کے بوجھ اور گلے کے پھندے اتارتا ہے" مگر افسوس کہ ان سب احسانات کو بھول کر نام کے رہنمایان قوم اوروں کے گلے کا ہار بن کر رہ گئے ہیں۔

فرنگی صفت کار پردازانِ سلطنت کے کیا کہنے! اُلٹا چالاکی کے ساتھ قوم کے محنت کش طبقے کو کمین کہہ کر نہ صرف تکبر میں مبتلا ہوئے بلکہ ان غریبوں کا خون پیتے اور ساری کی ساری مراعات اپنے اور اپنے بال بچوں کے لئے سمیٹتے رہے اور اس

Marfat.com

سے بھی بڑھ کر یہ کہ اسلام کا اپنے ہاں ذکر کرنے والوں کی تحقیر کرنا بھی ان کا پسندیدہ مشغلہ رہا۔ کیونکہ اسلام سے پیچھا چھڑانے کا ان لوگوں کے نزدیک یہی ایک تیر بہدف نسخہ تھا کہ ملاّ کی تضحیک کی جائے۔ اہل مکہ نے اسلام کے پیش کرنے والی محبوب ہستی حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس کی بجائے تعلیمات اسلامی پر تنقید کی تھی مگر یہ نام کے مسلمان جن کے اندر ایمان سے خالی ہیں ان کے بھی گرو نکلے یہ اُسے پیش کرنے والوں کو ہدفِ تنقید بناتے رہے۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اور یہاں تک کہ دورِ فرنگی سے لے کر آج تک اپنے دنیوی مفادات کی خاطر فرنگی کے درباروں میں جا جا کر ان بیچاروں کی برائیاں بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ ان کا اس دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ لسان العصر سید محمد اکبر الٰہ آبادی علیہ رحمۃ کا ایک مشہورِ زمانہ شعر اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہے ؎

رپٹ یاروں نے لکھوائی ہے جا جا کے یہ تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

قرآنی تعلیمات سے بے نیاز ان لوگوں نے اسباب ہائے زندگی پر مسلط رہنے کے لئے اپنی اولادوں کے لئے بھی ویسی ہی تعلیم چاہی جو انہوں نے اپنے آقاؤں سے پائی تھی۔ اسلام و قوم کے ازلی دشمنوں سے آزادی پانے کے کچھ عرصہ بعد جب ذرا سا رنگ بدلتا محسوس ہوا تو جاہل اور بدقماش سیاست دانوں کا راستہ روکنے کی آڑ میں قرآنی تعلیمات کی بجائے روشن خیالوں نے سیاستِ قومی میں حصہ دار بننے یا کسی بڑے انتظامی عہدہ پر متمکن ہونے کے لئے انگریزی بولی کے لیبل کے ساتھ ایک خاص درجہ تک تعلیمی شرط بہرصورت بحال رکھی جس کی بدولت جہاں تک 'تیرا گزر

Marfat.com

ممکن نہیں میرا گزر ممکن نہیں' کے مصداق غربا پر زندگانی کے دروازے بند ہو کر رہ گئے۔ اور یہ وہ فرسودہ اور سیاہ کالجیانہ تعلیم تھی جس کے متعلق شاعر مشرق علامہ اقبال نے کہا تھا ۔

ہم تو سمجھے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
یہ نہ سمجھے تھے چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

یہ قوم اب تک اس راز کو نہیں سمجھ سکی جو کہ اس تعلیم کا اہتمام کرنے کرانے والوں کے دل میں تھا۔ حضرت علامہ اقبال نے ان لوگوں کی بدنیتی کا بھانڈا پھوڑا ہے۔ ان کی نظم نصیحت کا اقتباس ملاحظہ کیجئے:

اک لردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے — منظر وہ طلب کر کہ تری آنکھ نہ ہو سیر!
سینے میں رہے رازِ ملوکانہ تو بہتر — کرتے نہیں محکوموں کو تیغوں سے بھی زیر
تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو — ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے ادھر پھیر

اپنے پرائیوں کے اسی کرم کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت نے اسلام کے نام پر خطۂ زمین تو حاصل کرلیا ہے مگر اسلام کو اپنی اکثریتی ضرب سے پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے اور اب کیفیت یہ ہے کہ کوئی بھی شیطان آسانی سے اس اکثریت کو اسلام کی حقیقی روح کے خلاف بڑی ڈھٹائی کے ساتھ استعمال کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور اسلام کے سچے دل سے شیدائی اپنے دیس میں ہی اقلیت گردانے جاتے ہیں۔ ان کی اس قابلِ رحم حالت کے بارے میں علامہؒ نے کیا خوب کہا ہے ۔

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر! — اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کرائے روح محمدؐ! — آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

Marfat.com

چنانچہ نمک خواری کی خاطر ان کے اس سیاہ کارنامے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ بن سکا جبکہ ان کی افرنگ ساختہ تعلیمی اجارہ داریوں کی فضا میں ان کے نالائق بچے اس شجرِ خبیث کا پھل سمیٹ چکے تھے اور یہ خود دیدہ دلیری کے ساتھ وطنِ عزیز کے نام پر مانگی ہوئی دولت سمیٹ کر اپنی عاقبت سنوار نے سابقہ آقاؤں کے مرگھٹ پہ نثار ہونے چلے گئے اور باقی کا کام سنبھالنے کے لئے انہی کی طرح کے دین مصطفوی سے آنکھ چرانے والے، مردہ نہلانے کا طریقہ کسی بھی نیم ملا سے دریافت کر کے کام نکالنے والے اور یہاں اور وہاں سے مطلوبہ ڈگریاں پا کر جانشینی کے لئے تیار تھے ان کی اس بددیانتی کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ کہ قرآن کریم کی تعلیم کو انہوں نے اپنے گھروں میں ختم و درود اور موت کے وقت رسمی جنازے پڑھانے کے لئے یتامیٰ و مساکین کے لئے رکھ چھوڑا اور اپنے جگر گوشوں کی ترقی اور فلاحِ دنیوی کی خاطر یہود و نصاریٰ کے تفویض کردہ نصاب پڑھانے کے لئے پُرتعیش سکول و کالج تعمیر کئے اور ان میں غریبوں کے داخلے روکنے کے لئے بھاری فیسیں مقرر کیں اور طرح طرح کی دیگر پابندیاں بھی عائد کیں۔ اور جب دیکھا کہ عامۃ الناس بھی چشم حسرت سے ان کی طرف دیکھنے لگے ہیں تو انہوں نے مقامی زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنانے کی بجائے اپنے پرانے آقاؤں کی زبان انگریزی کو نردبان ترقی کہہ کر ذریعہ تعلیم بنانے پر اصرار کیا کیونکہ وہ جانتے تھے ملک کی اکثریت عدم توفیق کے سبب اس شجر خبیث سے محروم ہی رہے گی۔ اور ان کے فرزند تو کسی نہ کسی طور اسے ازبر کر لیں گے اپنے ملک میں رہ کر یا پیا کے دیس جا کر۔ اس طرح سے حکومتوں پر اُنکا اور ان کی نسلوں کا سلسلہ قائم و دائم رہے گا۔

Marfat.com

آخرانگ۔۔۔۔۔۔ریزی ہی کیوں

استفادہ کے لئے اس موقع پر انگریزی کا لفظ بھی محل غور ہے یہ ہندی اور فارسی الفاظ 'انگ' اور 'ریزی' کا ناجائز ملاپ ہے جبکہ 'انگ' شرم یا عزت کو اور 'ریزی' گرانے یا بکھیرنے کو کہتے ہیں۔اس طرح اس مرکب لفظ کا مطلب بے غیرتی یا بے شرمی نکلتا ہے۔گویا ان لوگوں کا پہلا سبق ہی اس لفظ سے شروع ہوتا ہے۔چاہے اس زبان کے اصل مالکان اسے انگلش کہیں تاہم غلام اسے انگریزی کہہ کر ہی اسے پڑھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کے لئے قرآن واسلام کی اعلیٰ تعلیم سے علاقہ باقی رکھنا امر دشوار بن کر رہ گیا پس اسلام کی برائے نام خدمت سر انجام دینے یا کبھی قوم کے باہمی اتحاد و اتفاق کے لئے مخلصانہ انداز میں کوئی قدرِ مشترک وضع کر لینے کی اب انہیں توفیق کہاں؟۔یہ وہ مہرباں ہیں جو ہمیشہ عیاشی اور فحاشی کو اپنا دین و ایمان گردانتے رہے۔اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں اپنی ذاتوں کے دائروں سے باہر نکل کر جھانکنے یا کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دینے کی کبھی ہمت نہیں ہوئی جس میں انسانیت کا بھلا ہو۔پیرِ رومیؒ سے علامہ اقبالؒ کا ایک سوال اور جواب ملاحظہ ہو:

مریدِ ہندی:۔۔۔ہند میں اب نور باقی ہے نہ سوز

اہلِ دل اس دیس میں ہیں تیرہ روز

پیرِ رومیؒ۔۔۔۔کار، مرداں روشنی و گرمی است

کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

Marfat.com

اس شکستہ آئینے میں اپنی اپنی صورت پہچان کر اگر یہ صاحبان عالی شان کے پروردہ نام نہاد مسلمان بقول مفکر اسلام علامہ محمد اقبال کے حیلہ و بے شرمی کا وطیرہ ترک کر کے ذرا سی دیر کے لئے بیٹھ کر قرآن کریم کے مطالب سیکھنے کی خود سعی کرتے تو انہیں پتہ چل جاتا کہ صرف خالق کائنات کی جانب سے عطا کردہ رشد و ہدایت ہی انسانیت کی فلاح و نجات کا واحد ذریعہ ہے اور یہ کہ قدرتِ خداوندی بذات خود انسانیت کے لئے نقطۂ مرکزیت فراہم کرتی ہے اور وحی ہی اس کی اہل ہوتی ہے کہ انسانیت کے ہر خورد و کلاں کے اتحاد، اتفاق اور فلاح کے لئے کوئی قدرِ مشترک وضع اور مقرر کرے اور پھر اس پر عمل پیرا ہونے کے احکامات صادر کرے۔ بیشک یہ کام قدرت نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے بارہا مرتبہ لیا اور بالخصوص محمد عربی ﷺ کے ذریعے بندوں تک پہنچنے والا دین اکملیت کی شان رکھنے کے ساتھ ساتھ فلاح دارین کا ضامن بھی ہے۔ سورۂ یٰسین کا مطالعہ شیطانی وساوس سے نجات دلانے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے ہر قسم کے فاسد خیالات سے آزادی پانے اور صراط مستقیم کا پتہ چلانے کے لئے اس کے نازل کردہ نسخۂ کیمیا کا بالتفسیر مطالعہ ضروری ہے۔

فی زمانہ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ آیات قرآنی کی آسان اور عام فہم تفسیر اردو زبان میں پیش کرنے کی سعی کو جاری رکھا جائے۔ زیرِ نظر کتاب اس سلسلے کی ایک کڑی ہے اور پہلے مرحلہ میں سورۂ یٰس کی تفہیم منظوم انداز میں اس کے ہر عنوان کے

Marfat.com

آخر میں پیش کی جا رہی ہے۔ نیز سورۂ یٰسین کا انتخاب اس لئے بھی اہم ہے کہ یہ سورۂ مقدسہ عام طور پر ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد کی توجہ کا مرکز ہے۔ احادیث میں اس سورۂ مبارکہ کو قلبِ قرآن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیوں نہ ہو قرآنِ حکیم کے دل کی بات لوگوں کو معلوم ہو جائے، تاکہ وابستگی اور زیادہ بڑھے۔ جبکہ عوام الناس پہلے ہی مہمات پر قابو پانے اور موت میں آسانی کے لئے بڑی عقیدت واحترام کے ساتھ اس کی تلاوت کرتے اور تسکین پاتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ سورۂ یٰسین کی تلاوت سے ہزاروں مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اور کیا ہی اچھا ہو کہ تسکینِ قلب کے ساتھ ساتھ تفہیمِ آیات کے ذریعہ ایمان و یقین کو تقویت بھی حاصل ہو جائے۔ چنانچہ اس عظیم مقصد کے لئے سورۂ یٰسین کی منظوم تفہیم پیش کر کے ایک عاجزانہ سعی کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں سرزد ہونے والی جملہ کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔

بے شک یہ یقینی امر ہے کہ قرآنی آیات کا اردو لفظی ترجمہ کماحقہٗ مفہوم کو اجاگر کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ ہی مترادف الفاظ اس مفہوم کو واضح کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں جو کہ قدرت نے معجزانہ طور پر انتخاب فرمائے ہیں بلکہ ان کی تو شان یہ ہے کہ مفہوم از خود دل کی گہرائیوں میں اترا چلا جاتا ہے اور جب کبھی زمانۂ مابعد میں مفہوم تک رسائی کی از سرِ نو ضرورت محسوس کی گئی تو مفسرین اور محققین نے بے شمار مترادف الفاظ کی مدد سے مفہوم کو احاطۂ تحریر میں لانے کی سعی کی۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہدایت کی بات عام آدمی کے لئے سمجھنا دشوار ہے۔ کیونکہ عمل اور نجات

Marfat.com

کے لئے جس قدر انسان کو رہبری درکار ہے وہ مکمل صورت میں آئینہ نما سامنے رکھ دی گئی ہے۔ باقی بیانات انسان کی پیچیدہ نفسیات اور سوچ کی الجھی ہوئی گرہیں سلجھانے کی خاطر ہیں۔ امام شافعیؒ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ اگر انسان غور وفکر کرتا تو اس کی ہدایت کے لئے چھوٹی سی سورۃ یعنی سورۃ العصر' ہی کافی تھی۔ لہٰذا ہماری اس کوشش کا مقصد بھی فی الحال سطحی مفہوم کو اجاگر کرنا ہے تاکہ سورۂ یٰسین کی عام فکری اور نظریاتی جہت کے بارے میں کسی قدر شناسائی ہو سکے اور جبکہ خاص طور پر منظوم بیان کا اکثر و بیشتر مقصد ذوق وشوق اور لگاؤ بیدار کرنا ہوتا ہے۔ البتہ تفسیر کی گہرائیوں تک رسائی کا مقصد مستند تفاسیر کے مطالعہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں منظوم تفہیم پیش کرنے کی ضرورت کا جہاں تک تعلق ہے یہ امر واضح ہے کہ نثر کی نسبت نظم زیادہ مؤثر ہوتی ہے جبکہ قرآنِ حکیم کے الفاظ کا باہم ربط معجزانہ ہے اور اس کا بیان اہلِ عرب بغیر کسی تردد کے بھانپ جاتے تھے۔ چنانچہ آج تک دنیا جہان میں کسی زبان کا ادب پارہ قرآنی انداز بیان کا ہم پلہ یا متماثل قرار نہیں پا سکا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قیامت تک یہ معجزۂ آفاقی زندہ و پائندہ رہے گا۔

جہاں تک غیر عربوں کا تعلق ہے نثر کے ساتھ ساتھ ان کے لئے کسی درجہ مؤثر اندازِ بیان میں مفہوم پیش کرنے کی بھی ضرورت ہے تاکہ اگر وہ عربی سے ناواقف ہونے کے سبب قرآنی بیان کی تاثیر سے کماحقہٗ مستفید نہیں ہو پاتے تو کم از کم اپنی زبان میں ہی کچھ نہ کچھ تاثیرِ بیان سے متاثر ہو سکیں۔ اسی لئے مفہوم کو اپنی دانست کے

Marfat.com

مطابق منظوم شکل میں پیش کیا گیا ہے۔شعر کے جائز و ناجائز کے بارے میں سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس بات کا نثر میں سننا گناہ ہے اس کا شعر میں بھی سننا گناہ ہے۔اور جس بات کا نثر میں سننا ثواب ہے اس کا شعر میں بھی سننا ثواب ہے، گویا مقاصدِ شعر پاکیزگی پر مبنی ہوں تو شعر بری بات نہیں۔ قرآنِ مجید میں جہاں شعراء کی مذمت کی گئی ہے وہاں اہلِ ایمان و عمل کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

چونکہ آیات کا مفہوم پیش کرنے کے لئے شانِ نزول، التفاتات، مشاکلات کی توضیحات مسلمہ تفاسیر کے مطابق بھی ضروری ہوتی ہیں۔اس لئے مفہوم قدرے طوالت اختیار کرتا محسوس ہوتا ہے مگر یہ پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ قدرت کا پسندیدہ مفہوم ہی مقصودِ بیان ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنی بساط کے مطابق مفہوم اور ترجمہ مناسب الفاظ کی کلابتوں سے مزین کر کے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے یا یوں سمجھ لیں کہ مئے کہن کو کسی نئے انداز سے کاسۂ دل میں انڈھیل کر قارئین کی خدمت میں حاضر کرنے کی جسارت ہے۔وگرنہ شعر کیا ہے اور مری شاعری کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ بندہ کی جملہ کوتاہیوں اور کم فہمیوں کو معاف فرمائے اور محض حسنِ نیت کے پیشِ نظر اس کوشش ناتمام کو اپنی بارگاہِ جلالت پناہ میں شرفِ قبولیت بخشے۔اور یہ عاجزانہ تحفہ برادرانِ اسلام کے لئے باعث رشد و ہدایت اور ذریعۂ حصولِ تسکین ہو اور بالآخران کی شفقت و شفاعت بندہ کی نجات کا موجب ہو کیونکہ

Marfat.com

بقول سعدی شیرازیؒ ؎

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم
بداں را بہ بخشد بہ نیکاں کریم

میں نے سنا ہے کی روز محشر ہمارا رب کریم بہت سے خطا کاروں اور گنہگاروں کو نیکوکاروں کے صدقے میں بخش دے گا۔ آخر میں ہمارے آقا تاجدارِ انبیاء و رسل و سیّد الاولین و الآخرین پر بے انتہا درود و سلام کے تحفے رسید ہوں جن کی اطاعت و محبت ہمارے ایمان کی جان ہے۔ وما علینا الاّ البلاغ۔

بندۂ عاجز
محمد سعید عارف عَفَا اللّٰہُ عَنہُ
اوّل محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

Marfat.com

علم جنت کے راستوں کا نشان ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ اَنّ رسولَ اللّٰہِ ﷺ قال: وَ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْہِ عِلْمًا سَھّلَ اللّٰہُ لَہٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّۃِ

رواہ مسلم

ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:
جس نے علم حاصل کرنے کا راستہ اپنایا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی"

حمد باری تعالیٰ

(ماخوذ از قرآن کریم)

بنا لائیں قلمیں وہ اشجار سے
سیاہی بھی بھر لائیں ابحار سے
سبھی انس و جاں مل کے لکھنے کو آئیں
ملائک بھی زور اس پہ آ آزمائیں
بھرے سات ساگر بھی ہمراہ لائیں
نباتات و نرسل کی قلمیں بنائیں
اُڑے آب سارا قلم ٹوٹ جائیں
بیاں وصفِ ربِ جہاں کر نہ پائیں

☆

خبر جب سے جبروتِ خالق کی پائی
بنے بحر شبنم اُڑی روشنائی
صریرِ قلم نے یہ قصہ سنایا
تو دل داد گاں نے تھا سر کو جھکایا

Marfat.com

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز

ہوتا ہے آغاز نامِ اللہ سے
رحیم و مہرباں کے لطف و عطا سے
درودوں کی حقدار وہ پاک ہستی
مہکتی ہے جن سے یہ دنیا کی بستی
شہہِ مرسلیں ہیں وہ نبیوں کے خاتم
گدا ان کے در پہ ہیں دنیا کے حاتم
مزمّل مدثّر کی اک شان لے کر
ہادی وہ آیا تھا قرآن لے کر
یٰسین و طٰہٰ کے القاب سارے
ہیں ان کی محبت کے آداب سارے
محبت کا جس نے یہ فرمان سیکھا
اسی نے حقیقت میں قرآن سیکھا
جو پڑھتے ہیں قرآن نامِ اللہ سے
وہ سرمست ہوتے ہیں جامِ ھُدیٰ سے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ یٰسین کی خصوصیات اور فضائل

جس طرح زندہ دل جسم کی تازگی کو قائم رکھتا ہے اسی طرح سورۂ یٰسین مصحف قرآنی میں پیش کردہ رشدو ہدایت اور اساسی عقائد کے بارے میں ایمان و یقین کو زندہ و تابندہ رکھتی ہے۔

کیوں نہ ہو اس میں جملہ تعلیمات قرآنی کا اجمال کمال حسن کے ساتھ خود ہی خالق کائنات نے پیش فرمایا ہے اور اس کے اندر ایک خاص خوبی یہ ہے کہ اس میں انسان اور اس کے طرز عمل کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ جس سے خالق ومخلوق کے مابین ایک خاص صلے اور تعلق کا پتہ چلتا ہے اس میں مجازات سے حقیقت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے مقاصدِ تخلیق کائنات دلائل کے ساتھ ذہن وفکر کے قریب لائے گئے ہیں۔ احوال قیامت، میزان عمل، حساب وکتاب اور جزا و سزا ایسے اساسی عقائد کے بارے میں دل و دماغ میں پیدا ہونے والے ظنون وشکوک کا قلع قمع کیا گیا ہے۔ انسان کو ''کن'' کے تخلیقی کمالات اور عام مظاہر قدرت کی طرف متوجہ کرایا گیا ہے۔ یقیناً جب تک دل آفاقی حقائق ہنگامِ محشر سے قریب تر نہیں ہوں گے دنیا میں خیر خواہی اور بھلائی کے تمام تصوارت بے بنیاد سمجھے جائیں گے۔ علاوہ اس کے سورہ مبارکہ کی برکت سے اشاعت حق، حمائت حق، محبت مرسلین، شعور زندگی، قدر نعمت، صلہ رحمی، مروت وایثار اور انسانیت کی سچی خدمت گری ایسے اعلیٰ جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اہل اسلام کو تو فقط احساس دلانے کی ضرورت ہوگی اس کی سائنسی نقطہ نظر سے

Marfat.com

تفہیم کا کما حقہ اہتمام بنی نوع انسان پر احسان عظیم ہوگا۔ اس سے دلوں کو تسکین اور زندگی کو مقصدیت حاصل ہوتی ہے۔ اس میں تشکیل کائنات کے سلسلوں میں دست قدرت کے معجزوں کا پتہ چلتا ہے۔ قیامت کے بعد دوبارہ اہتمام زندگی کے متعلق منطقی دلائل حق الیقین کی منزل تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہی نہیں مقام و منصب رسالت کی پہچان بھی ساتھ ہی ساتھ کرائی جاتی ہے یہی وہ قلب قرآن ہے جو قلب انسانی کو اپنی ضیا پاشیوں سے دہریانہ حجابات سے نکال کر ایک روشن اور کھلی فضا میں لا کھڑا کرتا ہے یہاں تک کہ کاروان حیات کے مسافروں کو رہبر و رہنما کے انتخاب میں کوئی مشکل درپیش نہیں رہتی۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی اور طبرانی وغیرہ نے موقل بن یسار سے روایت کیا ہے کہ حبیب خداﷺ نے فرمایا ہے "یٰسین قلب قرآن ہے"۔ گویا یہ ضمیر قرآن ہے جو ضمیر انسان کو حق و صداقت کی راہ دکھانے کے لئے رب کائنات کی طرف سے ایک بیش بہا عطیہ ہے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے مطابق ہمارے حضورؐ سیرت و کردار کے اعتبار سے اگر مجسم قرآن ہیں تو پھر آپؐ ارشاد خداوندی کے مطابق یٰسین بھی ہیں۔ اس لئے قرآن کریم ایک کائنات کا نام ہے تو آپ جان کائنات ہیں۔ اصحاب رسولؐ اپنے محبوب آقاﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"كَانَ يَثْبُتُ ثِبَاتَ الْجِبَالِ الرَّاسِيَاتِ لَايَتَزَحْزَحُ عَنْ مَوْقِفِهٖ"

یعنی آپﷺ کی ثابت قدمی کوہساروں کی طرح تھی آپﷺ اپنے مؤقف پر چٹان کی طرح قائم رہتے۔

اس لئے یہ حقیقت بھی ظاہر ہو چکی کہ یہ کائنات حضورﷺ کے دم قدم سے قائم و دائم

Marfat.com

ہے اور حضور کی ذات گرامی قلب قرآن بھی ہے اور قلب کائنات بھی۔ اس لئے اسوہ رسولِ اکرم ﷺ کی پیروی میں ہی راہ نجات مضمر ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ہر دور کے لئے ایک تازہ دم معجزانہ تاثیر رکھتی ہے اسی لئے اس سورہ مقدسہ کا آغاز حضور خواجۂ کونین ؐ کی مدح وتوصیف سے کیا گیا ہے تاکہ مسافر ہستی رہبر ہستی کی شانِ قیادت وسیادت سے آگاہ رہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ سورہ یٰسین کو قلب قرآن اس لئے فرمایا گیا ہے کہ اس سورہ مبارکہ میں قیامت اور حشر ونشر کے مضامین بیان کئے گئے ہیں اصول ایمان میں سے عقیدہ آخرت اور خوف عقوبت ہی عمل صالح کے لئے سرگرم عمل کرتے ہیں۔ اور ناجائز خواہشات، منکرات اور حرام سے انسان بچ جاتا ہے۔ جس طرح بدن کی صحت قلب کی صحت پر موقوف ہے اس طرح ایمان کی صحت فکر آخرت پر موقوف ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''اِنَّ فِی الْجَسدِ مضغۃٌ اِنْ صَلَحَ ، صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وِاِنْ فَسَدَ، فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ''

جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح رہا تو سارا جسم صحیح رہا اور اگر وہ بگڑ گیا تو سارا جسم بگڑ گیا۔'' اس لئے دلوں کی اصلاح کے لئے ''قلب قرآن'' یعنی یٰسین کا عکس ان پر ڈالنا ضروری ہے۔ گویا دلوں کا آئیڈیل قلب قرآن ہے۔ دیگر احادیث میں اس سورۂ مبارکہ کا نام ''عظیمہ'' اور معمہ بھی بتایا گیا ہے یعنی 'عظمتوں والی' اور دنیا و آخرت میں خیرات وبرکات عام کرنے والی۔ اس کے ورد کرنے والے کو 'شریف' اور 'معزز' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور بعض روایات میں 'مدافعہ' یعنی بلاؤں کو دفع

Marfat.com

کرنے والی اور 'قاضیہ' یعنی حاجات کو پورا کرنے والی بھی مذکور ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے تھے کہ جو شخص اسے قضائے حاجت کے لئے پڑھے گا اس کی حاجت پوری ہوگی ''انشا اللہ العزیز''

حضرت ابوذرؓ کا فرمان ہے کہ مرنے والے کے پاس پڑھی جائے تو اس کی موت میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں ابو داوٗدؒ کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسے مرنے والوں پر پڑھو'' اس لئے اسے وقت نزع میں مرنے والوں کے قریب بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔ یقیناً اس نازک گھڑی میں موت کے مسافر کے یقین و ایمان میں تقویت پیدا ہوتی ہے بشرطیکہ وہ اس کے مفہوم سے آگاہ ہو یا کم از کم اس کے نام سے آشنا ہو۔

قیامت کے بعد اہل جنت کو قرآن کریم میں سے جو سورتیں تلاوت کے لئے عطا ہوں گی وہ سورۃ یٰسین اور طٰہٰ ہیں۔ گویا اول و آخر اس سورہ پاک سے وابستگی ایک عظیم سعادت ہے۔ ''بزاز'' میں فرمانِ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ میری خواہش ہے کہ یہ سورت میری امت کے ہر فرد کو زبانی یاد ہو۔ ایک غریب حدیث میں یہ بیان ہے کہ سورہ یٰسین کے پڑھنے والے کو دس قرآن کریم ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص رات کو سورہ یٰسین پڑھے اسے بخش دیا جاتا ہے اور جو سورہٗ دخان پڑھے اسے بھی بخش دیا جاتا ہے مسند میں ہے جو اسے خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (ابن کثیر)

بزاز کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری چاہت ہے کہ میری امت کے ہر فرد کو یہ سورہ مبارکہ زبانی یاد ہو۔ (ابن کثیر) یحییٰ بن کثیر نے فرمایا

Marfat.com

کہ جو شخص صبح کو سورۂ یٰسین پڑھ لے وہ شام تک خوشی اور آرام میں رہے گا اور شام کو پڑھ لے وہ صبح تک مامون رہے گا۔ شہر ابن ''حوشب'' نے کہا اہل جنت فقط 'طٰہٰ' اور یٰسین کی تلاوت کرتے ہیں۔ حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں محمد بن ابی جعفر سے روایت کیا جو شخص اپنے دل میں سختی محسوس کرے تو اسے چاہیئے کہ سورہ یٰسین کو کسی پیالہ میں زعفران سے لکھ کر پانی پیئے۔ (قرطبی)

محمد ابن علی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے افضل منک کل شیء دون اللہ وفضل القرآن علیٰ سائر الکلام کفضل اللہ علیٰ خلقه فمن وقر القرآن فقد وقر اللہ... الیٰ آخرہ

(ترجمہ) اللہ کے بعد قرآن ہر شے سے افضل ہے اور قرآن ہر کلام سے بڑھ کر ایسے ہی افضل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی مخلوق سے۔ جس نے قرآن کی عزت کی اس نے اللہ کی عزت کی ''الی آخرہ'' اور اللہ کی کتاب میں ایک سورہ عزیزہ کے نام سے جانی گئی ہے اور اس کا پڑھنے والا قیامت کے روز شریف کہلائے گا اور یہ سورہ یٰسین ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا اگر قبرستان میں سورہ یٰسین پڑھی جائے تو اہل قبور کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور پڑھنے والے کو ہر حرف کے بدلے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں''

ماشاالله تبارک الله عزوجل... (قرطبی).

Marfat.com

قرآنِ کریم کو

سمجھ کر تلاوت کیا جائے

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ☆

سورہ ص

ہم نے یہ کتاب تیری طرف اس لئے اتاری ہے تا کہ اس کی آیات پر غور و فکر کیا جائے اور عقل والے اس سے نصیحت پکڑیں۔

فرمانِ نبوی الشریف صلی اللہ علیہ وسلم

''عن عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یفقه من قرأ القرآن فی اقلَّ من ثلاث''

''عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے قرآن کریم کو تین دن میں پڑھ کر ختم کیا اس نے اسے سمجھا نہیں''

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التجائے فقیر

کہوں کس سے چاہے اسے میرا دل
کہ حاجت سے الفت ہوئی مضمحل
دمِ دوستی میں بھروں بھی تو کیا
وہ خالق مرا میں ہوں ادنیٰ گدا
مبادا ہو چاہت مِری پائمال
چھپا کر نہ دے اپنا وجہِ جمال
میں اک داغِ لالہ ہی بسکہ سہی
نہیں پھر بھی الفت سے یہ دل تہی
میں مجرم سہی نہ مجھے خوار کر
بھنور سے سفینہ مرا پار کر
میں خائف ہوں لرزاں ہوں میرے اللہ
مجھے بخش اور بخش میری خطا

☆☆☆

Marfat.com

عقوبت کا ہو جس گھڑی سامنا
تو از راہِ رحمت ذرا تھامنا
پرے کا میں حد سے گنہگار ہوں
عجب ہے عفو کا طلب گار ہوں
ہے تجھے واسطہ تیرے محبوبؐ کا
گماں کر نہ تو زِشت اور خُوب کا
ان آنکھوں کو اشکوں کی سوغات دے
یہ کشکول ہیں ان کو خیرات دے
محبت کا اپنی نشاں بخش دے
ذرا بے کسی کو اماں بخش دے
محمدؐ کہ ہیں آبروئے جہاں
رہے ان کی الفت بھی دل میں نہاں
انہیں تو نے ہی شانِ لولاک دی
دو عالم کی رحمت کی پوشاک دی
وہ رعنائیوں کا ہے پیکر جمیل
نہیں کوئی بھی عکس اس کا مثیل

Marfat.com

ملے اے خدا عشق ان کا مجھے
میری زندگی نام ان کے لگے
دعا ہے مِرے مولا میری یہی
کہ پوری ہو فریاد یہ اَن کہی
یہ کوشش میری ہو ذرا باروَر
کہ قرآں کی جانب کریں سب نظر
یہ دستورِ حق سب کو اچھا لگے
کہ بے خبر بَن کے نہ کوئی جیئے

☆☆☆

Marfat.com

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآنِ حکیم کی شان

ہے قرآن رشد و ھدیٰ کا بیاں
نہیں ریب کا اس میں کوئی گماں
جو قرآن سیکھے اور اس کو سکھائے
جہاں میں دیئے نور کے جگمگائے
وہ لایا ہے قرآں پیامِ حیات
کہ حاصل ہے اس کا دوامِ حیات
دلوں کا اجالا دلوں کا سرور
ہے ملتا اسی سے بصیرت کا نور
ہیں روشن اسی سے مکاں' لا مکاں
دمکتے ہیں اس سے زمین و زماں
بیاں خاص اس کا ہے معجز نما
قیامت تلک رہبر و رہنما

Marfat.com

☆

یوں الفاظ ہیں نور کے زَوج زَوج
سمندر ہو جوں ٹھاٹھ میں موج موج
حروف اس کے جیسے ہیں لؤلؤ جڑے
بھرے جام کوثر کنارے پڑے
وہ قدرت نے فانوس روشن کیا
شبَ قدر جس نے تھا تڑکا کیا
نگاہوں کو منظر ہے اس کا پسند
ہیں موتی سے گویا کہ شیشے میں بند
شبِ قدر جب یہ اتارا گیا
سب عالم خوشی میں سنوارا گیا
کِھلی جب تجلّی سے شب کی کلی
لگی تب تو یہ رات سب کو بھلی
نہیں اب تصور پہ دشوار بات
ہزاروں مہینوں سے افضل ہے رات

Marfat.com

☆

ہے جیسا کہ قرآں کا ظاہر حسیں
تو باطن بھی پھر سات ہیں دِلنشیں
جو اول کے باطن کی پائیں خبر
تو خیرہ ہوں یکسر یہ فکر و نظر
چلے سلسلہ گر بطن در بطن
تو حیراں ہوں انساں کے تخمین وظن
یہ ہیں سات ساگر کی گہرائیاں
حقیقت کی باتیں ہیں برآئیاں
ہوں غرقاب اس میں جو ہفت آسماں
ملے لوٹ کر پھر نہ نام و نشاں
مطالب کے موتی ہیں جوں بے شمار
کہ ہَر ہرَ حَرف کے ہیں معنی ہزار
حقائق سے قرآں کے حق باخبر
یا پھر مصطفےٰ جو ہیں صاحب نظر

Marfat.com

☆

وہ الفاظِ قرآں میں ترتیل ہے
جو دیکھو تو ہر لفظ قِندیل ہے
تلاوت سماعت پہ آسان تر
سنے۔ گر معانی کوئی جان کر
تسلسل میں جیسے ہے موجِ رواں
کہ آیات ہیں نور کی نَدّیاں
وہ چشمہ سا جاری ہے ہر باب میں
کہ اجلے ہوں دل جس کے سیماب میں
لٹاتا ہے قرآں بصیرت کا نور
کہ ہر لفظ ہے آپ میں کوہِ طور
یہ کلماتِ طیب کا گنجِ گراں
سب اپنے پرائے ہیں رطبُ اللِّساں
فصاحت بلاغت سے پُر یہ فضا
سمجھتا ہے ہر بات ذہنِ رسا

Marfat.com

☆

یہ اک معجزہ ہے کہ حرفِ تمام
مقابل ہیں جس کے سبھی پختہ خام
یہ جھلمل ہے دریائے کوہسار کی
قَسَم خود ہے قدرت کو شاہکار کی

جو عبرت ہے اس میں تو رحمت بھی ہے
اگر کوئی بگڑے تو زحمت بھی ہے
سناتا ہے ماضی کی قوموں کا حال
دکھاتا ہے اعمالِ بد کا مآل

ہلاکت دکھاتا ہے اک صوت سے
نہ سرکش کبھی کوئی ہو موت سے
کبھی جب یہ کلمہ فناہ کا کہے
تو جیون کی آنکھوں سے آنسو بہے
جہنم بھی گر لائے ہے سامنے
تو آئے یہ گرتوں کو بھی تھامنے

Marfat.com

☆

ڈراتا نہیں بس گنہگار کو
ہے دیتا اماں بھی پرستار کو
دکھاتا ہے جنت کی پھر وادیاں
وہ حوریں وہ اجلی سی شہزادیاں
مقدر کہیں یا کہ لوحِ نوشت
اسی سے ہی روشن ہے راہِ بہشت
عروج و زوالِ اُمم اس میں ہے
نتائج پہ سچی قسم اس میں ہے
ہیں فرمان اس کے سبھی بَرمحل
ذرا سی نہیں ان میں جائے خلل
پلاتا ہے وہ نورِ وحدت کا جام
ملے زندگانی کو جس سے دوام
قرأت میں ہیں شہد کی ندّیاں
نہیں شاعروں کی یہ تُک بندیاں

Marfat.com

☆

چلاتا ہے ما بینِ امید و بیم
ہے راہ سوئے منزل یہی مُستقیم
محبت میں دل ہو گرفتار جب
تو ہے لطف اس میں عجب دَر عجب
جو پڑھتے ہیں دل سے یہ اُمّ الکتاب
زمانے میں لاتے ہیں وہ انقلاب

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَةُ یٰسٓ

سُوْرَةُ یٰسٓ مَكِّيَّةٌ 41 اٰيَاتُهَا : 83 رُكُوْعَاتُهَا : 5

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یٰسٓ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ② اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ③ عَلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ④ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ⑤ لِتُنْذِرَ
قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ⑥ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ
عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑦ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ
اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ⑧ وَجَعَلْنَا مِنْ
بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ
لَا يُبْصِرُوْنَ ⑨ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ
تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑩ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ
وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ⑪
اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ
شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ⑫ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا
اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ⑬ اِذْ اَرْسَلْنَآ
اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ
اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ⑭ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ
اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ⑮ قَالُوْا

Marfat.com

رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿١٦﴾ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ﴿١٧﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا
لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨﴾ قَالُوْا
طٰٓىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ
مُّسْرِفُوْنَ ﴿١٩﴾ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ
يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٠﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا
وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَالِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٢﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ
لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿٢٣﴾ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٤﴾ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿٢٥﴾ قِيْلَ
ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ
وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٧﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْ
بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنْ كَانَتْ
اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿٢٩﴾ يٰحَسْرَةً عَلَى
الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٠﴾
اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا
يَرْجِعُوْنَ ﴿٣١﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَاٰيَةٌ
لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ
يَاْكُلُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا

Marfat.com

فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿٣٤﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ
اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ
كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا
يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ
مُّظْلِمُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ
الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٣٨﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ
كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ
الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٤٠﴾
وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿٤١﴾
وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ
فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا
اِلٰى حِيْنٍ ﴿٤٤﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا
خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ
رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا
مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا
اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ۖۗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ﴿٤٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾
مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿٤٩﴾
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع

Marfat.com

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلٰى رَبِّهِمْ
يَنْسِلُوْنَ ﴿٥١﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا
مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٥٢﴾ إِنْ كَانَتْ إِلَّا
صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَالْيَوْمَ
لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿٥٥﴾
هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْأَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ
فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿٥٧﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ
رَّحِيْمٍ ﴿٥٨﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٩﴾ أَلَمْ أَعْهَدْ
إِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ أَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُّبِيْنٌ ﴿٦٠﴾ وَّأَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ
أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا أَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٢﴾ هٰذِهٖ
جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا
كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٦٤﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰىٓ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ
أَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَآءُ
لَطَمَسْنَا عَلٰىٓ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنّٰى
يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا
اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي
الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ

Marfat.com

لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝٦٩ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا
وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝٧٠ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ
مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝٧١ وَذَلَّلْنٰهَا
لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝٧٢ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ
وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝٧٣ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً
لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝٧٤ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ
جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝٧٥ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا
يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝٧٦ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ
نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝٧٧ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ
خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝٧٨ قُلْ يُحْيِيْهَا
الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۨ ۝٧٩ الَّذِيْ
جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ
تُوْقِدُوْنَ ۝٨٠ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ
عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؔ بَلٰى ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝٨١ اِنَّمَآ
اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝٨٢ فَسُبْحٰنَ
الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝٨٣ ع

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِO

یٰسٓO وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِO اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَO
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ O تَنۡزِیۡلَ الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ O
لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُہُمۡ فَہُمۡ غٰفِلُوۡنَO

ترجمہ:

ا۔ یٰسین

1.Yaseen

۲۔قسم ہے قرآنِ محکم آیات کی

2.By the wise Quran

۳۔بے شک آپ خاص رسولوں میں سے ہیں

3.Lo! thou art of those sent

۴۔راہِ مستقیم پر

4.On a straight path

۵۔یہ قرآن غالب اور مہربان کا اتارا ہوا ہے

5.A revelation of the Mighty the Merciful

۶۔تا کہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے آباؤاجداد نہیں ڈرائے گئے اور وہ غفلت میں پڑے ہیں

6 .That thou mayst warn a folk whose fathers were not warned, so they are heedless.

Marfat.com

مفردات:

یٰسین حروف مقطعات میں سے ہے اس کے اسرار اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہیں صحیح احادیث وروایات میں ماوردی۔نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔۔۔۔اِنّ اللّٰہَ اَسْمَانِی فِی الْقُرْاٰنِ بِسَبْعَۃِ اَسْمَآءِ مُحَمَّد وَّاَحْمَدُ وَّ طٰہٰ وَ یٰسِیْنُ وَالْمُزَمِّلُ وَالْمُدَثِّرُ و عبدُاللّٰہِ(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن حکیم میں سات ناموں سے یاد فرمایا یعنی ''محمد، احمد، طٰہٰ، یٰسین، المزمل، المدثر، اور عبداللہ'' درمنثور میں ہے یٰسین ایک قسم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کے پیدا کرنے سے بقدر ہزاروں سال پہلے کھائی تھی اور فرمایا تھا ''یا محمد'' بیشک آپ میرے (خاص) مرسلین میں سے ہیں اور پھر فرمایا اور قسم ہے قرآن محکم آیات والے کی''

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ''یٰسین'' سے انسان یعنی محمد ﷺ مراد ہیں۔ زجاجؒ کہتے ہیں اس کا مطلب یا محمد یا رجل یعنی انسان ہے ابن الحنفیہ کے مطابق بھی یٰسین سے ''یا محمد'' ہی مراد ہے۔

سعید بن جبیرؓ اور عکرمہؓ کے مطابق ''یٰسین'' حبشی زبان کا لفظ ہے۔شعبی کہتے ہیں یہ قبیلہ 'طے' والوں کی لغت ہے کلبی اسے سریانی زبان کا لفظ بتاتے ہیں جو کہ بعد میں عربی میں شامل کرلیا گیا بہرحال ان سب کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی عزت وتکریم کے لئے یٰسین کے خطاب سے نوازا ہے۔بعض کے مطابق قرآن حکیم کی آیت ''سلام'' علیٰ اِل یاسین'' سے مراد'' آل محمد'' ہے۔اس طرح گویا ''یٰسین'' کم از کم ایک مجرد اسم ضرور معلوم ہوتا ہے۔لہذا یہ نبی اکرم ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے

Marfat.com

ایک نام ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''بیشک آپ ﷺ بالخصوص مرسلین میں سے ہیں'' فرما کر خود ہی تصدیق بھی فرما دی ہے۔

سید البشر

نقاشؒ اور ابوبکر الورق کے مطابق 'سید البشر' مراد ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے ''اناسیدالبشر واناسید ولدآدم ولافخر'' میں نوع بشر کا سردار ہوں اور میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ میرے لئے بڑے فخر کی بات نہیں۔

علمائے تفاسیر نے کہا ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ ''یا'' اور ''س'' کے ساتھ اتاری گئی ہے جس میں تمام بھلائیاں جمع کر دی گئیں ہیں۔

ابو محمد مکی سے قاضی عیاضؒ نے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''لی عندربی عشرۃاسماء'' یعنی میرے رب کے ہاں میرے دس نام ہیں اور ان میں ''طٰہٰ اور یٰسین'' بھی ہیں اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ ''یا'' اور ''س'' الگ الگ حرف نہیں ہیں اور یٰسین میں جو ''یا'' کو حرف ندا مانتے ہیں یعنی اسے ''س'' کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ حرف 'س' کسی بڑے لفظ کے آغاز کے طور پر لایا گیا ہے جیسے سید البشر سے پہلے ''س'' آتا ہے۔ ''یاسائر الصفات والکمالات'' یعنی اے تمام اچھے صفات اور کمالات کو اپنی ذات میں جمع کرنے والے یقیناً حضور ﷺ کی ذات اقدس جامع صفات و کمالات تھی اور دلیل اس کی یہ ہے کہ عربوں میں مخففات کے استعمال کا رواج تھا جیسا کہ کسی کا قول مشہور ہے ''قلت لہاقفی فقالت ق'' میں اس

Marfat.com

نے عورت سے کہا ٹھہر جا تو اس نے قفت کی بجائے صرف ''ق'' کہہ کر مفہوم ادا کر دیا
(قرطبی، روح البیان و دیگر)

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کبھی کسی محبوب کی تکریم کی خاطر ''اسم مکبر'' کی بجائے اسم تصغیر سے کام لیا جاتا ہے مثلاً انسان کا اسم تصغیر ''انیسین'' یعنی اے میرے چھوٹے سے پیارے محبوب'' یعنی میرے حقیقتاً اعلیٰ شان والے محبوب انسان'' اور اس پر مستزاد یہ کہ انیسین کی بجائے بھی زبان کو دبا کر ''سین'' ہی کہہ دیا جائے تو محبت و الفت کا رنگ نمایاں ہو جاتا ہے۔ قصہ مختصر یٰسین سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ذات ہی مراد ہے۔ شیخ سعدیؒ نے اس امر کی ترجمانی یوں کی ہے

ترا عزِ لولاک و تمکین بس است
ثنائے تو طٰہٰ و یٰسین بس است

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ لولاک پر متمکن ہونا ہی کافی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا میں طٰہٰ اور یٰسین کے القابات ہی بس ہیں اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ قدر و منزلت کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی خوب آگاہ ہے۔ ''واللہ اعلم''

حروف مقطعات کے متعلق ایک صحیح روایت

روایت ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام ''کھیعص'' لے کر نازل ہوئے تو آ کر کہا ''کاف'' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''عَلِمتُ'' یعنی مجھے معلوم ہے پھر جب ''ھا'' کہا تو بھی فرمایا مجھے معلوم ہے ''یا'' کہا تو بھی فرمایا مجھے معلوم ہے اس طرح 'ع' اور 'ص' پر یہی

Marfat.com

فرمایا کہ میں جانتا ہوں' یہ سورہ مریم معراج النبیؐ کے بعد نازل ہوئی تھی اور یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ شبِ اسریٰ اللہ کے نبی ﷺ کونین کی حدود سے آگے گزر گئے تھے جہاں فرشتہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا۔ چنانچہ بعد ازاں جب جبرائیل امین وحی لے کر حاضر ہوئے تو حروف مقطعات سے سورہ کا آغاز کیا تو حضور ﷺ دیکھے ہوئے اسرار اور آیات کبریٰ کے بارے میں 'ہاں' فرماتے جاتے تھے جن کا علم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ ملک الملائک بھی نہیں جانتے اسی طرح طٰہٰ اور یٰسین کے ماورا میں بھی راز و نیاز پوشیدہ ہیں واللہ اعلم۔

شیخ نورالدینؒ اپنے واردات میں لکھتے ہیں' میں نے خواب میں حضور ﷺ سے ان اسرار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے اور میرے اللہ کے درمیان اسرار و نیاز و محبت ہیں جن سے میرے جد ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی واقف نہیں ہو سکے کیونکہ حضور حبیب اللہ کا مقام رکھتے ہیں اور یہ آپ ﷺ کا خاص امتیاز ہے۔

تمکین است ترا در مقام جمع الجمع

بدیں فضیلت مخصوص افضلے از ہمہ

۲۔ ''**والقرآن الحکیم**''(قسم ہے قرآن محکم آیات کی)

''واؤ'' واؤ القسم ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ واؤ کے بعد اسم کے آخر میں ''زیر'' بولی جاتی ہے۔

مثلاً والقرآنِ ''والعصرِ''یعنی قسم ہے قرآن کی، قسم ہے زمانے کی'' واؤ کا مطلب ''اور، حالانکہ (حرف عطف) قسم، بہتیرے، بعض (حرف جر) بھی ہے۔

Marfat.com

۳۔ ''الحکیم'' ''دانا'' پختہ کار (حکماء جمع) یہاں پر المحکم الآیات مراد ہے یعنی اٹل دلائل پیش فرمانے والا۔

توضیح: اللہ تعالیٰ نے ''یٰسین'' کے خطاب دلنواز کے بعد قرآن حکیم کی قسم اٹھائی ہے اس سے حضورﷺ کی قدرومنزلت بھی واضح ہوتی ہے اور قرآن حکیم کی معجزانہ شان بھی معلوم ہوتی ہے، اور اس کا مقصد اس بات کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ اہل دنیا رسول معبوث اور مبعوث بہ یعنی قرآن حکیم کی عظمت وتوقیر کا بہتر طور پر اندازہ کرسکیں کیونکہ جب تک لوگ ان دونوں ذرائع رشد وہدایت کے بارے میں اعتماد اور محبت کی فضا دلوں میں ہموار نہیں کریں گے، رسالت وتوحید اور دینِ حق کے متعلق مستحکم ایمان ویقین پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے، اس لئے سورہ یٰسین کی آغاز کی آیات نبی اکرمﷺ اور قرآن حکیم کے متعلق وقف کر دی گئیں ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یٰسین وقرآن کو دین حق کے اصل الاصول کے طور پر روشناس کرایا ہے۔ اصحاب رسول میں یٰسین کی قرآت میں اختلاف بھی پایا گیا جو کہ پانچ صورتوں میں قرآت کرنے کی صورت میں رونما ہوا۔

اہل مدینہ اور کسائی ''یٰسین'' کے ''ن'' کو واوَ میں ادغام کے ساتھ، پڑھا کرتے تھے۔ ابوعمر، اعمش اور حمزہ یٰسین کے ''ن'' پر اظہار کرتے، عیسٰی بن عمر ''ن'' کے اوپر زبر پڑھتے، ابن عباسؓ، ابواسحاقؒ اور نصر بن عاصمؒ نے یٰسین کے ''ن'' کے نیچے زیر تلاوت کی۔ جب کہ ہارون الاعور اور محمد بن السمیقع نے ''یاسین'' پڑھا، گویا سب بزرگ اپنی اپنی صوابدید کے مطابق یہی نقطہ واضح کرنے کی فکر میں تھے کہ آیا (یٰسین) مجرد اسمِ نبیﷺ ہے یا ''ی'' صرف ندا اور ''س'' کسی پیارے سے اسمِ محمدﷺ

Marfat.com

کا محفف ہے کوئی بھی صورت ہو مقصود تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کو واضح اور اوضح کرنا تھا۔

یعنی اگر ''یٰسین'' اسمِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ''یٰسین اور قرآن'' دونوں کی قسم اٹھائی ہے اور یہ کہ دونوں ہی خالق کونین کے بڑھ چڑھ کر معجزے ہیں اور دونوں پر خدا کو ناز ہے۔ یہاں یہ بات ذہن میں بھی رکھنا ضروری ہے کہ جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس دنیا میں قرآن حکیم کے نزول سے قبل بھی معجزہ تھی۔ اسی لئے قرآنِ حکیم میں فرمایا گیا ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ'' بے شک اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ سراپا صفات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے اور یہ سچ ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیارے اور اعلیٰ کردار سے اعلانِ نبوت سے قبل ہی اہل مکہ کے دل جیت چکے تھے۔ چنانچہ سورۃ البلد کے آغاز میں رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاکیزہ کردار کی مدح سرائی فرمائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''لااقسم بھذا البلد و انت حل بھذاالبلد'' ''میں بالتاکید اس شہر کی قسم کھاتا ہوں جبکہ بالخصوص اے (محبوبؐ) تم اس شہر کی زینت ہو'' دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واحد ذات ہی شہر مکہ میں غریبوں، مسکینوں، بیواؤں، یتیموں اور غلاموں کا سہارا بنی ہوئی تھی۔ صدق و امانت، پاکیزگی اور طہارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تھی، پہلی مرتبہ نزول وحی کے موقع پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کانپتے ہوئے گھر تشریف لائے تو بدنِ منور تپ رہا تھا، پیشانی سے نور نبوت جھلک رہا تھا، تبلیغ دین کی خاطر پورے ماحول سے ٹکرانے کے عزم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم متفکر تھے مگر حوصلے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ! گرمی عشق سے عرش اعظم کو چھو رہے تھے جبینِ اطہر سے پسینہ مشک و عنبر سے بھی برتر فضا میں مہک

Marfat.com

بکھیرتا، چمکتے موتیوں کی مالا بن کر ٹپک رہا تھا، آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھ کر سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ سے عرض کیا 'آپ متفکر کیوں ہیں اللہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا، آپ تو یتیموں اور بیکسوں کا ملجا و ماویٰ ہیں' گویا آپ کا پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق آغاز سے ہی مسلّمہ تھا جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی قسم اٹھا کر فرمائی۔ آپ ﷺ کی رسالت کا اعلان بھی اپنی طرف سے مجمع کفار کے روبرو دوبارہ حروفِ تاکید سے آپ ﷺ ہی کے لب ہائے گوہر بار سے فرمایا گیا۔ یقیناً حضور ﷺ کی ہستی پیکر خوبی ورعنائی اور مرقعٔ حسن و جمال تھی۔ گویا خالق کائنات نے فطرت انسانی کے سنوارنے کے لئے جو نسخۂ کیمیا تجویز فرمایا وہ کردارِ مصطفےٰ ﷺ سے ظہور پذیر ہونے والے ہی برگ و بار تھے۔

"انک لمن المرسلین"

بیشک رسولوں میں تم ہو یگانہ
مدحت میں بیتے گی عمر زمانہ

الفاظ و معانی:

(انک: بیشک تم) (لَمِن۔ تاکید اً خاص، من سے پہلے 'ل' حرف تاکید ہے)
(مِن۔ میں سے) (المرسلین۔ خاص بھیجے ہوئے واحد المرسل)۔

توضیح: کلامِ الٰہی اور پیارے لب محبوب کے، آفتاب آمد دلیل آفتاب، عجیب نظارہ تھا، مجمعِ باطل نے رسول صادق کو جب "لَستَ مُرسلاً"، تم بھیجے ہوئے نہیں' کہہ کر جھٹلانے کی کوشش کی تو دو سچوں نے یعنی اللہ تعالیٰ اور قران کریم نے ایک سچے

Marfat.com

کی رسالت کی گواہی دے دی اور مستزاد یہ کہ دونوں نے اس شہادت کے لئے انتخاب بھی رسولِ امی لقب کی زبانِ شیریں سخن کا ہی کیا کیوں کہ دنیا جہاں کے اندر صرف اور صرف یہی ایک وہ زبان صدقِ مقال ہے جس پر دوست دشمن سبھی کو اعتبار ہے۔ اگر دیکھا جائے تو تینوں باہم ایک دوسرے کی دلیل و برھان بن کر باطل کے سامنے جلوہ گر تھے۔ ایک دوسرے مقام پر پروردگار نے اپنے محبوب ﷺ کی رسالت کی گواہی دی اور فرمایا "قل کفیٰ باالله شهيداً بيني و بينكم" کہہ دیجیئے کہ اللہ تعالیٰ ہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے" اوپر کی آیت مبارکہ میں تاکید در تاکید نے ثابت کر دیا کہ لوگ سن لیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی سے مخاطب ہے اور فرما رہا ہے بیشک آپ تاکیداً خاص بھیجے ہوؤں میں سے ہو" حدیث پاک نے اس کی تصریح فرمائی کہ حضور سید اولین اور آخرین ہیں بلکہ قرآن حکیم کے مطابق خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ یہ باتیں کفار سے مخاطب ہو کر بھلا کیونکر کی جائیں ؟ کیوں نہ محبت کی بات محبت کے پیکر سے ہو۔ کفار کی اوقات تو آئندہ آیات میں بیان ہونے والی ہے کہ ان کو خبردار کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔

یقیناً آیت مقدسہ اپنے اندر پیارے نبی کی مدحت و توصیف کا ایک والہانہ انداز لئے ہوئے ہے۔ ہم نے اہل عرب کو بیٹھے ہوئے کسی حسین و جمیل دوست کے بارے میں یہ کہتے سنا ہے "واللهِ انتَ جميل" "خدا کی قسم تم تو ہو ہی خوبصورت" محبوب کی تعریف کا یہ قسمیہ انداز قرآن حکیم نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں اختیار کر کے گویا کفار کو جتلایا ہے۔ ظاہر ہے کہ محبّ اپنے محبوب کے حسن و جمال کو خوب جانتا ہوتا ہے۔ لہذا یہ انداز تخاطب صرف دو مقاصد کے لئے اپنایا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

ایک محبوب کی مدحت وتوصیف کے لئے اور دوسرا اوروں کو اس کی عظمت سے آگاہ کرنے کے لئے۔ یعنی کوئی اقرار کرے یا نہ کرے اللہ کو تو اس پر اصرار ہے ہی۔

حدیث تقریری میں حضرت حسانؓ کے اشعار بھی اس نکتہ کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔

خُلِقتَ مُبرّاءً مِن کُلّ عیبٍ   کَاَنّکَ قد خُلِقتَ کَمَا تَشآءُ

وَ اَحسَنُ مِنکَ لَم تَرا قطُّ عَینی   وَاجمَلُ منک لَم تَلِدِ النِّسآء

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر کمزوری اور ہر آلائش سے مبرا پیدا فرمایا ہے گویا کہ آپ ﷺ اپنی پسند کے مطابق پیدا فرمائے گئے ہیں۔ اور جہاں تک آپ کے حسن وجمال کا تعلق ہے، آپ جیسا حسین میری آنکھوں نے کہیں اور کبھی نہیں دیکھا، اور نہ ہی آپ سے بڑھ کر کوئی صاحب جمال کسی ماں نے آج تک جنا ہے۔ علیٰ صِراطٍ مُّستقیم " اوپر جادۂ مستقیم کے "(علیٰ' اوپر' (حرف جر) (صراط۔ راستہ) (مستقیم:۔ سیدھا' استقامت والا' ثابت قدم)۔

توضیح: آیت کریمہ کا انداز سادہ ہونے کے باوجود بے پناہ دلکش بھی ہے۔ اس کی گہرائی میں رسول ہاشمی ﷺ کے پاکیزہ کردار اور ثابت قدمی پر استدلال مخفی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ قرآن حکیم کی بلاغت کا اعجاز ہے، اہل مکہ جو منکر بنے پھرتے تھے آپ ﷺ کی راست روی اور ثابت قدمی سے اچھی طرح سے آگاہ تھے کل تک جس کی صداقت اور امانتداری کی قسمیں کھائی جاتی تھیں آج اس کے ساتھ دشمنی اور عداوت انتہا کو پہنچ چکی ہے اچھائی کا یوں چرچا کرنے والوں کو اپنے لئے اچھائی کیوں

Marfat.com

پسند نہ آئی؟

دیکھئے! آیت مقدسہ میں مخصوص انداز محرمانہ اختیار فرماتے ہوئے کفار کو تازیانہ رسید کیا جارہا ہے کہ ہاں اللہ تعالیٰ اسی پاک ہستی کو سیدھی راہ پر بتاتا ہے۔ جسے کفار کل تک خود بھی سیدھی راہ پر بتایا کرتے تھے۔ یہ ان کی طرف سے کیا مذاق ہے۔ لہٰذا سورۃ البینہ میں فرمایا۔ ''لَم یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْامِنْ اَھلِ الکِتَابِ وَالْمُشْرِکِینُ مُنْفَکِّینَ حتیٰ تَأتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃِ'' ''رک رہنے والے اہل کتاب ہوں یا مشرکین پیشتر اس کے وہ کافر تو نہ تھے یہاں تک کہ ان تک کھلی نشانی آچکی'' اس لئے رسول آخر زماں ﷺ کے دشمنوں پر افسوس ہے کہ حضور ﷺ کے نورانی بچپن، صبح صادق کی مانند بے داغ جوانی، صدق و امانت، پاکیزگی، طہارت اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے گرویدہ ہونے کے باوجود ہٹ دھرمی اختیار کئے بیٹھے ہیں تاہم یاد رکھیں کہ عالم کون و مکاں میں اگر صراط مستقیم کا کوئی تصور ہے تو وہ صرف اور صرف جناب محمد مصطفےٰ ﷺ صاحب لولاک کی پیروی سے ہی حاصل ہو سکے گا۔ آج بھی اور قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے بھی۔

استقامت

غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ عزوجل نے ''صراط مستقیم'' کے اجمال میں نبی اکرم ﷺ کی استقامت اور ثابت قدمی کا مضمون بھی ساتھ ہی ساتھ باندھ کر مؤثر انداز میں اپنے محبوب پاک ﷺ کے بچپن، لڑکپن اور جوانی کی دلکش تصویر بھی منکرین

Marfat.com

کے سامنے کھینچ کر رکھ دی ہے۔ جس کا ہر پہلو حسنِ عمل اور عزم و ثبات کا آئینہ دار ہے بیک وقت جلال و جمال نمایاں ہیں۔

ازل سے لاشعور اتنا تابندہ کہ بچپن کی معصومیت کے باوجود بتوں کی نذر کا کھانا نہ کھایا تھا اور نہ ہی کسی نے بھولے سے بھی اس پھول کو کسی بت کے گلے کا ہار بنتے دیکھا۔ توحید کے اس پاسدار نے بچپن میں بھی کبھی بتوں کو سجدہ نہ کیا تھا۔ لڑکپن میں بیواؤں یتیموں کی خبر گیری اس کا مسلک رہا۔ دوسری طرف قوم کے ساتھ ہمدردی کی اس وقت مثال قائم کر دی جب حربِ فجار میں حضور ﷺ قوم کے ہمراہ دشمن پر تیر برساتے اور پھر تیروں کو چن چن کر واپس بھی لا کر دیتے گویا آپ ﷺ کو اپنی پھول سی جان کی قطعاً پرواہ نہ تھی۔ اس بے باکانہ طرز شجاعت پر ہر کوئی عش عش پکار اٹھا۔

تعمیر کعبہ کے موقع پر بھاری پتھر بھی اٹھا اٹھا کر معماران کعبہ کا ہاتھ بٹایا، اور جب حجر اسود کی تنصیب پر قبائل کے مابین اختلاف پیدا ہو گیا تو مسجد حرم میں سب سے پہلے داخل ہو کر اسی صادق و امین ﷺ نے یہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے کر کے قوم کو قتل و خون سے بچا لیا اور اعلان نبوت کے بعد ماضی قریب میں جب کفار نے جمع ہو کر ابو طالب کے پاس ایک انہونی بات کا مطالبہ کیا اور کہا ''اے ابو طالب تم محمد ﷺ کی حمایت سے الگ ہو جاؤ وگرنہ ہم سب مل کر تمہارا مقابلہ کریں گے''۔ جس پر ابو طالب نے مجبوراً اپنے بڑھاپے اور کبرسنی کا عذر پیش کرتے ہوئے پیارے بھتیجے سے کہہ دیا کہ تم اس دین کی تبلیغ کو ترک کر دو کیونکہ میں تنہا ساری قوم سے لڑ نہیں سکتا' اس پر طٰہٰ (مردجری) اور یٰسین یعنی سردار دو جہاں نے آبدیدہ ہو کر فرمایا:

لو وضعوالشمس فی یمینی والقمر فی یساری علی ان اترک

Marfat.com

هذاالامر حتی یظهره الله او اهلک فیه ما ترکته'' خدا کی قسم اگر سورج میرے دائیں ہاتھ میں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ میں لا کر رکھ دیں کہ میں اس کام سے باز آ جاؤں تو میں ہرگز باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ اللہ اپنے دین کو غالب کر دے یا پھر اس کوشش میں میری جان چلی جائے میں باز نہ آؤں گا''

اس موقع پر حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے جسے اہل آسمان موتی سمجھ کر چن رہے تھے اور کہسار جیسی محبوب کی ثابت قدمی اور سخاوت پر نثار ہوئے جا رہے تھے۔ یہ ایک طوفان اشک تھا جو بہہ رہا تھا۔ نوحؑ کے طوفان نے گندے انسانوں کا صفایا کر دیا تھا مگر چشمِ مصطفٰے ﷺ سے اُبھرنے والے اس طوفان کی شان نرالی تھی کیونکہ یہ بحرِ عصیاں میں غرقاب مخلوق کو سلامتی کے کنارے لگانے کی فکر میں موجزن تھا۔ اس عزم کو دیکھ کر بوڑھے چچا کی محبت بھی جوش میں آ گئی اور وہ بول اٹھے' بھتیجے کہتا جا جو تجھے اچھا لگے اللہ کی قسم میں کسی بات کے بدلے تجھے دشمنوں کے حوالے نہیں کروں گا۔ اور بعد ازاں جب سردارانِ قریش نے بنی ہاشم کے خلاف مقاطع کی تیاری کی ادر چاہا کہ جنابِ ابوطالب پیارے بھتیجے کی حمایت سے الگ ہو جائیں اور کسی بھی قیمت پر انہیں ان کے حوالے کر دیں تو اس پس منظر پر جنابِ ابوطالب نے حضورِ والا ﷺ کی شانِ اطہر میں وہ قصیدہ کہہ سنایا جو ایک تاریخی دستاویز ہے۔ اس قصیدہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جو جنابِ ابوطالب کی خاندانی عظمت و وفاداری کا ثبوت ہیں:

کَذَبْتُم وَ بَیتِ اللّٰهِ نُبذَی مُحمّداً   وَ لَمّا نُطاعِنُ دُونَهٗ وَ نُناضِلِ

بیت اللہ کی قسم تم نے غلط کہا کہ ہم محمد (ﷺ) کے بارے میں مغلوب ہو جائیں

Marfat.com

گے حالانکہ ابھی تک ہم نے ان کے بچاؤ کے لئے نہ نیزہ زنی کی ہے اور نہ ہی تیر اندازی۔

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ وَ نَذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

تم نے جھوٹ کہا کہ ہم انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے۔ ہرگز نہیں حتّی کہ ہم ان کے اطراف میں پچھڑ جائیں گے اور اپنے بیوی بچوں کو بھول جائیں گے۔

وما ترکُ قومٍ ،لَا اَبالَکَ ، سیّدًا یَحُوطُ الذّمارَ غیرَ ذَربٍ مُواکِلِ

تیرا باپ مر جائے ، ایسے سردار کو چھوڑ دینا کیسی بدترین بات ہے جو حمایت کے قابل چیزوں کا نگہبان ہے۔ نہ فسادی ہے اور نہ اپنا کام دوسروں پر چھوڑنے والا ہے۔

وَ اَبیَضُ یَستَسقِی الغَمَامُ مِن وَجْهِهٖ ثِمَالُ الیَتامٰی عِصمَتٌ لِلاَرَامِلِ

یہ وہ صاحب جمال ہے جن کے روشن چہرے سے بادل پانی مانگتے ہیں، یتیموں کا سر کا سایہ اور بیواؤں کی پناہ۔

جب کفار کے فریب کا جال ٹوٹ چکا تو ان کے ایک سردار عتبہ نے قوم کے ایماء پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ترغیب دینا چاہی اور کہا ''اگر تمہارا مقصد اس دین کی تبلیغ سے مال حاصل کرنا ہو تو ہم تمہارے لئے اپنے اموال کے ڈھیر لگا دیں گے اور اگر تم ہمارے سردار بننا چاہتے ہو تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں اور اگر بادشاہت کی خواہش ہے تو ہم تجھے اپنا بادشاہ بنا لیں گے یہاں تک کہ کوئی کام تمہارے اشارے کے بغیر سرانجام نہیں کریں گے۔ اور اگر کوئی بھی غرض دل میں ہے تو بے روک ٹوک بیان کر دو ہم اسے پورا کر کے دم لیں گے۔ مگر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش پیدا نہ ہوئی۔ قصہ مختصر یہ سارے واقعات کفار کو یاد تھے جن کی طرف قرآن حکیم نے بلیغ

Marfat.com

انداز میں اشارۃً ان کی توجہ دلائی اور انمٹ اور لافانی معجزات کے جلو میں محبوب ﷺ کی صداقت، رسالت، استقامت اور راست روی کا اعلان فرمایا، یعنی یہ کہ صراط مستقیم محبوب دوعالم ﷺ کے اسوہ حسنہ کا خوبصورت اجمال ہے کہنے والے کہتے ہیں کہ یٰسین سے مستقیم تک کا فاصلہ فرش سے عرش تک کا ہے۔ یعنی حضور ﷺ کو قابَ قوسین اوراَواَدنیٰ کا مقام حاصل ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:" لی مع اللہ وقت لایسعنی فیه ملک مقرب ولانبی مرسل"

میرا ایک وقت اللہ کے ساتھ گزرتا ہے کہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل بھی اس مقام تک رسائی نہیں پاسکتا۔ شب اسریٰ سدرۃ المنتہا سے آگے گزر جانا آپ ﷺ کی راست روی اور استقامت کی حقیقی دلیل ہے جب کہ آپ ﷺ سب انبیاء علیہم السلام سے راستے میں ملاقات فرماتے ہوئے آگے تشریف لے گئے اور وہ اپنے اپنے مقامات اور درجات پر فائز رہے۔ اور کوئی ہم عناں محبوب پروردگار کے ہمراہ آگے تک نہ جاسکا۔" صلوات اللہ والتسلیم علی ھذہ الجیب دائماً ابداً"

اور یہ اس لئے کہ محبوب ﷺ کی آنکھوں میں مازاغ کا کحل اور جبینِ اطہر میں وہ نورِ نبوت جگمگا رہا تھا جو پہلے سے قدرت کی طرف سے تجلیات الٰہی سے آنکھیں چار کرنے کی خاطر صلاحیتِ خاص سے بہرہ ور فرمایا گیا تھا۔ بقولِ شاعر

در دیدہ کشیدہ کحلِ مازاغ
نے راغ نگاہ کرد و نے باغ

تنزیل العزیز الرحیم:

ترجمہ: یہ (قرآن) غالب مہربان کا اتارا ہوا ہے"

Marfat.com

الفاظ و معانی۔

تنزیل۔ اتارنا، اتارا جانا۔ العزیز۔ غالب، زبردست، شاق، گراں، نادر، وزیرِ مصر۔

توضیح: ماقبل آیات میں پیکرِ یٰسین یعنی نورِ مجسم کو ہی رسالتِ آسمانی کی دلیل قرار دیا گیا، قرآن ناطق کے حوالے سے ربِ کائنات نے حضور ﷺ کی رسالت کی نہ صرف شہادت دی بلکہ قرآن حکیم کی تنزیل کی نسبت بھی اپنی ذاتِ بابرکات کی طرف فرمائی تاکہ یہ باور کروایا جائے کہ یہ کلام ربِ عزیز و رحیم کا انسانیت کے نام ایک معجزانہ پیام ہے اس کا نزول بندوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کے سبب ہوا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے "سبقت رحمتی علیٰ غضبی" میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کا بحرِ بیکراں موج میں آیا تو اس نے اپنے بندوں کو محض بھٹکنے کے لئے چھوڑنا گوارہ نہ فرمایا اور اپنے آخری رسول ﷺ کو قرآنِ حکیم کے لافانی معجزہ کے ساتھ دنیا کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمادیا گویا قرآن حکیم شاہد و مشہود کی حیثیت سے ناطق ہوا اور اپنے معجزانہ کلام سے اہل دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بزرگی اور عظمت کو کفار پر ظاہر فرمانے کے لئے اس کی نسبت زبردست غالب حکمت کی مالک اپنی ذات کے ساتھ وابستہ فرمائی۔

اپنے غلبہ و اختیار کے ساتھ ساتھ اپنی رحیمیت کا ذکر بھی فرمایا تاکہ اہل دنیا جان لیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت آڑے نہ آتی تو اللہ کو حاجت نہ تھی اور نہ کسی کی پروا تھی اس لئے رحم و کرم کے ذکر سے احسانمندی کے جذبات پیدا ہونے چاہئیں۔

مگر انسان اپنے بے بنیاد کر وفر میں مبتلا رہا اور اپنے مالک کی رحمت کی قدر نہ پہچان سکا۔ قبل ازیں کفار قرآن حکیم کے معجزانہ بیان کے سامنے اپنی بے بسی اور

Marfat.com

کم مائیگی محسوس کر چکے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مزید ان کیلئے تازیانہ تھا کہ اس کلام کے بارے میں غلط اندازے اور بدگمانیاں پیدا نہ کریں، کیونکہ یہ کلام کسی بشر کا خود ساختہ نہیں ہوسکتا اور جبکہ اس کا انداز شعری ہے نہ نثری ہے۔ ماہرین شعروادب اس رمز سے خوب واقف ہو چکے ہیں کہ قرآنی آیات ان کے کسی بھی ادبی سانچے کے مطابق نہیں مگر پھر بھی فصاحت و بلاغت اور تاثیر میں بے مثال ہیں۔ قریش کے ایک سردار عتبۃ بن ربیعۃ ابوالولید نے جب اس کلامِ معجز طراز کو سنا تو کہا " وَاللّٰہِ ماھو بشعرو لا بسحر و لا بالکھانۃ " خدا کی قسم یہ کلام نہ شعر کی طرح ہے نہ یہ جادو لگتا ہے اور نہ کاہنوں کی بڑبڑاہٹ معلوم ہوتی ہے۔ ہم تمام اصناف سخن اور ان کی ,,سجع و قفع،، کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

ابوسفیان، ابوجہل بن ہشام، اخنس بن شریق ثقفی دیوار کعبہ کی اوٹ میں چھپ کر کئی روز تک بے خبر پڑے قرآن حکیم سننے میں محو ہو جاتے رہے حضور جب شب کے اندھیروں میں عالم تنہائی میں کعبۃ اللہ کے اندر قرآن حکیم بلند آواز سے تلاوت فرماتے تو یہ لوگ عداوت کے باوجود دوسری سمت سے بے خبری میں اس کی تاثیر سے جی بہلانے آجایا کرتے مگر جب صبح ہوتی تو ایک دوسرے کو دیکھ کر شرمسار ہوتے اور قسمیں ڈال کر گھروں کو لوٹ جایا کرتے کہ پھر نہ آئیں گے مگر اس خیال سے کہ اب کوئی دوسرا تو آئے گا نہیں سب ہی جا بیٹھتے اور محو ہو جاتے۔

قرآن کریم کی معجزانہ تاثیر کی یہ ایک ادنیٰ سی مثال ہے وگرنہ پہاڑ بھی اس کی تاثیر سے ہل جائیں۔ اس قسم کے بے شمار واقعات سے قریش مکہ دوچار ہوئے اور قرآن حکیم کے سامنے ان کی سب تدبیریں خاک میں مل کر رہ گئیں اور یہ شمع روشن

Marfat.com

ہوتی چلی گئی۔آیت مقدسہ میں جلال و جمال خداوندی کا اظہار فرما کر سوتوں کو ہوشیار کیا ہے۔کوئی پھر بھی نہ مانے تو خطا کس کی ہے؟

اسماء ''عزیز و رحیم'' کی برکات کا بیان

جس نے چالیس دن تک ہر دن میں چالیس بار اس کا ورد کیا۔اللہ نے اسے عزت دی اور لوگوں کی احتیاج سے بے نیاز کیا۔جس نے ''یا عزیز المنیع الغالب علی امرہ،، متواتر سات یوم تک پڑا اور ہر یوم میں ایک ہزار بار ورد کیا اللہ نے اس کے دشمن کو نیست و نابود کیا۔اور اگر کسی لشکر کے سامنے (۷۰) ستر بار پڑھ کر اس کی طرف اشارہ کیا تو اللہ نے اسے فتح سے ہم کنار کیا۔

,,الرحیم،، کی خاصیت کے بدلے اللہ تعالیٰ نے بندوں کی طرف قرآن کریم اتارا تاکہ غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیں بھول اور نعاس سے نجات حاصل ہو۔اس اسم مبارک کے ورد سے دل میں نرمی اور مخلوق خدا کے لئے مروت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔جس کسی نے سو بار ہمیشہ پڑھا اس کا فیض پایا۔سہروردیؒ نے کہا جس نے 'یا رحیم' کو کسی برتن میں لکھ کر پھر اسے پانی سے دھو کر کسی درخت کی جڑوں میں ڈالا تو اس درخت کے پھل میں برکت ہوئی۔ماشاء اللہ تبارک اللہ (ماخوذ از روح البیان)۔

لتنذر قوما ما انذر آبائوھم فھم غٰفِلون:

ترجمہ: تاکہ آپؐ اس قوم کو خبردار کر دیں جن کے آبا (باقاعدہ) خبردار نہیں کئے گئے اور وہ غفلت میں پڑے ہیں۔

مآل بدی سے تا ان کو ڈرائے سمجھائے گئے نہ جو ان کو سمجھائے
وہ اک قوم جس کے کہ آبا تھے غافل جو پہلے تھے بہتر مگر اب ہیں سافل

Marfat.com

,,الانذار،، قران حکیم میں ,,ن ذر،، کا مدہ پانچ مختلف مطالب کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔اس آیت مبارکہ میں ,, لتنذر،، کا مطلب تخذیر یا خبردار کرنے کے مفہوم کو واضح کرتا ہے مگر عام مفہوم ڈراوا بھی لیا جاتا ہے۔اوراس کا مقصد کسی کو محض خوفزدہ یا لرزہ براندام کر کے کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنا نہیں جیسا کہ دنیا میں ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں بلکہ قرآنی انداز اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر انتہائی شفقت اور رحم وکرم کا آئینہ دار ہے۔

کسی سے کسی قسم کا لگاؤ ہو تو درشتی بھی محبت کی علامت سمجھی جاتی ہے۔اس طرح اگر پروردگار کو اپنے بندوں سے محبت نہ ہوتی تو وہ کیونکر نسخہء کیمیاء اپنے پیارے رسول ﷺ پر نازل فرماتا۔ دین کی اصطلاع میں ,,انذار،، یعنی ڈراوا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا مظہر ہے اس کے برعکس اگر صرف خوشخبری دے کر ہی منزل مراد کی طرف دعوت دی جاتی تو کوتاہیِ عمل کے سبب نارسائی کا کھٹکا پھر بھی ساتھ ہی رہتا اور ساتھ ہی ساتھ عقوبت کے تصور سے بے نیاز ہو کر جہنم کی راہ اختیا کر لیتا۔علامہ اقبالؒ نے قرآنی انداز وتبشیر کے باہم ربط کا دلکش نقشہ کھینچا ہے ۔

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشین کا
بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری

اس لئے قرآن کریم نے انسان کی فلاح ونجات کے لئے خوشخبری سے بڑھ کر تخذیر یا ڈراوے کا انداز اختیار فرمایا ہے جو کہ دنیا کی دل کشی اور لہو لہب میں مبتلا انسان کو راہ راست پر لانے کے لئے تریاق کا کام دیتا ہے۔اور قرآن کریم میں نذر کا مادہ, بشارت, کی نسبت زیادہ بار استعمال ہوا ہے۔اصل غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن

Marfat.com

حکیم کا ڈرانا خوشخبری سے بھی بڑھ کر رحمت کا مظہر ہے۔ جناب رحمۃ للعالمین ﷺ کا ارشاد مبارک اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرح مبعوث فرمایا ہے جیسا کہ ایک شخص کسی قوم کے پاس آئے اور اسے بتائے کہ میں نے ایک لشکر حملہ آور ہونے والا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں کھلا ڈرانے والا ہوں۔ بچو! بچو! الی آخرہ۔

'ما': آیت کریمہ میں 'ما' کا حرف بھی توجہ طلب ہے۔ اکثر نے ,ما, کو اسم موصول گردانا ہے جس کا مطلب ,جو, کے طور پر لیا جاتا ہے ہر دو صورتوں میں مفہوم میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ اردو کے عام مترجمین نے عام مفسرین کی طرح پہلی صورت کو ہی اختیار کیا ہے۔ ,آپ ﷺ اس قوم کو ڈرائیں جس کے آبا نہیں ڈرائے گئے۔ دیکھا جائے تو عربوں کا تاریخی پس منظر بھی اسی مفہوم کی تائید کرتا ہے جن کے ہاں حضرت اسماعیل علیہ اسلام کے بعد صدیوں تک کوئی نبی یا رسول مبعوث نہیں کیا گیا تھا وہ کافی مدت تک اپنے مقدس اجداد کی راہ پر چلتے رہے۔ گویا دعائے ابراھیمؑ و اسماعیلؑ ان کا بازو تھامے رہی۔ اور اس کا دوسرا سبب بیرونی دنیا سے کم تر رابطہ تھا۔ مگر جب تجارت کی غرض سے اردگرد کی گمراہ دنیا سے ان کا آنا جانا بڑھا تو ماحول کا اثر ان پر بھی ہونے لگا تو یہ لوگ بھی آہستہ آہستہ وہ اوہام کا شکار ہوتے چلے گئے ان کے سچے عقائد بدل گئے توحید کی جگہ بت پرستی نے لے لی۔ حتیٰ کے پشتوں تک وہ اسی ڈگر پر چلتے رہے۔ مگر ان میں کچھ اہل فکر اور حنفاء یعنی توحید پرست بھی تھے۔ مگر ان کا یہ حقیقی مذہب ان کی ذاتی سوچ تک محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ تاہم قوم کی اکثریت گمراہی میں پڑ چکی تھی۔ اور اللہ کی قدرت مدتوں ان کا منہ دیکھتی رہی شاید کہ وہ سنبھل جائیں مگر وہ

Marfat.com

آبائے قدیم یعنی ابراہیمؑ واسماعیلؑ کی تعلیم سے آشنا ہونے کے باوجود محض توہّم پرستی کے سبب جہالت میں گھِر کر رہ گئے۔اگرچہ ان کے آس پاس کے علاقوں میں مثلاً شام وفلسطین میں بنی اسرائیل کے ہاں یکے بعد دیگرے انبیاء رسل معبوث ہوتے رہے اور یہ سلسلہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں تک آ کر منقطع ہو گیا وقت کے ساتھ ساتھ یہ لوگ بھی فطرت کے مقاصد کو آگے بڑھانے میں ناکام رہے بلکہ یہود ونصاریٰ کی باہمی رقابت کے سبب انبیاءؑ کی تعلیم ان کی اپنی نسلوں تک ہی محدود ہو کر رہ گئی اور اس کے فیض سے اہل عرب مکمل طور پر بے بہرہ رہے اور یہاں یہ حقیقت بھی سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ ہندوستان کے برہمن بھکشوؤں کی طرح یہود ونصاریٰ نے بھی آسمانی رشد وہدایت کو ذاتی معاملہ بنانے میں انسانیت دشمنی میں پہلے پہل یہ بدعت تراشی تھی اس خیال کو آج کل کے نام نہاد مسلمان عوام نے خاص طور پر اپنا کر احکام دین پر عمل پیرا ہونے سے منہ موڑ لیا ہے۔اور مذہب کو ذاتی معاملہ کہہ کر ماحول کی گمراہیوں میں کودنے لگے ہیں۔لہٰذا ممکن ہے قدرت نے اس آیت کریمہ میں یہود ونصاریٰ کے برے طرز عمل کی طرف بلیغ اشارہ فرمایا ہو کہ عربوں کو ان لوگوں نے جان بوجھ کر خدا کے دین سے محروم رکھا حالانکہ تجارتی اور معاشی تعلقات بھی عربوں کے ساتھ خاطر خواہ طور پر ان کے قائم ودائم رہے مگر اب قدرت نے ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پسماندہ قوم کی فلاح ونجات کے لئے بھیج کر ساری محرومیوں کا مداوا فرما دیا۔

ایک اور سوال جو اس آیت مبارکہ کے بلیغ انداز تخاطب سے ذہن میں

Marfat.com

ابھرتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر آباؤ اجداد ڈرائے نہیں گئے تھے تو ان پر عقوبت کیسی؟ اور یہ عتاب کیونکر؟ جب کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے: وَاِنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ 'سبا' یعنی کوئی ملت ایسی نہیں جہاں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا ہو۔ ظاہر ہے کہ انبیاء ومرسلین کے بعد تبلیغ کا ذمہ ان کے نائبین پر ہوتا ہے جسے کچھ لوگ پورا کرتے ہیں مگر اکثر بعد میں اس فرض سے غفلت برتنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ اب امت مسلمہ کا بھی یہی حال ہے مسلمان اپنی شناخت سے بے نیاز یہود ونصاریٰ کے پیچھے چل پڑے ہیں اور مذہب اسلام کو بھی جو سب عالم کے لئے یکساں رشد وہدایت کا پیغام تھا شخصی معاملہ قرار دینے لگے ہیں تاکہ ان کی بے عملی پر کسی قسم کی باز پرس نہ ہو سکے۔

مگر اس نازک سوال کا جواب اس آیت کریمہ میں ,غافلون، کی اجمال میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ کہ مکہ کے گردونواح کے عربوں کے ہاں کسی نہ کسی حد تک ان کے آبائے قدیم حضرت ابراہیمؑ واسماعیلؑ کی تعلیمات کا پرتو موجود تھا اور پھر خاص طور پر شہرِ امن مکہ پر اللہ کی عنایت، عربوں کے لئے جاڑے اور گرمی کے سفر کی راحتیں، کعبۃ اللہ اور شعائر اللہ کی کثرت سے موجودگی کے باوجود بھی ان کا راہ راست سے بھٹک جانا باعث حیرت معلوم ہوتا ہے۔ وہ خلیل اللہ کے گھر کے متولی تھے اور سب یادیں ان کے ہاں محفوظ تھیں تعمیر کعبہ سے لے کر ابرہہ کے حملہ تک قدرت نے کبھی ان کو بے یار ومددگار نہیں چھوڑا۔ مگر پھر بھی اصنام کی پرستش! کیوں؟ یقیناً یہ انسانوں کی اپنی گمراہی تھی۔ اور پھر دوسری قوموں کی گمراہی اور بربادی کے قصے بھی سنتے رہتے تھے کیا یہ ان کی ہدایت کے لئے کافی نہ تھا۔ بس بات یہ تھی کہ وہ کئی پشتوں سے راہ راست سے دور ہٹ کر شیطان کے بہکاوے میں آچکے تھے اور یہ غفلت انہیں

Marfat.com

ان کے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملی تھی۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ مدتوں تک کوئی کھلا ڈرانے والا قدرت نے براہ راست ان کی طرف نہیں بھیجا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وَمَا آتَینَاھُم مِّنْ کُتُبٍ یَدْرُسُونَھَا وَمَا اَرْسَلْنَا اِلَیھِمْ قَبلَکَ مِنْ نَذِیر" ہم نے ان کی طرف کوئی کتاب نہیں بھیجی جسے وہ پڑھتے اور نہ ہی اے محبوب آپ ﷺ سے پہلے کوئی ڈرانے والا ان کی طرف بھیجا تھا:

"لِتُنذِرَ قَوماً مَا آتَاھُم مِنْ نَذِیرٍ مِنْ قَبلِکَ لَعَلَّھُمْ مُھتَدُونَ "تا کہ تم ڈراؤ اس قوم کو جس کے پاس کوئی نبی آپ ﷺ سے پہلے نہیں آیا تھا شاید کہ وہ ہدایت پالیں۔ اور سورہ قصص میں فرمایا۔ "وَمَا کَانَ رَبُّکَ مُھلِکَ القُریٰ حَتّیٰ یَبعَثَ فِی اُمِّھَا رَسُولاً یَتلُو عَلَیھِمْ ایاتِنَا، اور اے محبوب ﷺ تیرا رب بستیوں کو اس وقت تک ہلاک نہیں فرماتا جب تک کہ وہاں کے مرکزی شہر میں رسول نہیں بھیجتا جو ان پر آیات پڑھ کر سنائے،، چنانچہ عربوں کیلئے بلکہ ساری دنیا کے لئے مرکزی شہر مکہ مکرمہ کو ہی قرار دیا گیا ہے جہاں سے اللہ کا نور ظاہر ہوا اور باذن اللہ ہوتا رہے گا۔

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو بدلنے کا ارداہ فرمایا تو باقاعدہ اپنے پیارے نبی ﷺ کو بشیر و نذیر بنا کر دنیا میں بھیج دیا تا کہ اتمامِ حجت ہو اور حق و باطل واضح کر دیئے جائیں۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ھُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُولَہُ بِالْھُدیٰ وَدِینِ الْحَقِ لِیُظْھِرَہُ عَلَی الدِّینِ کُلِّہِ،، اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اس کے دین کو سب دینوں پر غالب کر دے،، سب دینوں میں یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں تحریف شدہ آسمانی ادیان کو بھی

Marfat.com

شمار کرنا چاہیئے جو بیشک اللہ کی طرف سے تھے اور جو صرف انہیں بگڑوں کی اصلاح کے لئے نازل کیئے گئے تھے مگر ان لوگوں نے الشّان آسمانی صحائف اور کتب میں تحریف کر ڈالی اور اپنی اغراض اور خواہشات نفسانی پر پردہ ڈالنے کے لئے بطور آڑ کے استعمال کیا۔ لہٰذا یہ لوگ صراطِ مستقیم کے بارے میں کسی کو بتاتے بھی تو کیا بتاتے؟ جبکہ دین مصطفیٰ علیہ السلام کی شان سب سے برتر ٹھہری کہ اس کی تعلیم و تربیت کو صرف عربوں تک محدود نہ رکھا گیا بلکہ اس کا دائرہ بنی نوع انسان کی دنیوی اور اخروی فلاح و نجات کے پیشِ نظر بلا تخصیص رنگ و نسل کے سارے عالم تک بڑھا دیا گیا مگر یہود و نصاریٰ اس جدید دور میں بھی اسی تعصب کی راہ سے نہیں ہٹے اور پسماندہ اقوام سے کیمیائی یا جوہری تعلیم و ترقی کو چھپا کر اپنی اجارہ داری کو قائم رکھنے پر تلے بیٹھے ہیں جو کہ انہیں دنیا طلبی اور آسائش کی تڑپ میں ہاتھ لگی ہے اور رہا ان کی جانب سے اپنے مذہب کی تبلیغ کا کام تو یہ صرف اور صرف ریاکاری کے طور پر یا سیاسی برتری اور اپنی قوت و تعداد بڑھانے یا اپنے در پردہ دنیاوی مفادات کی خاطر بے حیائی، ڈھٹائی اور سراسر غنڈہ گردی پر مبنی ورلڈ آرڈر قائم کرنے تک محدود ہے اور اس کا تعلق رضا جوئی خالق کے ساتھ ہرگز نہیں۔ دنیا کو معلوم ہے کہ ان کا یہ مشن بھی خاص طور پر اس وقت زور و شور کے ساتھ شروع ہوا جب انہوں نے دیکھا کہ اسلام انحائے عالم میں اپنی صداقت اور افادیت کی بدولت خود بخود پھیلتا جا رہا ہے اور اگر یہ لوگ اسلام کی برکات کو مخلوقِ خدا تک پہنچنے دیتے اور اپنا کفر بچانے کے لئے نبی آخر زماں جن کی خبر بھی انہیں سیدنا عیسیٰ اور موسیٰ علیہم السلام کے توسط سے مل چکی تھی، کی عداوت پر نہ تُل جاتے تو اسے بے مقصد حکومتیں قائم کر کے مخلوقِ خدا پر ان کی طرح کسی بھونڈے

Marfat.com

طریقے سے حکم چلانے کی بھی کوئی آرزو نہ ہوتی کیونکہ اسلام تو محض ایک پیغام حق تھا۔

ایک اور سوال اس آیات مبارکہ میں ابھرتا ہے وہ یہ کہ مذکورہ آیت میں صرف قوم عرب ہی مراد لی گئی ہے تو یہ بات نبی خاتم ﷺ کی رسالت کی عمومیت کے منافی ہے ایسا ہرگز نہیں کیونکہ اگر قوماً سے خاص طور پر قوم عرب ہی مراد لی جائے تو یہ آیت مبارکہ خاص ان کے لئے بھی ہوسکتی ہے۔اور نبی اکرم ﷺ کی بعثت عامہ کو محدود نہیں کرتی کیونکہ قرآن حکیم میں دوسری جگہ اس کی صراحت فرما دی گئی ہے۔ سورہ سبا میں ارشاد ہے "مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا" ہم نے آپ ﷺ کو ساری دنیا کے انسانوں کی طرف بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے جب کہ "قوماً"، کا لفظ نکرہ ہے اور اس سے کوئی بھی ایسی قوم مراد لی جا سکتی ہے جس کے احوال اس سے مشابہت رکھتے ہوں۔حرفِ ما کا ترجمہ اگر "جو" کا لیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جیسا کہ ان کے اباؤ اجداد ڈرائے گئے مگر وہ غفلت میں پڑے رہے۔

اس مفہوم کے اختیار کرنے سے اوپر اٹھائے گئے سوالات کے جوابات از خود مل جاتے ہیں یعنی ہر دور میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا ضرور آتا رہا جس کا ثبوت عربوں میں 'حنفاء' کا وجود تھا جو توحید پرست تھے اور بت پرستی سے خود کو بچائے رکھتے تھے دوسرے لفظوں میں وہ ابراھیم و اسماعیل علیہم السلام پر آخر دم تک کاربند رہے۔ بہرصورت کوئی بھی مفہوم لیا جائے آیت مبارکہ میں کسی قسم کے تضاد کو دخل نہیں۔

Marfat.com

غفلت

غفلت۔ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک، اور کسی شخص کی اپنے دین کی تعلیم سے غفلت'' قرآن کریم میں غافلین کے بارے میں ارشاد ملاحظہ ہو۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ اُوْلٰئِکَ مَاْوٰا ھُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ'' 'جو لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں یہی ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَھلِ الْعِلمِ وَالْعِرفَانِ وَالاِیْقَانِ وَالشُّھُوْدِ وَالْعِیَانِ وَشَرَّ فْنَا بِلِقَآئِکَ فِي الدَّارَیْنِ وَاصْرَفْنَا عَنْ مُلَا حِظَۃِ الْکَوْنَیْنِ آمِیْن'' (ترجمہ) اے اللہ ہمیں اہل علم وعرفان، اہل یقین اور اہل مشاہدہ میں سے بنا دے اور ہمیں اپنے دیدار کی سعادت بخش اور دونوں جہانوں میں کھو جانے سے بچا۔ آمین!

Marfat.com

قرآن حکیم سیکھنے سکھانے کی فضیلت

— ۱ —

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:
"خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَہٗ". رواہ البخاری

عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
"تم میں سے بہترین وہ جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے"

— ۲ —

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:
"اَلَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَ ھُوَ مَاھِرٌ بِہٖ مَعَ السَّفَرَۃِ الْکِرَامِ الْبَرَرَۃِ،
وَالَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَ یَتَتَعْتَعُ فِیْہِ وَ ھُوَ عَلَیْہِ شَاقٌّ لَہٗ اَجْرَانِ".
متفق علیہ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جو قرآن پڑھے اور اس کا ماہر ہو، وہ روزِ حشر معزز نکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا؛ اور جو ہکلاتا ہے اور قرآن پڑھنے میں دشواری محسوس کرتا ہے اس کے لئے دوہرا اجر ہے"

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منظوم ترجمانی

یٰسٓ ...... فھم غفلون

خطابِ جمیل یٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا مفہوم

کھولیں یہ عقدہ مفسر مدام
یٰسین کو حق نے دیا ہے دوام
یٰسین و حٰم و طٰہٰ تمام
امامِ رُسُل کے ہیں یہ خاص نام
یٰسین سقفِ سرِ بے کساں
حٰم حامی ہمہ بے بساں
طٰہٰ سے مردانگی کا بیاں
جلال و جمالِ شاہِ شہاں
مِدحت کرے ان کی سارا جہاں
کرم اُن کا پھیلا یہاں اور وہاں
یٰسین رُسُل کے ہوئے ہیں اِمام
وہ خیرُ البریہ ہیں خیرالانام

Marfat.com

یسیں سیادت کا برتر مقام
سماحت سخاوت ہے مثلِ غمام
یسیں نبوت رسالت کا نام
امامت، کرامت، عدالت کا نام
یسیں شجاعت، بسالت کی جان
عزیمت، شہامت، بطالت کی آن
خدا کی خدائی کے ہیں چارہ گر
مطیع آپ ﷺ کے سب ہیں جن و بشر
اشارے سے اُن کے فضا میں خلل
دو ٹکڑے ہو مہ اور جائے سنبھل
اُڑے ہے براق ان کا یوں گام گام
کہ رہ جائیں جبریلؑ بھی تھام تھام
یسیں چلے ہیں سوئے آسماں
وہ دیکھیں گے آیاتِ کبریٰ وہاں
یسیں کی تفسیر ہے یہ قریں
دیا ان کو حق نے پیام آخریں

Marfat.com

یٰسین ضمیرِ ہمہ دلبراں
یٰسین ہیں سردارِ پیغمبراں
ہیں اُن کے ہی دم سے زمان و مکاں
ہے اُن کی ہی طلعت سے روشن جہاں
یٰسین ہیں کونین کے راہ بر
ضیاء ان سے پاتے ہیں شمس و قمر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بس قائدِ اوّلیں
وہی رہبرِ رہبراں بالیقیں
شفاعت بھی ہے خاص اُن کا مقام
وہی دل کے اچھے وہی شاد کام
جنت کے مختار بھی ہیں وہی
کوثر کے سرکار بھی ہیں وہی
جب آئیں گے کوثر کنارے کبھی
بخشیں گے جام اک ہمارے نبیؐ
کہے اُن کو دنیا رسولِ امیںؐ
وہ نورِ مبیں ہیں وہ نورِ مبیں

Marfat.com

یٰسیں زمانے میں اسریٰ کا چاند
حسیں سب ہوئے روبرو جس کے ماند
یٰسیں ہے سائرِ کمالات کا
پیامبر جہاں میں سلامات کا
یٰسیں کو مختار حق نے کیا
وہ اک خوب تھا خوب نے چن لیا
لبوں پہ ہے عُشّاق کے پاک نام
علیہ الصلاۃ علیہ السلام

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یٰسٓ ۝ والقرآن الحکیم"

قسم ہے ہمیں خاص قرآن کی
حکمت سے معمور فرمان کی
تمہیں سین سیّد ہو سردار ہو
تمہیں دینِ حق کے طرف دار ہو
یہ کچھ بات کمتر ہماری نہیں
کہ خاصۂ خواصاں ہو تم بالیقیں
رسولوں میں رکھتے ہو برتر مقام
ہو تم گامزن راہِ حق پر مدام

(مفہوم معروف)

جو "یٰسین" ہے سروری کا نشاں
تو خالق کے بس آپ ﷺ ہیں ترجماں
اگر حرفِ حق کو ہے حاصل دوام
تو معنی بھی ہے ساتھ واصل مدام
ہے خالق نے کھائی قسم اس لئے
تا دائم رہیں اُن کے روشن دیئے

Marfat.com

ہیں بس آپ حق کے رسولِ امیں
تاجِ نبوت کا دلکش نگیں

(مفہوم عام)

'یاسین' کا خاص دلکش خطاب
محبت کے موتی کو دیتا ہے آب
کلامِ خدا خود حوالہ بنا
پیارے سے مکھڑے کا حالہ بنا
یہ ہے مرتبہ جانِ محبوب ﷺ کا
مصدِق ہے وہ آیۂ خوب کا
پھبتا ہے اُن پر خطابِ مبیں
ہیں نبیوں کے خاتم رسولِ امیں
ابد تک یہ قائم شہادت ہوئی
شانِ رسالت یوں ثابت ہوئی
تا سارے زمانے میں چرچا رہے
ہر گاہ پہ اور ہر جا رہے
وہ رازِ خدائی کو ظاہر کریں
وہ سچ کو بھی باطل پہ قاہر کریں

Marfat.com

وہ یٰسین بھی اور سردار بھی
ہے قرآن اُن کا طرفدار بھی
ہوں یٰسین پہ یوں صلاۃ و سلام
کیا دن کیا رات کیا صبح و شام

☆

"انک لمن المرسلین علیٰ صراطٍ مستقیم"

مرسلیں میں فقط ہوگے تم ہی یگانہ
مدحت میں بیتے گی عمرِ زمانہ
تری راہ سیدھی سلیقہ پیارا
تو قائد ہے سب کا سبھی کا سہارا

ایضاً (مفہوم معروف)

تو سیّد بھی ہے اور سردار بھی
انساں کی دنیا کا غمخوار بھی
سیادت تری ہوگی تسلیم سب کو
بے شک ہے محبوب تو اپنے رب کو
صفتوں کا تیری لکھا ہے یہ کالم
اطاعت میں تیری رہے گا یہ عالم

Marfat.com

تو سچا ہے دنیا میں سب جانتے ہیں
ہوں کافر مسلماں سبھی مانتے ہیں
تیرے دم سے دنیا میں ہو گا اجالا
تجھی سے ملے گا جہاں کو سنبھالا

تنزیل العزیز الرحیم......فھم غٰفلون

یہ قرآن تنزیلِ ربِ جہاں ہے
عزیز و رحیم اس کا خود پاسباں ہے
مآلِ بدی سے تا ان کو ڈرائے
سجھائے گئے جو نہ اُن کو سجھائے
وہ اک قوم جس کے کہ آبا تھے غافل
وہ پہلے تھے بہتر مگر اب ہیں سافل
نہ آبا سے ان کو ڈرایا کسی نے
نہ سینے سے اپنے لگایا کسی نے
یہود و نصاریٰ جو یاں آتے جاتے
پئے بخل ان کو وہ کچھ نہ بتاتے
وہ صحرا نشیں کو حریف اپنا سمجھے
حرم کے مکیں کو ردیف اپنا سمجھے

Marfat.com

ہدایت کے جھنڈے تھے گرچہ اُٹھائے
مگر خود بھی ناداں تھے راہ پر نہ آئے

اشارہ:۔سورۂ انعام میں یہود و نصاریٰ کو طائفتان یعنی دو گروہ کہا گیا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے انہیں رشد و ہدایت سے نوازا مگر وہ بخیل ثابت ہوئے۔

مفہوم معروف

کٹھن تھا بڑا اُن کا گر کے سنبھلنا
جہالت کی تاریکیوں سے نکلنا
کھڑے تھے وہ اک موڑ پہ جم کے ایسے
مسافر کوئی رہ سے بھٹکا ہو جیسے
نہ پہلے کوئی تجھ سے اُن تک تھا آیا
جو آیا تو بس قوم تک اپنی آیا
یہ نسخہ تجھے دے کے ان تک ہے بھیجا
تو ان ڈوبتوں کو کنارے پہ لے جا
ہدایت کی ہر بات ان کو بتا دے
وہ سوئے ہوئے ہیں تو ان کو جگا دے
الفت کا تعویز ان کو عطا کر
بچا لے انہیں ان کے دل میں سما کر

Marfat.com

تو خود ان کو جا کے خبردار کر دے
محبت کے جذبوں سے سرشار کر دے
ملے کھل کے پیغام سارے جہاں کو
کہ مانیں وہ ربِّ مکاں لامکاں کو
عیاں ان کی آنکھوں پہ برہان کر دے
یہ بے سمجھ کافر مسلمان کر دے
تو محبوب ان کا ہے ان کے لئے ہے
یہ شفقت بھی تیری سب ان کے لئے ہے

☆

Marfat.com

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

ترجمہ:

۷۔ پس ان پر یہ قول سچا ثابت ہو چکا ہے کہ "وہ ایمان نہیں لاویں گے"

7.Already hath the word proved true of most of them, for they believe not.

ہوا بات کا ان پہ کہنا یہ آساں
کہ کثرت تو ان کی نہ ہوگی مسلماں

یہ فرمان خدا یونہی نہیں اور نہ ہی اسے کسی پر زیادتی قرار دیا جا سکتا ہے۔ وادیٔ فاران میں نبوت و رسالت کا بدرِ منیر چمکے لگ بھگ تیرہ سال کا عرصہ ستم کی تیرہ صدیاں بن کر گزر چکا ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ اور ان کے جانثاروں پر ظلم کی انتہا ہو چکی ہے اسلام لانے والوں کو بے دردی کے ساتھ مار پیٹ کا نشانہ بنایا گیا ہے کوئی جفا نہیں جو ان معصوموں پر توڑی نہیں گئی ظالم ہیں کہ تھکنے کا نام نہیں لیتے وادی میں ہر سو عداوت کی ایک لہر ہے جو سر اٹھائے ہوئے ہے روش روش وفا شعاروں کے لہو سے رنگین ہے استبداد کی چکی ہے کہ تھمنے کو نہیں آتی قصور یہ ہے کہ کچھ پروانوں نے شمعٔ لولاک حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو اپنا اول و آخر پیشوا تسلیم کر لیا ہے صدیاں گزرنے کے بعد بیت خلیل کے دامن میں ہدایت کا چراغ پھر سے ٹمٹمانے لگا

Marfat.com

ہے جسے کفر کی آندھیاں بجھانے پر تلی کھڑی ہیں۔ مکہ کی ظالم اور بے رحم اکثریت نے اصلاح کی کسی بات کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ''وَلٰکِنْ حَقَّتْ کَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَی الْکَافِرِیْنَ'' کے مطابق اب عذاب کفار کے لئے ایک اٹل حقیقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشیئت خداوندی نے ان کی ہٹ دھرمی اور معاندانہ رویہ کے نتیجے میں بھلائی کے ان دشمنوں کی قسمتوں کا فیصلہ سنا دیا کہ وہ ایمان کی قدر و قیمت سے آشنا نہیں ہو سکے اس لئے نجات ان کا نصیب نہیں۔ اور بسکہ ان کے کفر و عناد کا علاج جہنم ہے۔ جب کہ دوسری جانب ماحول کی شدت اور ان کے استبداد کے باوجود اسلام قبول کرنے والوں میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے جو کوئی بھی ایک لمحہ کیلئے بھی اس سوہنے پیکرِ صدق و صفا کی مجلس میں آ بیٹھتا ہے حشر تک اٹھنے کا نام نہیں لیتا۔ اور ان کی شان بقولِ داغ کچھ ایسی ہے ؎

اور ہونگے تیری محفل سے ابھرنے والے
حضرتِ داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

طوفان کسقدر نہ سر سے گزر جائیں یہ عشاق وفا کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ ادھر بے رحم اکثریت اپنے کفر پر تلی کھڑی ہے۔ ہر قسم کے تفکر تدبر سے عاری ہے، اتمام حجت ہو چکا ہے اب کفر کے سروں کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا گویا یہ ان کے انجام بد کے بارے میں پیشین گوئی ہے جو حرف بہ حرف پوری ہو کر رہے گی اور عناد کی آگ

Marfat.com

میں جلنے والے آزمائشی طور پر العیاذ باللہ از خود ایمان لا کر آیت کے مفہوم کو غلط ثابت نہیں کر سکیں گے۔ بحکم خدا ان کا خاتمہ کفر پر ہی ہو کر رہے گا اور یہی ان کی سزا ہے۔

پس اس آیت مبارکہ میں انذار (ڈراوا) بھی ہے اور ظالم اکثریت کی قسمت کا فیصلہ بھی جس سے آنے والی نسلیں عبرت حاصل کر سکتی ہیں۔ آج کے نام نہاد مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیمات سے بے بہرہ ہو کر ویسی ہی ڈگر اپنا چکے ہیں کوئی ہدایت ان پر اثر نہیں کرتی۔ کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ اِلاّ مَنْ رَحِمَ رَبّی'' مگر جس پر میرا پروردگار رحم فرما دے۔

''ہوشیار اے چشم عبرت اندوز یہ آیت مبارکہ بھی ایک تازیانہ ہے''

Marfat.com

منظوم ترجمانی

لقد حق القول علی اکثرھم
فھم لا یؤمنون

بیشک حقیقت یہ ظاہر ہوئی ہے
کہ یہ قوم اب حد سے باہر ہوئی ہے
یہ حق بات اب ان پہ کہنا ہے آساں
نہ کثرت کبھی ان کی ہوگی مسلماں
حقیقت کو سمجھے پر ایماں نہ لائے
اشارے اگرچہ محبت کے پائے

☆

Marfat.com

اِنَّا جَعَلنَا فِیْ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلاً فَھِیَ اِلَی الاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ O

ترجمہ:

بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق پہنا ڈالے جو ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں اب وہ اوپر کی جانب سر اٹھائے رہ گئے ہیں۔

8.Lo! We have put on their necks carcans reaching unto the chins, so that they are made stiff-necked.

بنا ڈالے گردن میں وہ طوق ان کے
جو پہنچے ہیں ٹھوڑی تلک فوق ان کے

الفاظ و معانی: اعناق۔ عنق کی جمع ''گردنیں'' اغلال. غل کی جمع ہے اور غل بھاری بوجھ کو کہتے ہیں جو ہاتھوں کے پیچھے کی جانب باندھ کر سزا کے لئے مجرموں کی گردنوں میں لٹکایا جاتا ہے۔ اسے طوق بھی کہا جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات بڑے مجرموں کے گلوں ایک کی بجائے طوق پر طوق ڈال دیے جاتے ہیں یہاں تک کہ ان کی گردنیں حرکت کے قابل نہیں رہتیں۔ دراصل یہ کفر اور طرح طرح کی غلامی کی زنجیریں ہوتی ہیں جو قومیں اپنے گلوں میں خود ہی ڈال لیتی ہیں۔

''اذقان''۔ ذقن کی جمع ہے اور ذقن ٹھوڑی کو کہتے ہیں آیت میں غل اور ذقن کی بجائے جمع کے الفاظ لائے گئے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ مجرموں کی گردنوں میں ایک کی بجائے زیادہ طوق ڈالے گئے ہیں۔

''مقمحون''۔ یعنی سر اٹھائے ہوئے'' بوجھ کے مارے آنکھیں بند ہو کر رہ جاتی

Marfat.com

ہیں اور سر اوپر کی جانب تن کر رہ جاتا ہے۔ جیسے بعض تہذیبوں کی پیروی میں کچھ لوگ اپنے گلے کے گرد ٹائی باندھ کر چلتے ہیں اور غرور نخوت میں غرق ہوتے ہیں۔ فی زمانہ ان الفاظ کا مفہوم سمجھنے کے لئے یہ بہترین تمثیل ہیں۔

جبکہ اہل عرب کے ہاں یہ لفظ اونٹ جیسے ضدی جانور کے ساتھ مشابہت کی بنا پر کہا گیا ہے جب اونٹ پانی پی کرا بھر جاتا ہے تو آنکیں موندھ کر سر کو اوپر کی جانب تن کر کھڑا رہتا ہے۔ تو عرب کہتے ہیں ''اقمحت البعیر'' یعنی اونٹ اُبھر گیا ہے۔ کفر وعناد میں گڑھے ہوؤں کی کیفیت بھی معنوی لحاظ سے بالکل اسی طرح ہوتی ہے۔

توضیح: ظاہر ہے یہ طوق یا غِل جس کا ذکر آیات مقدسہ میں آیا ہے ظاہر طور پر نہیں صرف معنوی ہے اور اس کی بیان کردہ مشابہت آخرت میں یقیناً دیکھنے کو بھی مل جائے گی جب کہ کفار اپنے انجام کو پہنچیں گے۔ البتہ دنیا کی زندگی میں کفر وعناد اور سرکشی ہی اس کا بہترین مفہوم ہے۔ اور یہی وہ سب سے بڑے طوق ہیں۔ جو انسان کی بدبختی کی علامت ہے مسلسل بدکاریوں اور نافرمانیوں کے سبب کچھ لوگ بدنام زمانہ بن کر رہ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ برائی اور بدنامی کے طوق کو از خود اپنے سے علیحدہ کر لینا ان کے بس کی بات نہیں رہتی اس طرح آیت مقدسہ میں کفار ومشرکین کا تمثیلاً ذکر ہے جو محسن انسانیت کے ساتھ بے وجہ بغض وعناد کی آگ میں جلتے رہے اور ان کے پیشِ نظر سوائے عداوت اور انتقام کے کوئی اور بھلا ارادہ نہیں تھا۔ عکرمہ اور ابن عباس وغیرہ نے اس تمثیل کی شان نزول بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ ابو جہل اور اس کے دو مخزومی ساتھی یکجا بیٹھے تھے کہ ابو جہل نے قسم اٹھائی کہ اگر اس نے محمد ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو ابھی اس پتھر سے ان کے سر کو کچل دے گا العیاذ باللہ چنانچہ اس نے حضور ﷺ کو نماز

Marfat.com

پڑھتے دیکھا تو وہ بھاری پتھر کے قریب گیا اور مارنے کے لئے اٹھانا چاہا تو اس کے ہاتھ اس کی گردن کے قریب آ کر لٹک گئے اور پتھر اس کے ہاتھوں سے چپک کر رہ گیا جیسا کہ ایک طوق اس کے گلے میں پڑھا ہو۔ لہذ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ بیان میں فرمایا ''إنا جعلنا فی اعناقهم اغلالاً'' ہم نے ان کے گلے میں طوق ڈال دیا ہے'' یقیناً ابوجہل یہ سن کر اپنا سامنہ لے کر رہ گیا ہوگا اس کے دو مخزوی ساتھیوں کا قصہ آئندہ کی آیت میں بیان ہوگا۔ کفر کے یہ سرکردہ نہ صرف خود عداوت کی آگ میں جل رہے تھے بلکہ دوسروں کو بھی اس آتش میں دھکیلنے کے لئے سرگرم شرارت رہتے تھے۔ اس لئے قدرت نے ان کی اس حالت کا نقشہ کھینچا اور فرمایا غرور وتکبر کا طوق ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچ پایا ہے۔ جس میں وہ اکڑے ہوئے سر لئے کھڑے ہیں۔ آس پاس کیا اپنے پاؤں پڑی زنجیر کو بھی ملاحظہ کرنے کے قابل نہیں۔ چنانچہ آیت مقدسہ میں کفار کو طوق پہنانے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے۔ اور وہ اس لئے کہ چونکہ تبلیغ وہدایت کے حقیقی محرک اللہ اور رسول ہیں اس لئے ان کے کفر وعناد کے طوق پر لعنت کا طوق بھی ہم نے پہنا دیا ہے۔ دنیا کی زندگی میں یہ طوق معنوی سہی جس کے نتیجہ میں ان سے قبول حق کی صلاحیتیں رخصت ہو چکی ہیں مگر آخرت میں یہ طوق یقیناً متشکل ہو کر ان کے گلے کا ہار بن جائے گا جیسا کہ ارشاد ہے۔ '' اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا '' اسی مفہوم کو دوسری جگہ یوں واضح فرمایا '' وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا '' اور ہم نے کفار کی گردنوں میں طوق پہنا دیے ہیں۔ صدق اللہ العظیم۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

انا جعلنا فی اعناقھم اغللاً......
فھم مقمحون

ڈالا ہے ہم نے وہ اک طوق ان کے
ہے گردن سے ٹھوڑی تلک فوق اُن کے
یہ نکٹائی سی اُن کو جکڑے ہوئے ہے
تکبر کے پھندے میں پکڑے ہوئے ہے
یا جیسے کوئی اونٹ گردن سنوارے
ابھر کر کھڑا ہو وہ پانی کنارے
ہدایت کوئی پہنچ پائے نہ اُن تک
رسائی محبت بھی پائے نہ اُن تک
پھریں ہیں تکبر کا وہ طوق پہنے
سمجھتے ہیں ناداں کہ ہیں اُن کے گہنے
یہی طوق ان کا ہوا کفر ساماں
شقاوت ، عداوت بھری ہے فراواں

☆

Marfat.com

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○

ترجمہ:

۹۔اور ہم نے ان کے آگے اور پیچھے ایک دیوار کھڑی کر دی اور اوپر سے ڈھانپ دیا اور اب وہ نہیں دیکھ پاتے

9.And we have set a bar before them and a bar behind them, and (thus) have covered them so that they see not.

الفاظ و معانی

(جعلنا۔ہم نے بنایا) (بین۔ درمیان، سامنے) (ایدی۔ دونوں ہاتھ) (سد۔دیوار، فصیل) (مَن۔سے، از) (خلف۔پیچھے۔بیٹا۔وارث) (فا غشینا هم۔ہم نے ان کو ڈھانپا) (یبصرون۔وہ دیکھتے ہیں)۔

توضیح: بعض اردو مفسرین نے ابوجہل کے پتھر مار کر حضور ﷺ کو ایذا پہنچانے کے واقع اور اس کے جواب میں قدرت کے معجزہ سے انحراف کی راہ اپنائی ہے اور خواہ مخواہ اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔غالباً مستشرقین کے حضور یہ ان کا معذرت خواہانہ رویہ معلوم ہوتا ہے وگرنہ اس واقعہ میں کوئی پہلو بھی ضعف کا شکار نہیں جب کہ شان نزول کو ابن کثیر، قرطبی، روح البیان روح المعانی، خازن جمل ضیاء القران، نعیم الدین مراد آبادی وغیرہ نے بحوالہ نقل کر کے آیت مقدسہ کے مفہوم کو واضح کرنے کا طریق اپنایا ہے۔جیسا کہ پہلی آیت میں ابوجہل کی ناکامی اور اس پر بالتمثیل آیت مقدسہ

Marfat.com

کے نزول کو بیان کرتے آئے ہیں بعد ازاں اس کا دوسرا ساتھی ولید بن مغیرہ اٹھا اور اس نے کہا ''ارضخ رآسہ'' کہ میں ان کا سر کچلوں گا'' (خاک ایسے منہ پر) چنانچہ وہ یہ کہہ کر حضور ﷺ کے قریب آیا جب کہ آپ ﷺ اسی حالت میں نماز میں مشغول تھے تا کہ وہ پتھر اٹھا کر آقائے دوعالم پر پھینکے ''تو معاً وہ اندھا ہو گیا'' وہ حضور کی آواز تو سنتا تھا مگر کچھ دیکھ نہ پایا۔ لہذا نا کام نامراد واپس ہوا۔ خدا کی قسم میں انہیں نہیں دیکھ سکا اگرچہ آواز سنائی دیتی رہی'' اس پر تیسرے نے کہا ''واللہ لاشد خن أنا راسہ'' پھر اس نے پتھر اٹھایا اور آگے بڑھا مگر الٹے پاؤں پیچھے کو بھاگا یہاں تک کہ اپنی ہتھیلیوں کے سہارے الٹی جانب گر کر رہ گیا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہوا ہے۔'' تو اس نے کہا کہ میرا معاملہ عجیب ہے کہ مین نے ایک بڑا بیل دیکھا جو میرے اور محمد ﷺ کے درمیان حائل ہو گیا لات وعزیٰ کی قسم اگر میں پیچھے کی طرف نہ بھاگتا تو وہ مجھے کچا چبا جاتا۔''

چنانچہ مقاتل بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل کے دو ساتھیوں کی تمثیل فأغشیناھم فھم لا یبصرون کے بیان سے واضح ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان ستم شعاروں کے اور حضور ﷺ کے درمیان ایک دیوار بھی کھڑی کی اور ایک کو اندھا بھی کیا اور دوسرے کو خوفزدہ کر کے شمع نبوت کو گُل ہونے سے بچا لیا'' واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون'' اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کامل واکمل کر کے رہے گا اگرچہ کافر برا ہی کیوں نہ مانیں'' ''شب ہجرت'' ''نزول آیت کے بعد جیسا کہ ابن اسحاق نے مقاتل کی روایت کا ذکر کیا ہے۔ ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ وشیبہ اور خود ابوجہل اور امیہ بن خلف اس تاک میں تھے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو ایذا پہنچائیں مگر حضور سرور عالم ﷺ ان

Marfat.com

کے سامنے سے سورہ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے گزرے اور آپ ﷺ کی مٹھی میں ان کے لئے خاک تھی جوان کے سروں پر ڈالتے چلے گئے اور انہیں کچھ بھی پتہ نہ چلا گویا یہ ''وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سداً'' کی عملی تفسیر تھی کہ ہم نے اے محبوب ﷺ تمہارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی ہے کہ وہ آپ ﷺ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں۔ قتادہ، السدی، ضحاک وغیرہ نے اس واقعہ کی تصدیق کی ہے اور کہا ہے کہ شب ہجرت جب کفار نے سرور کائنات ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا تو یہی قدرتی دیوار ان کے سامنے حائل رہی حتیٰ کہ غار ثور پر پہنچ کر بھی وہ اونٹ کی طرح غار کے دھانے پر منہ اٹھائے کھڑے رہے اور جھکنے کا چارہ نہ پا سکے۔ اور اس طرح ''مقمحون'' یعنی اکڑے کے اکڑے رہ گئے۔

باور کر لینا چاہئے کہ قرآن حکیم کے اندر ایک بامقصد اعجاز ہے جو کہ ہر بیان اور ہر تمثیل کے توسط سے ایک مفہوم سمجھاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ بیان کی واقعاتی تصویر بھی قرطاسِ عالم پر کسی نہ کسی طور نمایاں کر دکھاتا ہے تاکہ مفہوم ہر لحاظ سے تام و اتم ہو کر سامنے آئے اور اس کی معجزانہ تاثیر بھی قائم رہے؛ جیسا کہ سورہ بقرہ میں ''مَثَلُهُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ ناراً'' کی آیت کا مفہوم رشد و ہدایت اور قلبی کیفیات کا مظہر ہونے کے ساتھ ساتھ دو یہودیوں کا قصہ بھی بیان کرتا ہے اور اپنا ظاہری، باطنی، صوری، اور معنوی اعجاز بھی برقرار رکھتا ہے۔

اس لئے کوئی وجہ نہ تھی کہ ہمارے زمانے کے مفسرین قرآن حکیم کی بیان کردہ تمثیل کو اپنی طبع خشک سے گول کر جاتے اور محض اپنی کوتاہ نظری سے دوسروں کے لئے آئینہ سا روشن مفہوم بھی دھندلا کر دکھاتے۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

و جعلنا من بین ایدیھم......
فھم لا یبصرون

ہے گرِد ان کے دیوار ہم نے بنا دی
نکلنے کی پھر اس سے کوئی نہ راہ دی
ڈھانپا بھی اوپر سے اس طور ہم نے
نہ کرنے دیا اس پہ کچھ غور ہم نے
ہے گرد ان کے ایسی فصیل ایک بستہ
کبھی دیکھ پائیں گے ظالم نہ رستہ
نصیحت نہ آئی کبھی راس ان کو
محبت کا بھی نہ رہا پاس ان کو
اجالا رہا نہ کبھی خوب ان پر
پڑی نہ ہدایت کی کچھ دھوپ ان پر

وضاحت

شبِ ہجر ظالم جو گھیرے کھڑے ہیں
جہالت کے پردے گھنیرے پڑے ہیں
یہاں خاک دشمن کے سر پہ تو ڈالے
نکل کر تو گھر سے مدینے کی راہ لے

Marfat.com

ارادے مشیت کے سمجھیں نہ قاتل
کریں گے سبھی داؤ ہم ان کے باطل
تلاوت سے یٰسیں کی بے خوف چل دے
تری محنتوں کا خدا تجھ کو پھل سے
عداوت میں تیری سبھی پختہ خام
تجھ پہ درود اور تجھ پہ سلام

☆

Marfat.com

وَسَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَ اَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝

ترجمہ:

١٠۔ ان پر برابر ہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لاویں گے۔

10.Whether thou warn them or thou warn them not, it is alikefor them, for they believe not.

ڈرائیں انہیں آپ یا نہ ڈرائیں
ازل کے وہ گمراہ ہیں ایمان نہ لائیں

توضیح: یعنی وہ لوگ اپنے کفر وعناد پر ثابت ہو چکے ہیں انہیں راہ ہدایت کی طرف بلانے کی زحمت کریں یا نہ کریں دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک سا ہی ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے ہاں ارتکاب کفر کا خود کو ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے ایمان لانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ آیت مقدسہ بھی سابقہ مضمون کے تسلسل میں ہے اس میں بھی حق کی طرف سے انہیں نابکاروں یا ان جیسے بدقماشوں کے لئے تازیانہ ہے جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے سرور دو عالم ﷺ اور دین حق کے ساتھ عداوت کی انتہا کر دی تھی حتیٰ کہ حضور ﷺ کے خون کے پیاسے بن چکے تھے اور ہر گھڑی جان پاک کو خاک وخون میں لوٹانے کی فکر میں رہتے تھے اس لئے ارشاد ہوا کہ اے محبوب ﷺ اب ان ستم گاروں کی جانب کسی قسم کے التفات کا خیال ترک فرمادیں کیونکہ ہدایت کی بات سننا تو درکنار وہ ظالم اگر دیکھ بھی پائیں گے تو عداوت کی آگ میں جل بھن کر رہ جائیں گے "وَلَقَدۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِمۡ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ" بے

Marfat.com

شک عذاب الٰہی ان کا مقدر بن چکا ہے گویا یہ آیت مبارکہ محبوب دو عالم ﷺ کے لئے پیشگی اطلاع اور ظالموں کے لئے ان کے برے انجام کا پیغام تھی یہ عبرت ناک سزا عتبہ، شیبہ، ولید بن المغیرہ، امیہ بن خلف، ابو جہل وغیرہ کا نصیب ثابت ہوئی یہی وہ لوگ تھے جو حضور ﷺ کی تاک میں بیٹھے تھے کہ در یتیم ادھر سے گزریں تو وہ یکبارگی حملہ کر کے مطہر لہو سے ہاتھ رنگ لیں مگر خدا کے محبوب ﷺ مٹھی بھر خاک ان سب کے سروں پر ڈالتے ہوئے بالکل ان کے سامنے سے چل دیئے اور صاف بچ کر نکل گئے انہیں نگاہ اٹھانے کی بھی توفیق نہ ہوئی یہ ہمارے آقا ﷺ کا ادنیٰ معجزہ تھا۔

ابھی تو سروں پر خاک پڑی تھی پھر غزوہ بدر میں یہ سب اشرار شمع نبوت سے الجھتے گئے مگر کوئی مردار ان میں سے لوٹ کر اپنے عیال تک نہ آنے پایا۔ گویا اس آیت کریمہ کی یہ عملی تفسیر تھی جو اہل کفر نے دیکھ لی۔

اگرچہ آیت مقدسہ مکمل طور پر آئینہ تمثال دار ہے بظاہر لگتا ہے کہ اہل کفر و شرک اور گمراہوں کو شاید اب تبلیغ کی ضرورت باقی نہیں اور دین کسی کا ذاتی معاملہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں آیت مقدسہ کا مفہوم قطعاً اور مطلقاً اس راہ میں حائل نہیں۔ آئندہ کی آیت مبارکہ اس ابہام کو واضح کر دیگی بلکہ دیکھا جائے تو یہی اس کائنات میں بسنے والوں کی تقدیر ہے کہ اگر کچھ لوگ نیکی اور بھلائی کے مشتاق ہوں گے تو کچھ کفر و ضلالت سے چمٹنے والے سرکش اور باغی، دونوں اپنے اپنے انجام تک رسائی پا لیں گے۔

آیت کریمہ کی شانِ نزول میں چند سرکشان عرب کی تمثیل دکھائی دینے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اس بات کا اشارہ بھی ملتا ہے کہ وہ لوگ خواہ کافر ہوں یا نام کے

Marfat.com

مسلمان جن کے طرزِ عمل سے بار بار اسلام دشمنی کا ارتکاب ہوتا چلا جائے۔ قدرت ان کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں کے ساتھ کردے گی لہذا ایسے لوگوں سے اہل اسلام کو خبردار رہنے کی ضرورت ہے نفسیاتی اعتبار سے بھی عادی بدکردار اور اتفاقاً گناہ گار میں بڑا فرق ہوتا ہے اس لئے عادی قسم کے دشمنان اسلام (خواہ وہ نام نہاد مسلمانوں کی اولاد میں سے کیوں نہیں) ہمیشہ اپنی زبانِ ریش دار و سے اسلامی عقائد و تعلیمات پر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی مثال ہم روزہ مرہ کی زندگی سے بخوبی حاصل کرسکتے ہیں۔ آج کل بے عمل اور نام نہاد مسلمان اسلام دشمنی میں کفار سے بازی لیتے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمانوں کو احساس ایمان سے بہرہ ور فرمائے تاکہ وہ دین کی قدر پہچانیں اور یہود و نصاریٰ کے پیچھے چل کر عادی قسم کے اسلام دشمنوں کی صف میں کھڑے نہ ہوں۔ تاکہ خاتمہ ایمان پر ہو جو کہ سب اہل ایمان کی آرزو ہے۔ قصہ مختصر! آیت مقدسہ ہر دور کے بد قماشوں کے لئے ایک انتباہ کی شان رکھتی ہے۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

و سوآء علیھم...... لا یؤمنون

ڈرائیں انہیں آپ یا نہ ڈرائیں
ازل کے وہ گمراہ ہیں ایماں نہ لائیں
قیامت کا کھٹکا جو رکھتا نہیں ہے
وہ ایماں کی لذت بھی چکھتا نہیں ہے

☆

Marfat.com

تقاضائے عقل وشعور

حٰمٓ ☆ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ☆ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ
اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ☆ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا
فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُہُمۡ فَہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ ☆

سورۃ حٰم سجدۃ

حٰم ☆ یہ بے حد مہربان رحم فرمانے والے (پروردگار) کی طرف سے اتاری گئی کتاب ہے جن آیات کا مفہوم خود بخود کھل کر سامنے آتا چلا جاتا ہے یہ قرآن عربی دانا لوگوں کے لئے ہے، خوشخبری سناتا، ڈر سناتا، مگر اکثر اسے سننے سے جی چراتے ہیں۔

Marfat.com

إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ○

ترجمہ:

۱۱۔ بے شک آپ کا خبردار کرنا اس کے لئے ہے جس نے ہدایت کی پیروی کر لی اور بن دیکھے رحمان سے ڈرتا رہا پس اسے آپ بخشش اور اجر کریم کی خوشخبری سنا دیں۔

11.Thou warnest only him who followeth the Reminder and feareth the Beneficent in secret. To him bear tidings of forgiveness and rich reward.

الفاظ و معانی:

(انما۔ بے شک)، (تنذر۔ تو ڈراتا ہے یا خبردار فرماتا ہے)، (من۔ جو کوئی، اسم موصول) (تبع۔ اس نے پیروی کی، فعل ماضی) (الذکر۔ ہدایت)، (خشی۔ وہ ڈرا (فعل ماضی) اس کی وضاحت پیش کی گئی ہے)، (بالغیب۔ بن دیکھے میں) فبشرہ۔ پس اسے خوشخبری دیں، فعل امر) بمغفرۃ۔ بخشش، معانی اس کے شروع میں ب ساتھ کے معنوں میں ہے۔ (اجر۔ بدلہ، جزا، انعام) (کریم۔ فراخدلانا (اجر۔ بدلہ، جزا، انعام) (کریم۔ فراخدلانا، کریمانا کرم کرنے والا)

توضیح: آیت کریمہ منصب رسالت کی کریمانہ ذمہ داریوں کے دلنشین بیان کے ساتھ اسلام کے ان چند مبادی اصولوں کا تذکرہ بھی فرماتی ہے جو ہادیٔ کونین کے ابلاغ جاں گداز کے نتیجے میں دل کی گہرائیوں میں گھر کرتے ہیں اور جنہیں ہر زمانے میں مستحکم کرنے کی ضرورت رہتی ہے۔ آیت مقدسہ میں اتباع الذکر خشیت الرحمٰن اور

Marfat.com

آخرت میں اجر کریم کا اجمالاً ذکر آیا ہے۔اور اگر دیکھا جائے تو مبارک دور مکی کی یہی خاص تعلیمات وخصوصیات ہیں۔

''اتباع الذکر''

اتباع: محبت کے ساتھ پیروی اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔''الذکر'': قرآن حکیم کے معجزانہ کلام میں ''ذکر'' کا مادہ اٹھارہ مختلف وجوہ یا معانی کے ساتھا استعمال ہوا ہے۔ ہم یہاں صرف ان چند مثالوں کو لائیں گے۔جس کا نفسِ مضمون کے ساتھ کسی نہ کسی طرح سے تعلق ہے۔مثلاً:

۱۔ الذکر بمعنی ''وحی'': سورۂ قمر مین ہے'' ءَ اُلْقِیَ الذِّکْرُ عَلَیْهِ مِنْ بَیْنِنَا'' کیا ہمارے ہوتے ہوئے اس پر وحی اتاری گئی۔

علاوہ ازیں سورۂ صافات اور مرسلات میں بھی ذکر سے ''وحی'' مراد لی گئی ہے۔

۲۔ ذکر بمعنی قرآن حکیم: سورۃ حجر میں ہے ''انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون'' ہم نے قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں' سورۂ انبیاء میں بھی ذکر مبارک انزلنا'' سے بھی قرآن مبارک ہی مراد ہے زخرف میں ہے ''أفنضرب عنکم الذکر صفحاً'' کیا ہم تم سے قرآن کا رخ تبدیل کرتے ہیں۔

الذکر بمعنی بیان: سورۃ صٓ کے آغاز میں ہے'' صٓ والقرآنِ ذِی الذِّکر یعنی صٓ (صادق) اور پرتاثیر بیان والے قرآن کی قسم!

۳۔الذکر معنی تفکر'' سورۃ ص میں ارشاد ہے اِن ھوالاذکر للعالمین۔ وہ نہیں مگر ''دعوت فکر'' ہے جہان والوں کے لئے سورۂ یٰسین میں اور واضح

Marfat.com

ہے۔ ''اِن ھو الا ذکر و قرآن مبین''

۴۔ الذکر بمعنی صلاۃ پنجگانہ: سورۂ بقرہ میں یہ حکم نازل ہوا ''فاذا آمنتم فاذکر وَاللہِ کَمَا عَلَّمَکُمْ مَالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ. جب ایمان لا چکو تو نمازیں پڑھو جیسا کہ تمہیں سکھایا گیا جو تم نہیں جانتے تھے سورۂ نور میں ہے ''رِجَالٌ لَاتُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللہِ'' مردان حق وہ ہیں جنہیں تجارت اور لین دین اللہ کی نمازوں سے غافل نہیں کرتے اس صلاۃ پنجگانہ کا مفہوم اس لئے ہے کہ زبانی ذکر تو کاروبار کے دوران بھی جاری رکھا جا سکتا ہے۔ جبکہ نمازوں کی خاطر تو کام کاج وغیرہ سے وقتی طور پر دست کش ہونا ہی پڑتا ہے۔

۵۔ ''الذکر بمعنی توحید'' باری تعالیٰ: سورۃ طہ میں ارشاد ہے ''مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ'' جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا''

سورۂ زخرف میں ہے ''مَنْ یَعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ'' یعنی جو رحمٰن کی واحدانیت سے غافل ہوا۔

۶۔ الذکر بمعنی رسول ای ﷺ: سورۃ طلاق میں ہے ''فَاتَّقُوا اللہَ یٰاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ آمَنُوْا قَدْ اَنْزَلَ اللہُ اِلَیْکُمْ ذِکْراً رَسُوْلاً'' یعنی اے صاحبان عقل اللہ سے ڈرو! جو ایمان لائے ہو بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سراپائے ذکر رسول بھیجا زجاج کہتے ہیں ''یجوزان یکون رسولاً بدلاً من ذکر'' ابن کثیر اور روح البیان وغیرہ نے یہاں ذکر سے مراد رسول اکرم ﷺ کو لیا ہے۔

سرچشمہ ہدایت

مندرجہ بالا تصریح سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآنی بلاغت میں ذکر سے

Marfat.com

ہدایت، وحی، توحید، قرآن کریم اور خود حضور ﷺ کی ذات اقدس بھی مراد لی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ سیاق و سباق اس کی تصدیق کرتے ہوں۔ اور جبکہ اس آیت مبارکہ میں عام طور پر 'ذکر' سے ہدایت کی پیروی مراد لیا ہے جو کہ ایک عام مفہوم ہے۔ لیکن آیت کا اجمال وسعت کا تقاضا کرتا ہے۔ مگر زمانہ نزول کو سامنے رکھا جائے تو سمجھنا دشوار نہ ہوگا کہ یہاں پر ذکر سے مراد منبع نورِ ہدایت پیکر صدق و صفا سید دو عالم ﷺ کی مطہر ذات ہے کیوں نہ ہو اس کھٹن اور ظلم و جفا کے دور میں دعوت اسلام قبول کرنے والے معصوم انسانوں کے لئے سوائے اس کے کیا کام تھا۔ کہ وہ جان ہتھیلی پر رکھ کر فدا ہونے کی آرزو میں شمع نبوت کے گرد پروانہ وار منڈلاتے رہیں۔ تاریخ اس پر ناز کرتی ہے۔ کہ یہی وہ سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ تھے جو محبوب کے حسن و جمال کی ایک جھلک کے بدلے اپنی جانوں پر جور و ستم کے پہاڑ جھیل گئے مگر محبوب ﷺ سے رخ نہ پھیرا۔ ابھی تک نہ کار دین تمام ہوا تھا، نہ شرائع کی تکمیل، بس جامع کمالات اور جامع صفات بلکہ دو جگ میں سب سے بڑھ کر حسین محبوب ﷺ کے حضور بیٹھ کر دیدار پانا ہی ان کے دین و ایمان کی معراج تھی۔

سیدنا بلال حبشیؓ اس زمرہ میں شامل تھے جن کے متعلق علامہ اقبالؒ نے کہا۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

غور کیا جائے تو بلاشبہ آیت مبارکہ نے اپنے اسباق کا تتمہ فرمایا ہے جس میں کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کی مدح و توصیف اور مقام و منصب رسالت کے لئے قرآن ناطق کی قسم اٹھائی تھی۔

Marfat.com

خشیت رحمانی اور ایمان بالغیب

''وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ'' ''اور جو رحمان سے ڈرا'' کی تفسیر سرکار نبوت کی اتباع کے ساتھ ساتھ جس طرف قدم بڑھانے کے ضرورت ہے اور جو مقصودِ تخلیق ہے وہ ''رحمٰن'' کے بارے میں پیارا اندیشہ ہے جو کہ ایک مخلوق پر اپنے خالق کے لئے لازم ہوتا ہے تا کہ انسان کوتاہیوں کے ارتکاب سے ڈرتا رہے اور بے عیب مالک کی رضا کا طالب ہو جو منکرات کو پسند نہیں فرماتا۔

اس میں غائبانہ ایمان کا راستہ اختیار کرنے کا درس بھی ساتھ ہے اور یقیناً بن دیکھے اللہ تعالیٰ پر ایمان کو تحفظ حاصل رہتا ہے۔ اس کے لئے اسم موصول استعمال ہوتا ہے۔ ''وہ جو'' سب کا خالق ہے وہی میرا خالق ہے کا طریق اختیار کیا جاتا ہے۔ اس جملے کی ادائیگی سے بشر اپنے سچے خالق تک رسائی حاصل کرنے میں آسانی سے کامیاب ہو جاتا ہے جبکہ اگر دیکھ کر ایمان لانے پر مکلّف کیا جاتا تو امتحاناً وہ کسی ابلیس کے آگے سر جھکانے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے جیسا کہ اکثر انسانی نسل گمراہ ہو کر بتوں، چاند سورج حتیٰ کے انسانوں کے آگے جھکتی رہی ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابراہیمؑ نے بھی چاند، سورج ستاروں کو دیکھ کر وقتی طور پر ان کی بڑھائی کو مانا مگر جب سب کو اپنی اپنی باری پر غروب ہوتے دیکھا تو فوراً اپنا رخ بن دیکھے اس فاطر ہستی کی جانب پھیر لیا۔ جو ان سب کا پیدا کرنے والا تھا۔ لہٰذا ایمان بالغیب کا مطلب ہے کہ اسم موصول ہونے کے ذریعے حقیقی اللہ پر ایمان لایا جائے جو بہت آسان اور سہل ہے۔ قصہ مختصر آیت کریمہ میں بڑے مؤثر اور دلکش انداز میں مبادیات اسلام میں سے پہلے تین

Marfat.com

اصولوں کو بیان کیا ہے۔ جو کہ توحید، رسالت اور ایمان بالآخرت ہیں۔ واللہ اعلم۔

مگر ازل کے بدنصیبوں کی بات دیگر اور محبوب خدا کے پیچھے چل پڑنے والوں کی بات دیگر۔ اس لئے آپ ﷺ کو ارشاد ہوا ہے کہ آپ ﷺ اسے ہی دعوت اسلام دیں جو ہدایت کی قدر پہچانیں ایک آدھ ملاقات میں کھل جائے گا کہ کون کس قماش کا ہے۔

جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے کیوں نہ ہوں جس دل میں رحمٰن کی محبت اور اس کے ڈر کا کھٹکا ہوگا نصیحت و خیر خواہی کی کوئی سی بات اسے گرویدہ کر لینے کے لئے کافی ہوگی۔ اس کی چاہت اور ذوق طلب اسے اپنے اصل منتہا تک پہنچا دیں گے۔

چنانچہ آیت مقدسہ میں حبیب ﷺ کے کام کو آسان اور سہل بنا دیا گیا ہے اور باور کر لینا چاہیئے کہ اس فرمانِ دلربا کے ساتھ ہی ساتھ پروردگارِ عالم نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو تقدیر الناس کا ایک جدول بھی فراہم کر دیا ہوگا۔ عجب نہیں کہ اللہ کی عنایت سے محبوب ﷺ نے قیامت تک کے خوش نصیب امتیوں کے چہرے بھی پہچان لئے ہوں، کیوں نہ ہو حدیث صحیح میں اس امر کی تصدیق موجود ہے۔ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص " خرج رسول ﷺ " وفی یدہ کتابان فقال للذی فی یدہ الیمنیٰ (ھذا کتاب من رب اللعالمین فیہ اسماء اھل الجنتہ واسماء آبائھم وقبائلھم ثم اجمل علی آخر ھم فلایزداد فیھم ولا ینقص منھم ابداً ثم قال للذی بشمالہ (ھذا کتاب من رب اللعالمین فیہ اسماء اھل النار و اسماء آبائھم وقبائلھم ثم اجل علی

Marfat.com

آخر ھم فلایزداد فیھم ولا ینقص فیھم ابداً) ثم قال بیدہ فنبذھما ثم قال (فرغ ربکم من العباد فریق فی الجنتہ و فریق فی السعیر) (سورہ شوریٰ) حدیث حسن صحیح (راوی ترمذی) ترجمہ: جناب عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرمؐ باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں پس فرمایا اس کے بارے میں جو کہ آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ میں تھی (یہ کتاب رب اللعالمین کی طرف سے ہے اس میں جنت والوں کے نام اور ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کی تفصیلات ہیں پھر ان کے آخر کو جمع کر دیا گیا ان میں نہ زیادہ کئے جائیں گے نہ کم) پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا (یہ کتاب بھی رب اللعالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں اہل جہنم کے نام ہیں، ان کے باپوں اور قبیلوں کے ناموں کے ساتھ، پھر ان کے آخر والوں کو اس میں جمع کر دیا گیا ہے ان میں نہ زیادہ کئے جائیں گے نہ کم کئے جائیں گے......الی آخرہ

اس پر اصحاب رسولؐ نے عرض کی کہ حضورؐ پھر عمل کس لئے؟ تو آپؐ نے فرمایا خوب بچاؤ کرو اور قرب تلاش کرو یعنی خبردار ہو کر خواہ کوئی کچھ بھی ہو گا اگر جنتی ہو گا تو اہل جنت کے اعمال پر اس کا خاتمہ ہو گا۔ اور دوزخی ہو گا تو اس کا خاتمہ دوزخیوں کے اعمال پر ہو گا، حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کے علم کل کی بات ہے جو کہ اس کا حق ہے اور اس میں بھی انتباہ ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ قضاء وقدر رب اللعالمین کے ہاتھ میں ہے انسان کو اس کی خبر نہیں، لہذا اچھی امید اور حسن ظن سے کام لیتے ہوئے امید و بیم کے ساتھ ڈرتے ہوئے اہل جنت کے سے اعمال کرنے کی سعی کرتا رہے اور بقول کسے ''تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو'' جو لوگ شقی

Marfat.com

القلب اور بد بخت ہیں ان کے لچھن کچھ انوکھے اور نرالے ہوتے ہیں۔ اگر تقویٰ اور آخرت کا ڈر کہیں بھی موجود ہو گا تو بفضل خدا اسے ایمان نصیب ہو ہی جائے گا۔ اس لئے انسان کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے توبہ کی فکر کرنی چاہیئے اور دوسروں کو کلمہ خیر اور تبلیغ کرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ہدایت کے ساتھ ساتھ صبر وقناعت ہی زر پرستوں کی ریاکاری سے بچاؤ کا سامان ہے۔ اغنیاء کے مقابلے میں آیت مقدسہ کے مضمون میں یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو یہ عزت عطا کی ہے کہ جیسے آپؐ بخشش و مغفرت کی خوشخبری سنا دیں گے۔ اس کی نجات یقینی ہو گی۔ چناچہ اصحاب مبشرہؓ کی ہستیاں اس امر کی اٹل دلیل ہیں۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

انما تنذر من اتبع الذکر فبشرہ بمغفرۃ و اجرٍ کریم

تمہارا ڈرانا اسی کو ہی بس ہے
نہ جس دل میں دنیا کی ہوتی ہوس ہے
اطاعت کے جذبے سے سرشار ہو جو
دل سے بھی دین کا طرَف دار ہو جو
جو ڈرتا ہے بن دیکھے اپنے خدا سے
نوازے گا رب اس کو اپنی رضا سے
خبر دیں اسے آپ ﷺ اعلیٰ جزا کی
بشارت بھی پھر ساتھ عفو و عطا کی

(۲)

نصیحت یہ چاہت کی جلوہ گری ہے
محبت خدا کی ہی فرماں بری ہے
جو بن دیکھے رحماں سے ڈرتا رہے گا
وہ بخشش کا سامان کرتا رہے گا
کرے گا وہ اجر کریم اور حاصل
رہا ہو کبھی جو نہ ایماں سے غافل

Marfat.com

خشیّتِ الٰہی کا ثمر

مفہوم حدیث نمبر ۲۵۴۷ جمع الفوائد من جامع الاصول

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور سورۂ رحمٰن کی آیت "و لمن خاف مقام ربه جنتٰن" یعنی جو " جو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے خیال سے ڈرا اس کے لئے دو جنتیں ہیں" بیان فرما رہے تھے تو میں نے کہا: کہ اگرچہ کسی نے زنا یا چوری کی ہو تب بھی یارسول اللہ؟

تو جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "و لمن خاف مقام ربه جنتٰن"

پھر میں نے کہا "اگرچہ کسی نے زنا اور چوری کی ہو تب بھی یارسول اللہ؟"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "و لمن خاف مقام ربه جنتٰن"

تیسری بار جب میں نے یہی بات دہرائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اگرچہ ابی درداء کی ناک خاک آلود کیوں نہ ہو۔

وضاحت: بظاہر حدیث پاک کا مفہوم عجیب لگتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ خوفِ خدا ہی ایمان کی بنیاد ہے جو گنہگاروں کے گناہ چھڑا کر ایک دن سچی توبہ سے ہم کنار کرتا ہے بلکہ احساسِ ندامت قربِ الٰہی اور بعد ازاں دیدارِ الٰہی کی نعمتوں سے سرفراز کرتا ہے۔

Marfat.com

اِنَّانَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَنَکۡتُبُ مَاقَدَّمُوۡا وَاٰثَارَهُمۡ وَکُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ O

ترجمہ:

۱۲۔ بیشک ہم اور ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور لکھے جاتے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور پیچھے آثار چھوڑے اور ہم نے شمار کر رکھا ہے ہر چیز کو واضح کتاب (لوح محفوظ) میں۔

12. Lo! We it is who bring the dead to life. We record that which they send before (them), and their foot-prints. And all things we have kept in a clear register.

الفاظ و معانی:

(ان۔ان آنا، بیشک ہم) (نحن۔ہم۔ضمیر متکلم) (نحی۔ ہم زندہ کرتے ہیں) (الموتی. مردے) (نکتب۔ ہم لکھتے ہیں) (ما۔ جو کہ) (قدموا۔ انہوں نے آگے بڑھایا، یا آگے بڑھے) (آثار ھم۔نشانیاں ان کی) (کل۔ سب، تمام) (احصیناہ۔ہم نے شمار کیا اسے) (فی۔میں) (امام مبین۔لوح محفوظ، یا سامنے آویزاں کتاب)۔

توضیح: قبل ازیں آیات مقدسہ میں ''جناب رحمتہ اللعالمین ﷺ کا سراپائے صفات، کلام اللہ کا اعجاز بیان قرآن حکیم کے حوالے سے رب کائنات کی حضور انور ﷺ کی رسالت عظمی کے لئے ''قسم'' کفار و مشرکین کے خفیہ منصوبوں کا انکشاف اور ان کی بے بسی، حضور نبی اکرم ﷺ کی جان پاک اور قدرت کی طرف سے اس کے تحفظ کے

Marfat.com

معجزانہ انتظام وانصرام ایسی صداقتیں اور دلائل پیش کرنے کے بعد انسان کو اس عظیم الشان راز کائنات سے آگاہ فرمایا گیا ہے جس کے متعلق

ابلیس نے ہر زمانے میں اہل دنیا کو شکوک وشبہات میں مبتلا کر کے انہیں ہر قسم کے گناہوں کی راہ دکھائی ہے بلکہ اس کا کام یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ازلی بدبخت ساتھیوں کی تلاش کر کے ان میں ایسی ہوا بھرتا ہے کہ یہ شرائر دنیا اندھا دھند ہو کر چراغ مصطفوی سے الجھنے کے لئے کمربستہ رہیں۔

آیت مبارکہ میں سب سے پہلے اس حقیقت کی یقین دہانی عطا فرمائی گئی ہے کہ ہماری لامحدود قدرتوں اور لافانی معجزات کو ملاحظہ کرنے والے انسان کو یہ فرمان غور سے سننا چاہیئے کہ یقیناً ہم انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے اور پھر اس کا سارا کیا دھرا اس کے سامنے لا دکھائیں گے اور پھر حساب و کتاب اور عدل و انصاف کیا جائے گا اور یہ سب کچھ ہمارے ہی ہاتھوں ہوگا۔ اس لئے آیت مبارکہ کے آغاز میں ''انا نحن'' کی دوہری ضمیر استعمال فرمائی ہے تاکہ انسان اس معاملے کو کسی دہریانہ حوادث کی تخمینہ کاری خیال کرنے کی جسارت بھی نہ کر بیٹھے۔ اور اپنے پروردگار کی بندگی کے لئے سچے دل سے آمادہ ہو جائے۔

جہاں تک اعمال کے لکھنے اور شمار کر کے رکھنے کا تعلق ہے اس کا انداز بھی خودکارانہ ہوگا، اور کسی انسان کو اس سے انکار کی جرأت نہ ہوگی اس مفہوم کو سمجھانے کے لئے ''امام مبین'' کا ذکر کیا گیا ہے امام مبین ایک ایسی قدرتی قرطاس (لوح محفوظ) ہے کہ جونہی انسان کوئی عمل کرتا ہے تو اس پر اس کا نشان کندہ ہو جاتا ہے، اور اس کی آسان مثال دنیا میں انسان کا اپنا دماغ ہے۔ جس میں اربوں کھربوں خلیے

Marfat.com

ہیں اور انسان جو عمل کرتا ہے اچھا یا برا اس کا لاشعور اسے محفوظ کر رکھتا ہے اور کمال تو یہ ہے کہ ایک خودکار آلے کی طرح ساری تصویر عمل اسے ہر لمحہ دکھاتا بھی رہتا ہے جس سے انسان نہ تو آنکھ چرا سکتا ہے نہ بھلا سکتا ہے اور نہ راہ فرار اختیار کرسکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی بَصِیْرَۃٌ وَلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ" اس نکتہ کی وضاحت آئندہ آیات میں اس طرح فرمائی گئی ہے "آج کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہریں کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور پاؤں ان کی گواہی دیں گے کہ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے" یعنی انسان کے اعضاء و جوارح بول پڑیں گے جسم کے بال بال اس کی منظر کشی کریں گے تو اس سے فرار کیسے ہو سکے گا اس لئے چاہیئے کہ انسان اعمال صالحہ کی راہ اختیار کرے۔

دنیا کے انسان اگر اسی ایک حقیقت کو سچے دل سے تسلیم کرلیں تو دنیا سے برائی دم توڑنے لگ جائے گی بھلائی اور خیر خواہی کا دور دورہ ہوگا مگر اہل علم تک کو بھی ابلیس اپنے جھانسوں میں جکڑ لیتا ہے اور ان کے دل و دماغ پر شکوک و شبہات کے گہرے پردے آویزاں کر دیتا ہے۔ سورۂ یٰسین انہی اندھیروں سے نکالنے کا نسخہ کیمیا ہے۔ اس کے اعجاز بیان کا مفہوم آتا ہو تو دلوں کے زنگ اترنے میں دیر نہیں لگتی۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم.

Marfat.com

قدموا و آثار ھم کی بالتمثیل شانِ نزول

قبیلہ بنو سلمہ مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تقریباً تین کوس کے فاصلے پر واقع جبلِ اُحد کی مغربی شاخ ''کوہ سلم'' کے دامن میں آباد تھے وہ ہر گھڑی سرورِ دو عالم ﷺ سے والہانہ عشق و محبت سے سرشار رہتے تھے۔ ان کا دستور تھا کہ پنجگانہ نمازیں حضور ﷺ کی معیت میں ادا کرتے۔ کچھ مدت گزری کہ انہوں نے محسوس کیا کہ روزانہ کی تین کوس کی آمد و رفت کی بجائے شہر نبی ﷺ میں ہی رہائش اختیار کر لی جائے۔ چنانچہ مدینہ میں کچھ خالی پڑے ہوئے مکانات خرید کرنا شروع کر دیئے۔ اس پر اللہ پاک کے رسول ﷺ نے انہیں فرمایا ''ان آثار کم تکتب'' تمہارے نقش پا (اللہ تعالیٰ کے ہاں) لکھے جاتے ہیں۔ اس پر انہوں نے نقل مکانی کا ارداہ ترک کر دیا۔ بنو سلمہ کے متعلق ترمذی میں ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے اور صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہؓ کے حوالے سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے بنو سلمہ کو فرمایا تھا'' یابنی سلمہ دیار کم تُکتَبُ آثار کم'' دیار کم تکتب آثار کم '' یعنی اے بنی سلمہ تمہاری بستیاں تمہارے آثار لکھے جاتے ہیں، تمہاری بستیاں تمہارے آثار لکھے جاتے ہیں بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ بنو سلمہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ باقی تمام سورہ یٰسین مکیہ ہے۔ اور خیال بھی قوی معلوم ہوتا ہے کہ سورہ یٰس تمام کی تمام مکیہ ہے ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے اس آیت مبارکہ کے معنوی ہمہ

Marfat.com

گیریت سے استنباط فرمایا ہو۔ کچھ بھی ہو دور سے آ کر ''مسجد نبوی الشریف'' میں نماز گزارنے والوں کا قدم قدم کے بدلے ثواب پانا اٹل ہے۔

آیت مبارکہ میں ''آثار'' یعنی پیچھے چھوڑے ہوئے نشانات یا اچھی یادوں کے متعلق ایک دوسری حدیث کا ذکر بھی ''آثار'' کے مفہوم کو اجاگر کرتا ہے۔ ''اذامات الانسان انقطع عنه عمله' الاّ من ثلاثة أشياء صدقة جارية أوعلم ينتفع به أوولد صالح يدعوله'' (رواه مسلم)

حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت کی گئی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے مگر تین چیزوں میں اس کو پھر بھی اس کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ ''صدقہ جاریہ'' یا ایسا علم جس سے فائدہ حاصل ہو رہا ہو یا نیک بیٹا جو اس کے لئے دعا کرتا ہو اس حدیث پاک میں علم مفید سے مراد علم دین ہے گویا انسان کے ہاتھوں دنیا میں چھوڑے گئے ''آثار'' جب تک دنیا میں قائم رہیں گے ان کے ذریعہ حاصل ہونے والی بھلائیاں مرنے والے کے نامۂ اعمال میں جمع ہوتی رہیں گی۔

اس لئے'' قدموا وآثارهم'' کا مفہوم سمجھ لینے سے نیک اعمال کی ترغیب حاصل ہوتی ہے اور برے اعمال سے اجتناب کا خیال بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث بھی اس آیت مبارکہ کے ضمن میں مفسرین نے بیان کی ہے جو کہ مسلم کی روایت ہے ''مَن سَنّ سُنَّةً حَسَنَةً فِی الاِسلَامِ فَلَهُ الاَجر' جس نے اسلام میں اچھے طریقے کی ابتدا کی اسے اس کا اجر ملے گا۔

چنانچہ حدیث مبارکہ کی روشنی میں ملت کے پاکباز مصلحین، صوفیاء اور

Marfat.com

بانیان سلاسل نے ترویجِ شریعت اور حفظِ دین کے لئے بعض ایسے اعمال کی بنا ڈالی جسے طریقیت سے موسوم کیا گیا اور صدیوں تک عوام الناس جن سے فیض یاب بھی ہوتے رہے بلاشبہ بعض ایسے طریقے اور اعمال ملت میں جاری وساری ہیں جن کو بادی النظر میں عین شریعت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا مگر مقصد ان کا حصول شریعت کے علاوہ کچھ اور نہیں اور بدعت و گمراہی سے کوئی سروکار بھی نہیں۔ مثلاً عہد نبوی ﷺ کے صدی ڈیڑھ صدی بعد بعض بزرگوں نے باقاعدہ طور پر میلاد النبی ﷺ کا باقاعدہ سالانہ تقریب کے طور پر آغاز کیا جسے تقریباً تمام مسلمانوں میں بے پناہ پذیرائی حاصل ہوئی۔ اور اس ذریعہ سے لوگوں کو نہ صرف سیرت مقدسہ سے کما حقہٗ آگاہی کا موقع نصیب ہوا بلکہ غیر مسلموں بالخصوص یہود نصاریٰ کی طرف سے نبی امی ﷺ کی ذات اقدس کے خلاف پروپیگنڈا مہم کا بھی خاطر خواہ جواب ملنا شروع ہو گیا۔ ہمارے زمانے میں بھی یہ رسم خیر جاری وساری ہے مگر افسوس کے لوگوں نے مقصد اولین کو ترک کر کے خرافات کو ساتھ ہی ساتھ اپنا لیا ہے سیرت مقدسہ اور حضور انور ﷺ کی اعلیٰ نسبی کے تذکرے کی بجائے قوالوں اور موسیقی نواز نام نہاد نعت خوانوں نے لے لی ہے۔ جس کے نتیجے میں جُہال تبلیغ وارشاد کے وعظوں سے جی چرانے لگے ہیں۔

تاہم ایسے اعمال خیر کو یکسر مورد طعن بنانے اور بدعت وتکفیر کے فتووں سے نوازنا حقیقت سے آنکھ چرانے کے مترادف ہے اس لئے زمانہ جدید کے مصلحین کو حدیث پاک کی روشنی میں غیر متعصّبانہ جائزہ لے کر ہی کچھ بات کرنی چاہیئے اور جہاں جس قدر اصلاح کی ضرورت ہے اسی قدر عوام الناس کو حدف تنقید بنانا چاہیئے تا کہ

Marfat.com

فائدہ اتحاد حاصل ہو جو کہ سب سے بڑھ کر ملت اسلامیہ کے لئے ہر زمانے میں عزیز رہا ہے اسے انتشار کی نذر کرتے ہوئے ملت کا نقصان نہیں کرنا چاہیئے۔

لہذا آیت مقدسہ کے مفہوم کو سمجھنے کی بے حد ضرورت ہے جس کی روشنی میں ملت کی فلاح و بہبود کے لئے (بشرط حسن نیت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے جذبوں کے پیشِ نظر) ایسے اعمال جو کسی بھی زمانہ میں شروع کئے جاتے رہے یا کئے جاتے رہیں گے ان کے افادی پہلوؤں کو ضروری پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اس طرح باہم افہام و تفہیم اور باہم تسلیم و رضا کا ماحول پیدا کرنے کی امید پیدا ہو سکتی ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

انّا نحن نحی الموتیٰ......

فی امام مبین

کریں ہم سبھی لوگ زندہ دوبارہ
نہیں مرگ اس زندگی کا کنارہ
اتاریں گے سب بار دوشِ زمیں سے
پھٹیں گی قبور ان کی جوشِ زمیں سے
ہوائے قیامت لگی سرسرانے
جیئے جا رہے ہیں وہ مردے پرانے
جزائے عمل لوگ پائیں گے آخر
حساب ان کا سارا چکائیں گے آخر
عمل جو کہ کرتے ہیں سارے خلائق
انہیں لکھ رہے ہیں ہمارے ملائک
رکھتے ہیں اعمال اپنی نظر میں
کہ ہو فیصلہ تا کہ خیر اور شر میں

☆

Marfat.com

تفسیر

"ما قدّموا و اٰثاھم"

کوہ ہے سلم کا مدینے کے پاس
بندھاتا ہے اپنے مسافر کی آس
تھا دامن میں کوہ کے بسیرا کسی کا
تھا یادوں سے روشن اندھیرا کسی کا
بستے ہی بستی ہیں وہ بستیاں
جہاں شوق پھلتا ہو اور مستیاں
سَلم کے بھی ہمسائے کیا خوب تھے
نبی ﷺ ان کو جاں سے بھی محبوب تھے
یہ عہدِ رسالت کی ہے داستاں
محبت ہے ان وادیوں کا نشاں
بسے یاں کبھی جو کہ احباب تھے
حبیب دوعالم کے اصحابؓ تھے
گوارا نہ تھا ان کو ہجرِ رسول
رہیں دور نظروں سے نہ تھا قبول

Marfat.com

سوچا انہوں نے کہ "آثار" تج کر
بسیں آ مدینے میں ابرار دھج کر
مگر حق کو تھا بہتری کا خیال
کہ گھر چھوڑنا ہو گا ان پہ محال
ملا حکم رب کا یہ اخیار کو
نہ چھوڑیں مکاں کو نہ "آثار" کو
وہ چل کے نمازوں کو آیا کریں
ثواب اپنی چاہت کا پایا کریں
چاہت میں ان کی ہیں خوش بختیاں
رہیں ان کی آباد یہ بستیاں
محبت نہ جانے کبھی رائیگاں
ہے دوری بھی ان کی وفا کا نشاں
عمل ان کے ہاں جو کہ مرسوم ہے
دفاتر میں قدرت کے مرقوم ہے
سلامت رہیں ان کے آثار یہ
قیامت تلک ان کے گھر بار یہ
جو آتے رہیں گے نمازوں کی خاطر
قیامت میں ہو گا اِلٰہ ان پہ ساتر

Marfat.com

وفا کے جہاں کے یہ سب تذکرے ہیں
جو عقل و خرد کے جہاں سے ورے ہیں
یہ بھولی ہوئی داستانِ غریب
دل و جاں کے لاتا ہے قرآں قریب

☆

ہوائے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دریچے میں یادوں کے اُبھرا ہے ماہ؟
کہ روتا ہے دل اور بھرتا ہے آہ
سلَم کے وہ ہمسائے کیا یاد آئے؟
کہ آنکھوں نے اشکوں کے دریا بہائے
ہَوا آگئی یا کہ پھر کاظمہ سے؟
ہرے داغِ دل ہیں پھر اس لازمہ سے
اَضم کے پہاڑوں پہ بجلی ہے چمکی؟
ترے دل کی ویران دنیا ہے دمکی
کبھی دل کا دیوانہ گر تو نہ ہوتا
تو ٹیلوں پہ جا جا کے تنہا نہ روتا

Marfat.com

نہ آنکھوں سے اشکوں کے طوفان بہتے
جو تیرے ادھورے نہ ارمان رہتے
یہ آنکھوں سے آنسو رواں کس لئے ہیں؟
محبت کے جذبے جواں کس لئے ہیں؟
"بان و الم" کے وہ قصّے پیارے
وہ عہدِ رسالت کے حصّے پیارے
شبِ ہجر گذری انہیں یاد کرتے
رہے دید کی بسکہ فریاد کرتے
کوئی لے چلے تو ذرا ان کے پاس
بڑھی جارہی ہے لبوں کی پیاس
یہ ہے اک دعا ربِّ کعبہ مری
غریب التجا ربِّ کعبہ مری

☆

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی طاقتِ آفرینش

اور انسان کا کردار

اَ یَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ☆بَلٰی قَادِرِیْنَ عَلٰی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ☆بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَہٗ "القیامۃ"

کیا انسان سمجھتا ہے؟ کہ ہم اس کی خاک میں ملی ہڈیوں کو جمع نہیں فرما سکیں گے۔ کیوں نہیں؟ ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کے پور پور کو درست کر دیں۔ اس پر بھی آدمی چاہتا ہے کہ اس پروردگار کی نگاہ کے سامنے بدی کرے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا: انسان کا وطیرہ یہ ہے کہ آدمی گناہ کو مقدم کرتا ہے اور توبہ کو مؤخر کرتا ہے۔ اسی ادھیڑ بن میں اس کو موت گھیر لیتی ہے۔

Marfat.com

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلاً اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْجَآءَ
هَاالْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآاِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ
فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْآ اِنَّآ اِلَيْكُمْ
مُّرْسَلُوْنَ۝ قَالُوْا مَآاَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآاَنْزَلَ
الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝
قَالُوْارَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآاِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ۝ وَمَاعَلَيْنَا
اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۝ قَالُوْآ اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ
تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّاعَذَابٌ اَلِيْمٌ۝
قَالُوْاطَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ
مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ
يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا
يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ۝

ترجمہ:

۱۳۔(اے محبوب) انہیں بستی والوں کی مثال بیان کیجئے جب وہاں ہمارے رسول تشریف لائے تھے

13.Coin for them a similitude: The people of the city when those sent (from Allah) came unto them;

۱۴۔جبکہ ہم نے (پہلے) ان کی طرف دو رسول بھیجے تھے تیسرے کے ذریعے انہیں

Marfat.com

تقویت پہنچائی تھی پھر ان سب نے کہا "بیشک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں

14.When we sent unto them twain, and they denied them both, so we reinforced them with a third, and they said: Lo! we have been sent unto you.

۱۵۔ بستی والوں نے کہا تم ہماری طرح کے نرے بشر ہو" اور خدائے رحمٰن نے کوئی چیز نہیں اتاری سوائے اس کے نہیں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو

15.They said: Ye are but mortals like unto us. The Beneficent hath naught revealed. Ye do but lie.

۱۶۔ رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار ہی جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں

16 .They answered: Our Lord knoweth that we are indeed sent unto you,

۱۷۔ اور ہم پر سوائے اس کے نہیں کہ ہم (پیغام حق) صاف صاف پہنچا دیں

17.And our duty is but plain conveyance (of the message).

۱۸۔ کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لئے منحوس خیال کرتے ہیں اگر تم (تبلیغ حق) سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تم ہم سے المناک مصیبت اٹھاؤ گے

18. (The people of the city) said: We augur ill of you. If ye desist not, we shall surely stone you, and grievous torture will befall you at our hands.

Marfat.com

۱۹۔رسولوں نے فرمایا'' تمہاری بدشگونی تو تمہارے ہی ساتھ ہے بس اتنی بات کہ تمہیں نصیحت ہی کی گئی ہے مگر تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو

19.They said: Your evil augury be with you! Is it because ye are reminded (of the truth)? Nay, but ye are froward flok

۲۰۔دیکھتے ہی شہر کے دوسرے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا اے لوگو مرسلین کی پیروی کرلو

20.And there came from the uttermost part of the city a man running. He cried: O my people! Follow those who have been sent!

۲۱۔پھر ان کی پیروی کرلو جو تم سے اجر طلب نہیں کرتے اور وہ ہیں بھی سیدھی اور سچی راہ

21.Follow those who ask of you no fee, and who are rightly guided.

الفاظ و معانی:

(اضرب۔بیان کر۔مار)(جاءَ۔آیا)(مرسلون۔بھیجے ہوئے رسول)اذ۔جبکہ)

(ارسلنا۔ہم نے بھیجے)(اِثنین۔دو)(کذبوا۔انہوں نے جھٹلایا)(هما۔وہ دو)

(عززنا۔ہم نے تقویت دی غالب کیا)(ثالث۔تیسرا)(وماعلینا۔اور ہم پر نہیں)

(الاّ۔سوائے مگر) (بلاغ۔پہنچانا) (المبین۔واضح یا کھلی نشان دہی صاف

Marfat.com

صاف) (تطیرنا۔ہم نے شگون لیا) (بکم۔تمہارے ساتھ) (لَئِن لم۔اگر نہ) (تنتھوا۔تم رکتے ہو) (لنرجمنکم۔ہم رجم کریں گے سنگسار کریں گے) (ل. تاکید کے لئے) (یَمَسَّنَّکُم وہ ضرور مس کریگا) (عذاب،تکلیف) (الیم۔دردناک) مسکریگا) (عذاب،تکلیف) (الیم۔دردناک) (طائر۔نحوست) (ذکرتم۔تم نصیحت کئے گئے ہو) (مسرفون۔زیادتی کرنے والے) (رجل۔شخص) (یسعٰی۔دوڑتا ہوا) (مھتدون۔ہدایتیافتہ)۔

توضیح: ان آیات میں دعوت اسلام کے منکرین کو عبرت دلانے کے لئے ایک ایسی بستی کا تمثیلاً ذکر کیا گیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام حق سنانے کے لئے رسول بھیجے گئے تھے جو پہلے پہل دو تھے پھر ان کی تقویت کے لئے تیسرا بھی ارسال کیا گیا۔مگر لوگوں نے ان کی نصیحت پر کان نہ دھرا بلکہ الٹا ان پاکبازوں کی گستاخی شروع کردی،اور نہ صرف رسولوں کو اپنے جیسا بشر کہنے لگے بلکہ یہ تک کہہ دیا کہ جب سے تم نے سبز قدم اس بستی میں رکھے ہیں ہمارے کاروبار اور فصلوں وغیرہ کا نقصان ہونا شروع ہوگیا گویا کہ تم ایک نحوست اپنے ساتھ لے کر وارد ہوئے ہو۔اس کے جواب میں اللہ کے ان رسولوں نے انہیں کہا کہ تمہارا فال اور شگون پکڑنا بذات خود ایک نحوست کی بات ہے جبکہ پروردگار کی ناشکری کرنا سب سے بڑی نحوست ہے جو تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔اس پر بستی والے اور برافروختہ ہوئے اور مرسلین کو دھمکیاں دینے لگے کہ ہم یہ کردیں گے ہم وہ کردیں گے بلکہ سنگسار کردیں گے۔تم مرسلین نہیں ہو اور خدا تعالیٰ نے تم پر کوئی پیغام نہیں اتارا یہ سب کچھ تم اپنی طرف سے بنا کر لائے ہو۔لہذا باز آجاؤ وگرنہ ہمارے ہاتھوں زبردست اذیتیں اٹھاؤ گے اس پر

Marfat.com

رسول گویا ہوئے کہ ہم نے تو بس تمہیں نصیحت ہی کی ہے جو کہ ہمارا فرض تھا مگر تم تو یونہی حد سے بڑھے جا رہے ہو۔ اتنے میں شہر کے دوسرے کنارے سے ایک شخص ادھر کو دوڑا ہوا آیا اور آتے ہی کہا کہ اے قوم ان رسولوں کی پیروی کر لو جو تم سے کچھ بھی مال دنیا طلب نہیں کرتے محض خدا تعالیٰ کا حکم تمہاری بہتری کے لئے پہنچانے آئے ہیں۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

واضرب لھم مثلاً............ وھم مھتدون

کوئی عیش کا جبکہ ہووے زمانہ
وہ بنتا ہے تاریخ کا اک فسانہ
تکبر جَہل اور غنڈہ گری
ہوتی ہے شیطاں کی فرمانبری
بستی کے اشرار کی وہ کہانی
بیاں کر تو محبوبؐ اپنی زبانی
مرسل ہمارے کبھی واں جو آئے
ہدایت کی تسکین وہ ساتھ لائے
رسل تھے محبت کا پیغام دیتے
مگر دہر والے تھے دشنام دیتے
وہ دو تھے جو پہلے ڈرانے کو آئے
خدا کے غضب سے بچانے کو آئے
کسی کو نہ طاقت تھی بستی میں پہلے
کسی سے کوئی بات سچ کی جو کہہ لے

Marfat.com

تینوں ہی مصروفِ فکر و عمل تھے
کہتے نہ کوئی بات وہ بے محل تھے
مگر جبکہ جھٹلایا دونوں کو سب نے
دیکھا تھا سب ماجرا تیرے رب نے
روانہ کیا تیسرا ان کی خاطر
قوت بڑھائی تھی ثالث نے آ کر
تینوں نے پھر مل کے بیڑا اُٹھایا
جہنم سے اُن سرکشوں کو ڈرایا
کہا یہ انہوں نے کہ حق کے امیں ہیں
رُسُل ہیں بجز سچ کے کہتے نہیں ہیں
کہا شہر والوں نے سوئے ادب سے
بشر ہو نرے تم ہمارے ہی ڈھب کے
کہو تم فرستادۂ آسماں ہو؟
بتاؤ تو دنیا میں رہتے کہاں ہو؟
تم از خود فسانہ بنا کر ہو لاؤ
تا عیشِ جہاں آ کے ہم سے چھڑاؤ
کوئی شئے بھی رحماں سے آئی نہ ہوگی
مگر یہ کہ تم نے بنائی وہ ہوگی

Marfat.com

رحماں نے کچھ بھی اتارا نہ ہوگا
ملا کچھ بھی اس سے اشارہ نہ ہوگا
سنے مرسلیں نے غضب کے جو طعنے
رکھتے نہ ہوں گرچہ کچھ لفظ معنے
کہا مرسلیں نے خدا جانتا ہے
وہ جھوٹ اور سچ کو بھی پہچانتا ہے
اوامر کچھ اس کے ہماری طرَف ہیں
وہ ہم لے کے آئے تمہاری طرف ہیں
خدا کی محبت سے اِعراض کیسا؟
ہدایت کی دولت سے اغماض کیسا؟
یہ عائد ہے ہم پر کھری بات کہنا
مصائب جہاں کے دل و جاں پہ سہنا
خوشبو یقیں کی وہی ہم سے پائے
ہدایت کی باتوں سے جو دل لگائے
اسیرِ صبح و شام کو یہ صلاح ہے
اِللہ کی اطاعت میں سب کی فلاح ہے

Marfat.com

غرض مرسلیں نے کہا ہم کہ حق ہیں
نہ کہتے کوئی بات تم سے ناحق ہیں
ہم مرسل مبیں ہیں خدا اِس کا شاہد
دیں کے امیں ہیں خدا اِس کا شاہد

☆

Marfat.com

قالوا انّا تطیّرنا بکم......

قومٌ مسرفون

مگر شہر والوں نے مانا نہ مانا
سچوں کو سچا نہ جانا نہ جانا
کہا کہ نحوست تمہیں جانتے ہیں
مصیبت تمہیں خاص گردانتے ہیں
بیاں یہ تمہارا ہے خالی فضیحت
نہ سمجھو کہ کچھ ہم نے پالی نصیحت
کرو بند اپنی زبانِ نصیحت
تمہیں بس نہیں ترجمانِ نصیحت
اگر باز آؤ نہ اس بات سے تم
مصیبت اٹھاؤ گے ہر گھات سے تم
کبھی یہ نہ ہو تم کو سنگسار کر دیں
اذیّت کے صدموں سے دوچار کر دیں
نحوست تمہاری تمہیں کو مبارک
وگرنہ کریں گے ہم اس کا تدارک
نہ یہ خود کو سمجھو کہ تم راہ پر ہو
بگڑے ہوؤں کے نہ تم راہ بَر ہو

Marfat.com

رُسُل نے کہا یہ نحوست نہیں ہے
ہے شر جس جگہ بس نحوست وہیں ہے
ہدایت کو تم جو نحوست ہو کہتے
سچ کی نہیں ہے ضرورت ہو کہتے
سنو! یہ تمہاری جو گمراہیاں ہیں
نحوست سے کرتی شناسائیاں ہیں
بُروں کی نحوست بُروں کے ہے ہمراہ
چلے جا رہے ہیں جہنم کو گمراہ
خدا کی طرف سے ہدایت ہے تم کو
مؤقت ملی یہ رعایت ہے تم کو

☆

و جآء من اقصیَ المدینة......
بربکم فاسمعون

یہ تبلیغ ساری کئیوسِ دہر کو
بُری لگ رہی تھی رؤسِ شہر کو
گزر کی جو تکرار پر اہلِ شر نے
نہ مانا رسولوں کو اہلِ نگر نے

Marfat.com

بہادر جواں اک کنارِ شہر سے
جو بھاگا اِدھر کو دیارِ قہر سے
جواں یہ جو آیا من اقصیٰ المدینہ
کشادہ ہدایت سے رکھتا تھا سینہ
کہا اس نے آتے ہی مانو رُسُل کو
حماقت سے خود سا نہ جانو رُسُل کو
ہیں بے لوث تم کو وہ پیغام دیتے
نہیں اس کے بدلے میں کچھ دام لیتے
ذرا سا بھی گر عقل سے کام لیتے
تو دامن رسولوں کا تم تھام لیتے

☆

Marfat.com

جہاد فی سبیل اللہ آخرت کا سودا ہے

فَلْيُقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا☆وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا☆"النسآء"

پس اللہ کی راہ میں جنگ لڑنی چاہیئے، جو لوگ دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے بیچ دیتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر قتل ہوتے ہیں یا غالب آتے ہیں ہم عنقریب انہیں اجر عظیم دیں گے۔ اور تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں اور عورتوں اور چھوٹے بچوں کے لئے نہیں لڑتے جو یہ دعائیں کرتے ہیں کہ یارب ہمیں اس شہر سے نکال جس کے حاکم ظالم ہیں اور اپنے ہاں سے ہمارے لئے کارسازی اور مدد کا سامان فرما۔

Marfat.com

وَمَالِیَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ O ءَ
اَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنۡ یُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا
تُغۡنِ عَنِّیۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَیۡـًٔا وَّلَا یُنۡقِذُوۡنِ O اِنِّیۡۤ اِذًا لَّفِیۡ
ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ O اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ O قِیۡلَ
ادۡخُلِ الۡجَنَّةَ قَالَ یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَ O بِمَا غَفَرَلِیۡ
رَبِّیۡ وَجَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ O

ترجمہ:

۲۲۔ مجھے کیا ہے؟ کہ میں اس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم (سب) اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہو

22.For what cause should I not serve Him who hath created me, and unto Whom ye will be brought back?

۲۳۔ کیا میں اس (یکتا) کو چھوڑ کر ماسوا (جھوٹوں) کو معبود پکڑ لوں، اگر خدائے رحمان مجھے تکلیف دینے کا ارداہ کرے تو ان کی سفارش مجھے فائدہ نہ پہنچا سکے اور نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکیں

23.Shall I take (other) god in place of Him when, if the Beneficent should wish me any harm, their intercession will avail me naught, nor can they save?

۲۴۔ اگر ایسا کروں) تو بیشک میں کھلی گمراہی میں ہوں گا

24.Then truly I should be in error manifest.

Marfat.com

۲۵۔تو سنو میں بالیقیں تمہارے ہی پروردگار پر ایمان لاتا ہوں

25Lo! I have believed in your Lord, so hear me!

۲۶۔اسے فرمایا گیا تم جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ بولا کاش میری قوم جانتی

26.It was said (unto him): Enter Paradise. He said: Would that my people knew.

۲۷۔کہ جو میرے پروردگار نے میرے لئے بخشش فرمائی اور مجھے اپنے مکرم بندوں میں بنالیا

27.With what (munificence) my Lord hath pardoned me and made me of the honoured ones!

الفاظ ومعانی:

(ومالی۔اور کیا ہے میرے لئے یا مجھے کیا ہوا ہے) (لا۔نہیں،نہ) (اعبد۔میں بندگی کروں) (فطرنی۔اس نے مجھے پیدا کیا) (الیہ۔اس کی طرف) (ترجعون۔تم لوٹتے ہو یا لوٹو گے) (ءَ۔کیا) (دُونِہٖ۔سوائے اس کے) (الِھَۃ۔اِلٰہ کی جمع معبود) (اِن۔اگر) (یردن۔ارادہ کرے،ضرور چاہے اس میں ن تاکید کے لئے فعل یرید کے آخر میں لایا گیا ہے جس کی وجہ سے یرید کو یرد پڑھا جائے گا) (ضرر۔تکلیف) (تغن۔کام آئے) (ینقذون۔وہ چھڑاتے ہیں) (ضلال۔گمراہی) (انی۔بیشک میں) (امنت۔میں ایمان لایا) (اسمعوا۔سنو) (یالیت قومی۔کاش میری قوم) (مکرمین۔معزز،محترم)۔

توضیح: جب بستی والوں نے اس حامی حق کی تقریر سنی تو اسے پوچھنے لگے کہ ذرا یہ بتاؤ کہ ان رسولوں پر ایمان لا چکے ہو جو ہمیں نصیحت کرنے لگے ہو۔اس پر اس نے

Marfat.com

برجستہ کہا کہ بھلا میں کیوں نہ اس کی بندگی کروں گا جس نے مجھے پیدا کیا اور تم بھی مرکر اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہو۔ موت کا نام سن کر یہ جھرمٹ برگشتہ ہو کر مردِ خدا پرست پر ٹوٹ پڑا اور اسے بے دردی سے مارنا پیٹنا شروع کر دیا اور اسے قدموں میں روند ڈالا یہاں تک کہ اس معصوم انسان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس شہید کا عضو اور بال بال زبانِ حال سے پکار رہا تھا ؎

ما اگر قلاش و گر دیوانہ ایم
مست آن ساقی و آن پیمانہ ایم
بر خطِ فرمان او سر می نہیم
جانِ شیریں را گروگاں می دہیم

ترجمہ: ہم مفلس اور دیوانے سہی مگر ہم اپنے ساقی اور اسکے پیمانے کے عاشق ہیں اس کے ارشاد کی فرمانبرداری ہم نے اپنے اوپر لازم کر رکھی ہے اور ہماری جان شیریں اس کے ہاں گروی ہے۔ آیہ مبارکہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاً اس کی بخشش بھی فرما دی اور اس کو جنت میں بھی داخل ہونے کا حکم بھی صادر فرما دیا اور معزز و محترم بندوں میں اس کو شامل کر لیا۔ جنت میں اس لطف خداوندی کو دیکھ کر وہ پکار اٹھا کہ کاش میری قوم جانتی کہ حمایتِ حق اور شہادت کے بدلے میں کیا کیا انعام ملتے ہیں۔ آیت مبارکہ کے اسلوب سے ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت سے قبل ہی جنت میں داخل فرما دیا تھا۔ یہاں یہ حقیقت سمجھ لینی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ماضی حال، مستقبل ایک ہی زمانے کے مختلف نام ہیں بلکہ زمانے اس کی بارگاہ میں ہاتھ باندھ کر حاضر ہیں قیامت اور جو کچھ قیامت میں ہوگا اس پاک ہستی کے روبرو حال کی کیفیت رکھتا ہے اور اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ واللہ علم۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

وما لِیَ لا اعبد...... من المکرمین

کہا تھا جواں نے بناوٹ ہے کیسی؟
خدا کو نہ مانوں رکاوٹ ہے کیسی؟
مجھے کیا کہ بندہ بنوں نہ خدا کا
نہ رستہ چلوں مرسلیں کی ھدیٰ کا
وہ مالک مرا فاطرِ این و آں ہے
زمین و زماں میں اسی کا نشاں ہے
وہ پیدا نہ کرتا اگر دارِ ہستی
تو رہتا جہاں موت کی ایک بستی
بتوں کو جو پوجوں گا میں چھوڑ خالق
نہ دیکھے گا کل مجھ کو منہ موڑ مالک
مرا رب جو چاہے ہو مجھ پہ ضرر کچھ
تو روکے گا کوئی نہ مجھ سے شرر کچھ
بتوں کی شفاعت نہ کچھ کام آئے
حمایت بھی ان کی نہ بگڑی بنائے
اِلٰہ ان کو پکڑوں تو گمراہ ہوں بیشک
سنو! میں کہ مرسل کے ہمراہ ہوں بیشک

Marfat.com

"تفصیلِ اجمال"

جواں نے کہا میں نے مانا خدا
سنو! آج میری توانا صدا
یہ للکارِ حق سن ، جلا ان کا سینہ
یہ گفتار حق سن ، بڑھا ان کا کینہ
تاؤ میں جھرمٹ کو طیش آ گیا تھا
بے جا غضب میں وہ جیش آ گیا تھا
پڑے غیظ سے ٹوٹ کر تھے وہ سارے
زاغوں نہ گھونسے جواں کو تھے مارے
وہ غصہ جواں پہ اتارا سبھی نے
کیا اس کے خوں پہ گزارا سبھی نے
بُرا تھا یہ جھرمٹ کہ جاں اس نے لے لی
ملا وہ خدا سے اماں اس نے لے لی
حمایت ہے نیکوں کی اک کام اچھا
چلی جائے جاں بھی تو انجام اچھا

☆

Marfat.com

قیل ادخل الجنة......فاذاهم خامدون

وہ کثرت کہ نازاں تھی اُلٹے جتن پر
ستم اس نے توڑا تھا معصوم تن پر
بیاں سے لرزتا ہے دل بھی ستم کا
نگاہوں سے برسے ہے بادل بھی غم کا
لہو میں نہایا بہادر پیارا
جو میداں میں آیا تھا نادر پیارا
میسّر کفن تھا نہ اس کا دفن تھا
غبارِ ہَوا اس کا بس پیرہن تھا
تھی کچھ دیر پہلے کہ لب بولتے تھے
مگر اب تو اعضاء بھی سب بولتے تھے
صفا و صداقت کا جوہر تھا گویا
وہ کانِ شجاعت کا گوہر تھا گویا
ہوئی جاودانہ تب و تاب اسکی
کھِلے زخم ایسے بڑھی آب اس کی

Marfat.com

جواں کی شہادت کا جنت تھا حاصل
صلہ تھا وفا کا خدا سے تھا واصل
کہا تھا جواں نے یہ جنت میں جا کر
میں راضی ہوں یارب یہ منّت نبھا کر
مری قوم اے کاش اتنا تو جانے
حمایت کے بدلے میں بخشا خدا نے
مکرم کیا مجھ کو رب نے ابھی سے
قیامت پڑی آئے جب اور جبھی سے
ملا تھا اسے یہ شہادت کا بدلہ
وفا اور رب کی عبادت کا بدلہ

Marfat.com

شہیدانِ محبت

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ إِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰىٓ أَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ، يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ☆ : المائدة

اور جب انہوں نے سنا جو رسولِ برحق پر نازل ہوا تو (اصحاب) کی آنکھیں (خون ملے) آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اس پر کہ انہیں حق کی پہچان ہوئی۔ وہ کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے پس تو ہمیں حق کی گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِأَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ " يَا أَبَا ذَرٍّ ،لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعْلَمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ" ابن ماجه و مسلم و

عن ابی داؤد فی هذا المعنى۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ذر رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرمایا: اے اباذر! سو عدد رکعت نماز ادا کرنے سے بہتر ہے کہ تم دن کا آغاز کتاب اللہ (قرآنِ حکیم) کی ایک آیت کا مطلب سمجھ کر کرو۔

Marfat.com

وَمَآ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی قَوۡمِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ مِنۡ جُنۡدٍ مِّنَ
السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنۡزِلِيۡنَ ۝ اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً
وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمۡ خٰمِدُوۡنَ ۝ يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ
مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝
اَلَمۡ يَرَوۡا كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّهُمۡ
اِلَيۡهِمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ۝ وَاِنۡ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا
مُحۡضَرُوۡنَ ۝

ترجمہ:

۲۸۔اور ہم نے اس (مرد صالح کی شہادت) کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے نہ کوئی لشکر اتارا اور نہ ہی ہم اتارنے والے تھے۔

28.We sent not down against his people after him a host from heaven, nor do we ever send.

۲۹۔ایک یکبارگی کڑک تھی پس وہ بجھ کر رہ گئے

29.It was but one Shout, and lo! they were extinct.

۳۰واے افسوس ان بندوں پر کہ ان کی طرف کوئی رسول ایسا نہ آیا ہوگا کہ انہوں نے اس کا ٹھٹھا نہ اڑایا ہوگا

30.Ah, the anghish for the bondmen! Never came thee unto them a messenger but they did mock him!

۳۱کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم کتنی نسلوں کو ہلاک کر چکے ہیں اور وہ

Marfat.com

ان کی طرف لوٹ کر آنے والے نہیں

31.Have they not seen how many generations We destroyed before them, which indeed return not unto them!

۳۲۔مگر یہ وہ سب کے سب ہمارے حضور میں حاضر کئے جانے والے ہیں

32.But all, without exception, will be brought before Us.

الفاظ و معانی:

(جند۔ لشکر، فوج، جنود اس کی جمع) (وما کنا۔ اور ہم نہ تھے) (منزلین۔ نازل کرنے والے) (صیحۃً۔ ہولناک آواز چنگھاڑ، کڑک) (واحدۃ۔ ایک مونث کے لئے) (خامدون۔ بیہوش، چکنا چور) (حسرۃً۔ پچھتاوا، پشمانی، افسوس) (یاتی۔ آتا ہے) (یستھزئون۔ ٹھٹھا، مذاق کرنا) (الم یروا۔ کیا نہیں دیکھا) (اھلکنا۔ ہم نے ہلاک کر ڈالا) (قرون۔ زمانے، قومیں) (یرجعون۔ لوٹتے ہیں) (لما۔ جب، مگر، اب تک نہیں) (جمیع۔ سب، تمام) (لدینا۔ ہماری طرف) (محضرون۔ حاضر کئے گئے)

توضیح: جب حمایت کے نتیجہ میں بستی کے آوارگان نے اس مرد صالح کو شہید کر ڈالا تو اللہ کے حکم سے فرشتے نے ایک ایسی ہولناک چیخ ماری کہ ان لوگوں کے کلیجے پھٹ گئے۔ اور آناً فاناً ہلاکت سے دوچار ہو کر رہ گئے۔ ان میں سے کوئی بھی ظالم زندہ نہ بچ سکا۔ آیت کریمہ میں ہر زمانے کے سرکشوں کو عبرت دلانے کے لئے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اہل دنیا کسی سے بدلہ لینا چاہیں تو انہیں بڑے ساز و سامان کرنے ہوتے ہیں۔ فوج اور اسلحہ بندی کی ضرورت رہتی ہے مگر قدرت الٰہیہ ان باتوں سے بے نیاز

Marfat.com

ہے۔اس لئے جب وہ کسی سرکش قوم کو ہلاک کرنا چاہے تو بس ایک امر ہی کافی ہے، جہاں تک چنگاڑ یا ہولناک آواز کے ذریعے ہلاک کرنے کا تعلق ہے اس کے ذریعے ہلاکت سے پہلے ظالموں کو صرف خوفزدہ کرنا مقصود ہوتا ہے کیونکہ انتباہ اور خوف فطری لحاظ سے آواز کے دبدبے کے ذریعے ہی انسان پر بہتر طور پر اثر ڈالتے ہیں۔اللہ کی قدرتوں سے بھی بعید نہیں کہ وہ محض آواز کی شدت میں اضافے کے ساتھ ہی کسی کو موت کی نیند سلادے۔آج کل سائنسی انکشافات نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ آواز کی اکائیوں کو اگر خاص حدتک بڑھا دیا جائے تو وہ انسان کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتی ہے،اور جہاں تک آواز سے انتباہ کا تعلق ہے دراصل اس کے ذریعے کچھ مخفی قوتوں کا ادراک کرانا مقصود ہوتا ہے۔جن کا مقابلہ کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی جیسے شیر کی گرج سے انسان ہلاک تو نہیں ہوتا البتہ ساتھ ہی ساتھ اگر اسے یہ بھی باور کروادیا جائے کہ شیر گن گرج کے ساتھ آزادانہ اس کی طرف بڑھ بھی رہا ہے تو ہوسکتا ہے کہ کمزور انسان کا اس علم کے ساتھ ہی خوف کے مارے پتّہ پھٹ جائے۔اللہ تعالیٰ کے حکم سے صیحةً (خوفناک آواز یا گرج) کا اہتمام کیا جاتا ہے تو اس سے صرف وہی لوگ ہلاک ہوتے ہیں جو کہ مجرمین ہوتے ہیں اور قدرت کی یہ آواز دراصل عذاب الٰہی کی شدتوں کا پیغام بن کر ان ظالموں پر ٹوٹ پڑتی ہے۔تاکہ موت سے کم ازکم کچھ دیر پہلے اپنا حشر معلوم کرلیں اور آخرت کے عذاب سے قبل دنیا میں بھی عذاب الٰہی کا مزا چکھ لیں،قرآن حکیم میں اسی مفہوم کو کفار اور دشمنان دین کے دلوں میں نقش کرنے کے لئے فرمایا گیا ہے۔''بشّرهم بعذابٍ اليم''ان کو عذاب الیم کی خوشخبری سنادیں۔ظاہر ہے کہ یہ خوشخبری کا لفظ مجرموں پر عذاب کا ایسا کوڑا بن کر نازل ہوا

Marfat.com

ہے۔ جس سے وہ بچ نہیں سکتے۔ یعنی جس طرح لوگ خوشخبری کے سننے کے لئے ازخود بے تاب ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اس خبر کی معنویت کی طرف بڑھ رہے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا کی اس قدیم روایت کا تذکرہ فرمایا ہے جو ہر زمانے میں ان کے ہاں ایک گھٹیا طرز عمل کے طور پر جاری و ساری رہتی ہے۔ یعنی یہ کہ جب بھی کوئی رسول یا دین حق کا مبلغ اللہ کا پیغام لے کر ان کی طرف آتا ہے۔ تو یہ لوگ اس کا مذاق ضرور اڑاتے ہیں دراصل دنیا کے رسم و رواج اور گمراہیاں جن میں وہ مبتلا ہوتے ہیں کو چھوڑنا ان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ اپنے انہیں پرانے شیطانی نظاموں سے چپکے رہنا چاہتے ہیں اور جس کی بنا پر وہ انبیاء، مرسلین یا اچھائی کا پرچار کرنے والوں کو الٹا پسماندہ رجعت پسندیوں پر پردہ ڈالتے ہیں اور اپنے پست اخلاق کی بدولت استہزا اور مذاق سے اہل دل کا دل توڑتے ہیں ۔

تا دل صاحب دلے نامد بدرد

ہیچ قومے را خدا رسوانہ کرد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس وقت تک رسوا نہیں کرتا جب تک وہ قوم صاحب دل کا دل نہیں توڑتی۔ دنیا کے کسی گوشہ میں کسی بھی نظام کا جائزہ لیا جائے تو اس کے ڈانڈے کسی نہ کسی طور شیطانی رسم و رواج سے ہی ملتے نظر آئیں گے۔ وہی حرص و ہوا، خود غرضیاں اموال دنیا کے حصول میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوششیں، دوسری قوموں کے استحصال اور اپنی آسودگی کی فکر، حتیٰ کہ جنگ و جدال بھی کسی عظیم مقصد کے لئے نہیں محض وطن پرستی کی خاطر جو کہ کسی گروہ انسانی کی سب سے بڑی خود غرضی کی علامت ہے کہ اس کے خطہ کے لوگ نہ صرف اپنے علاقوں کی نعمتوں کو صرف

Marfat.com

اپنے ہی لئے بچا رکھیں بلکہ ہو سکے تو اپنے سے کمزور لوگوں کے اسباب حیات پر قبضہ جمالیں اور جب کوئی ان کی طرف بڑھے تو وطن وطن کا نعرہ بلند کر کے مرغی کے چوزوں کی طرح شور مچا دیں، جبکہ اس کے برعکس آسمانی رشد و ہدایت عام ہوتی ہے اور بالخصوص قران کریم تو غریب اور مفلوک الحال انسانیت کی فلاح و بہبود کا سب سے بڑھ کر محافظ ہے جو ظلم و استحصال کے سارے نشانات مٹا کر ایک مرکز پر سب کو اکٹھا دیکھنا چاہتا ہے۔

اس لئے ایسا پیغام جب بھی انبیاء لے کر آتے ہیں تو اکثر اہل ثروت جو پیشتر ازیں کسی نہ کسی طور اسباب دنیوی پر قابض ہوتے ہیں سب سے بڑھ کر راستے کی دیوار بن جاتے ہیں اور وہ حریص اور خود غرض یہ کبھی گوارا نہیں کرتے کہ اللہ کے نظام کے تحت سب انسان برابر سمجھے جائیں اور دوسرے لوگ ان کے جمع شدہ اموال میں حصہ دار قرار پائیں جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے "**فی اموالھم حق للسائل والمحروم**" ان کے مالوں میں محروموں اور سائلوں کا حصہ ہے اور اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو ان لوگوں کا دولت کے پیچھے پڑ کر سمیٹنے کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا، کہ فرسودہ رسم و رواج سے عہدہ برآ ہو کر اپنا جھوٹا وقار قائم کریں اور یا اپنی آسائش کے سامان مہیا کر کے خواب غفلت میں غوطہ زن رہیں، جبکہ ان کے مقابلہ میں انبیاء سادہ، پاکیزہ اور بے ضرر طرز زندگی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی راہ دکھاتے ہیں جو انہیں کبھی گوارا نہیں، اس لئے کہ شیطانی وساوس کا موٹا سا غلاف ان کے دلوں کو ہر لحظہ ڈھانپے رکھتا ہے، اور آخرت اور میزان عمل کے قائم ہونے پر ان کا ایمان نہیں ہوتا لہذا اٹھٹھا، ہنسی مذاق ان کا شیوہ بن کر رہ جاتا ہے۔ جو کہ ایک گھٹیا پن

Marfat.com

ہے آج بھی اور کل بھی جو لوگ بھلائی کے کسی پیغام پر ٹھٹھہ کر کے ٹال مٹول سے کام لینا چاہیں وہ سمجھ لیں کہ ان کے دلوں میں بھی ویسے ہی جراثیم ہیں اس لئے اگر ان کی عقل سلیم ان کا ساتھ دے تو غرور و تکبر چھوڑ کر بہتری کی بات سننے کی اپنے اندر استعداد پیدا کر لیں۔ اس لئے کہ اس مثالی فرمان کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ذرا وہ غور کر کے دیکھ لیں کہ جس طرح ان سے پہلے معتوب الیہ ظالم پلٹ کر دنیا کا رخ نہیں کر سکے اسی طرح ایک دن تم سب نے بھی اسی منزل کا رخ کرنا ہے اور پھر سب کے سب لوگوں نے بحکم خداوندی زندہ ہو کر ہمارے حضور میں آ حاضر ہونا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو یہی وہ ایک مرکزی نکتہ ہے جس پر غور و فکر کی سب سے بڑھ کر ضرورت باقی رہتی ہے۔ اور خاص طور پر مسلمان قوم جس کی کثرت دنیا میں موجود ہے سب سے پہلے اس پر لازم ہے کہ آخرت اور روز جزاء اور سزا کے بارے میں مستحکم یقین و ایمان پیدا کرے تا کہ باقی اعمال بھی اس کے لئے آسان ہو جائیں اور اس طرح نہ صرف مسلمان صراط مستقیم کی طرف لوٹ آئیں گے بلکہ باقی انسانیت کے لئے بھی ان کا وجود ماضی کی طرح باعث رحمت بن جائے گا۔ مگر افسوس کہ مسلمان اللہ کا ڈر چھوڑ کر راہ حق میں قربانی کے جذبوں سے یکسر محروم ہو چکے ہیں اس لئے لڑھکتی ہوئی چٹان کی مانند در بدر ہو کر رہ گئے، اللہ تعالیٰ ہی مسلمانوں کو احساس زیاں سے خبردار فرمائے۔ کیونکہ ابھی تو فطرت کے مقاصد کا پورا کرنا بھی ان کے ذمہ ہے اس لئے کم از کم دوسروں کے لئے اچھی مثال تو قائم کر دکھائیں۔

آیات میں بستی والوں کا قصہ مثال کے طور پر بیان کیا گیا ہے اس قسم کے واقعات کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ انہیں محض اتفاقی حوادث قرار نہیں دیا جا سکتا ان کا

Marfat.com

تعلق براہ راست اللہ کے رسولوں یا ان کے مخالفین کے انجام سے ہوتا ہے اہل عرب ماقبل تواریخ امم سے ایسے واقعات کے بارے میں تھوڑا بہت سن چکے تھے، چونکہ موقع محل کے مطابق آسمانی رشد وہدایت سے متعلق واقعات کی یاددہانی سے مثبت نتائج کی توقع ہوتی ہے اس لئے قرآن حکیم میں بھی مثال کے طور پر بستی والوں کے قصہ کو دہرایا گیا ہے۔ یقیناً اس سے عوام الناس کے شعور کی گرہیں کھل سکتی ہیں اور اس کی روشنی میں وہ ہدایت اور ہدایت یافتگاں کے بارے میں اپنے طرز عمل پر غور کر سکتے ہیں۔ مفسرین نے تعصب سے بالاتر ہو کر نصاریٰ کی تاریخ سے اس قصہ کی تفصیلات کو نقل کیا ہے جس کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم کے مطابق اپنے دو حواریوں صاد اور صدوق کو شہر انطاکیہ کی طرف تبلیغ کے لئے ارسال کیا تھا چونکہ یہ دونوں اللہ کے حکم کے مطابق بھیجے گئے تھے اس لئے ان کے لئے بھی رسول (بھیجے ہوئے) کا لفظ استعمال ہوا ہے اور انھوں نے خود بھی مشرکین کے جواب میں اپنے لئے 'مرسلون' کا لفظ لگایا جیسا کہ آیت میں ہے انہوں نے کہا کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں چنانچہ جب یہ دونوں مرسل شہر انطاکیہ کے مضافات میں پہنچے تو وہاں ان کی ملاقات حبیب نجار کے ساتھ ہوئی جس کا بیٹا کئی سالوں سے بیمار تھا اور اپاہج تھا ان مرسلین نے ازراہ شفقت اس کے جسم کو ہاتھ کے مَس سے ہی اسے بھلا چنگا کر دیا۔

اس کے بعد سنتے سنتے اور بہت سے لوگوں نے بھی شفا حاصل کرنے کے لئے ان کا رخ کرنا شروع کر دیا۔ اور جب یہ خبر حاکم انطیخس کو ملی کہ شہر میں دو شخص لوگوں کو بھلا چنگا کرتے ہیں تو اس نے ان کو بلا بھیجا۔ انطیخس نے ملتے ہی ان سے یہ

Marfat.com

سوال کیا کہ تمہارا معبود کون ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ہمارا معبود وہی رب جہاں ہے جو سب کو پیدا کرتا ہے۔ اور ہم اسی کا حکم سنانے تیرے پاس آئے ہیں اس بات کے سنتے ہی وہ آگ بگولا ہو گیا اور سمجھا کہ یہ لوگ بتوں کے دشمن ہیں اس لئے انہیں قید کرنے کا حکم دے دیا۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو ان کی مدد کے لئے بھیجا جس نے کسی طرح سے بادشاہ تک رسائی حاصل کر لی اور بادشاہ کو آمادہ کیا کہ قید میں پڑے ہوئے پردیسیوں کو بلا کر دریافت کیا جائے کہ ان کے پاس اللہ کا رسول ہونے کی کیا نشانی ہے؟ بادشاہ نے انہیں دربار میں طلب کر کے ان سے ان کی رسالت کی گواہی طلب کی جس پر انہوں نے ایک اندھے لڑکے کو بینا کر دکھایا پھر اس کے کہنے پر ایک دہقان کے لڑکے کو جو سات دن سے مرا پڑا تھا اور بدبو اس سے پھوٹ رہی تھی اللہ کے حکم سے زندہ کر دکھایا، جس نے بادشاہ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بت پرستی کے عوض جہنم میں داخل کیا ہے پھر اس لڑکے کو آسمان کے دروازوں پر ایک حسین و جمیل شخص کھڑا نظر آیا جو اسے کہہ رہا تھا کہ بادشاہ کو کہہ دے کہ ان دونوں کو چھوڑ دے اس پر بادشاہ ایمان لایا اور اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ بعد اس کے تینوں نے مضافات شہر کا رخ کیا وہاں تبلیغ کرنے لگے۔ شہر کے پاس ایک بستی میں جب وہ لوگوں کے ایک مجمع کے سامنے اللہ کا پیغام سنا رہے تھے تو بستی والوں نے ان سے سوال و جواب شروع کر دیئے اور ان کے ساتھ گستاخانہ رویہ اختیار کیا اور انہیں ٹھٹھا و مذاق کرنے لگے اور یہاں تک کہہ دیا کہ تم تو ہماری طرح کے بشر ہو اور اللہ نے تمہیں رسول بنا کر نہیں بھیجا۔ یہاں سے چلے جاؤ وگرنہ ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ غالباً ان شہدوں نے وہی طریق اپنایا تھا جو بعد میں طائف کے

Marfat.com

شہدوں نے بھی رحمت دو عالم ﷺ کے ساتھ اختیار کیا تھا، اس جھرمٹ کو دیکھ کر حبیب نجار جو پہلے ہی ان مرسلین پر ایمان لا چکا تھا شہر کے کنارے سے بھاگا ہوا اس طرف آیا اور پیارے رسولوں کو ان جاہلوں کے جھرمٹ میں گھرا دیکھ کر لوگوں کو دور ہٹاتا ہوا ان تک پہنچ گیا اور کہنے لگا ان کو مانو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور یہ تم سے ہدایت کے بدلے میں کچھ معاوضہ بھی تو نہیں مانگتے لوگوں نے اسے کہا کیا تم انہیں مانتے ہو؟ تو حبیب نجار نے کہا بھلا میں کیوں نہ خدا کو مانوں گا جو کہ میرا پیدا کرنے والا ہے اور تم سب نے بھی اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اسے چھوڑ کر بتوں کو خدا کیونکر تسلیم کرلوں کہ جو مجھے رحمٰن کی طرف سے کسی اذیت کے آنے کی صورت میں بچا بھی نہیں سکتے، اس کلمہ حق کو سن کر وہ جھرمٹ مشتعل ہو کر اس مرد حق پر ٹوٹ پڑا اور اس مرد صالح کو مار مار کر شہید کر ڈالا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر جنت کے دروازے کھول دیئے گئے اور ان ظالموں کو اس ظلم اور سنگ دلی کے نتیجہ میں خدا کی قدرت سے ایک ہولناک چیخ کے ذریعے سے ہلاک کر دیا گیا۔

بعض جدید مفسرین نے اس واقع کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اسے محض اسرائیلیات کا شاخسانہ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک تاریخی اعتبار سے اس بات کے آثار نہیں ملتے کہ جن سے پتہ چلے کہ انطاکیہ میں بھی کوئی آسمانی آفت نازل ہوئی تھی یا یہ شہر کبھی الٹ پلٹ کر دوبارہ آباد ہوا تھا۔ ہمارے نزدیک ان کا خدشہ بے محل ہے کیونکہ آیات میں شہید ہونے والے مرد صالح کی قوم کی ان کی ہلاکت بھی صیحۃً یعنی آواز کے ذریعے ہوئی جن کی تعداد سو پچاس کے لگ بھگ ہو گی جبکہ نیک لوگ بچ رہے تھے نیز آیات میں ''قریہ'' اور ''مدینہ'' یعنی بستی اور شہر کا ذکر آیا ہے جس سے

Marfat.com

ظاہر ہے کہ رسل جب بادشاہ سے رخصت ہو کر مضافات کی طرف آئے ہونگے تو یہ واقع کسی اضافی بستی میں پیش آیا ہوگا اور شہر کنارے سے حبیب نجار کا اس طرف بھاگ کر لپکنا بھی اس بات کی واضح دلیل ہے ہوسکتا ہے ان چند لوگوں کی ہلاکت شہر والوں کے لئے کوئی خاص اہمیت بھی نہ رکھتی ہو، اور جبکہ 'چیخ' صرف اور صرف ان لوگوں نے سنی ہوگی جنہوں نے حبیب نجار کو قتل کیا تھا۔ اس لئے بزرگان سلف نے کسی تعصب سے بالاتر ہو کر قرآنی آیات کے اجمال کو تفصیل میں لانے کے لئے اس واقعہ کو بیان کیا ہے جبکہ آیات کا مفہوم عمومی تو ہے ہی، جس کے مطابق کوئی بھی بستی ہو سکتی ہے جسے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے مقصود واقعہ کی تفصیلات سے آگاہ کرنا نہیں بلکہ اس کے اس اجمال سے جس کا تعلق رسولوں کی مخالفت اور مخالفت کرنے والوں کے انجام سے ہے آنے والوں کو اس قسم کی بے اعتنائی سے باز رکھنا ہے۔ ضروری نہیں کہ واقع کے آثار بھی موجود ہوں جبکہ ظالموں کو ہلاک ہی اس غرض سے کیا جاتا ہے کہ ان کا نام ونشان تک مٹ جائے۔ مگر دور جدید میں آثار قدیمہ کی کھوج لگا کر برباد قوموں کی ثقافت اور ان کی تہذیبی شان وشوکت کو دریافت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور پھر بے مقصد اس مردہ قوم سے رشتہ عمرانیات قائم ہونے کا دعویٰ بھی بڑے زور وشور سے کیا جاتا ہے لیکن ہدایت کے پہلو اور اس قوم کے حقیقی اسباب تباہی پر غور کر کے ہدایت حاصل کرنے کی فکر نہیں کی جاتی۔ گویا شیطان نے اس موضوع پر بھی لوگوں کے نکتۂ نظر کو غلط رجحانات سے ہم آہنگ کر کے رکھ دیا ہے۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

وما انزلنا علیٰ قومہٖ...... جمیع لدینا محضرون

''ظلم کا بدلہ''

گریباں پہ دھبے یہ خونِ ناحق کے
اذاں دے رہے تھے لہک کے مہک کے
ازاں بعد ہم نے اتارے نہ لشکر
ضرورت تھی اسکی نہ ڈھونڈے تھے عسکر
نہ تیر و تفنگ اور نہ اسلحہ اُٹھایا
کڑک سے مگر کر دیا تھا صفایا
وہ خوار و پشیمان اوندھے پڑے تھے
پلک میں ستم گر یہ روندے پڑے تھے
نہ روئی زمیں نہ فلک ان پہ رویا
ہر اک ان کا ظالم تھا مٹی میں کھویا

یٰحسرتاً............ محضرون

سنو! دنیا والوں کا قصہ عجب ہے
عداوت کا ان کی نہ سمجھا سبب ہے

Marfat.com

رُسُل میں رسول ایسا آیا نہ ہوگا
کہ دنیا نے ٹھٹھا اڑایا نہ ہوگا
نہ تھی ان کو پرواہ کہ پہلے بھی قومیں
ہلاکت میں ڈوبیں عداوت کی رَو میں

آثار الصنادید

یہ ٹیلے یہ کھنڈر یہ آثار سارے
سناتے ہیں عبرت کے اخبار سارے
ظالم کبھی جو کہ بستے یہاں تھے
آوازے شریفوں پہ کستے یہاں تھے
میلوں میں ٹھیلوں میں مخمور تھے وہ
مروت کی ہر بات سے دور تھے وہ
مگر ظلم ان کا جو تاڑا خدا نے
کوئی دن میں ان کو پچھاڑا خدا نے
اُٹھاکر جو پھرتے جہاں ناک پر تھے
پڑے آج بے بس وہ خود خاک پر تھے
وہ شعلے تھے گویا ہوئے راکھ ایسے
گنوا دے معزز کوئی ساکھ جیسے

Marfat.com

دبے خاک میں تھے وہ انسان ایسے
تنے ہوں درختوں کے بے جان جیسے
وہ آئیں گے سب لوگ اک دن ادھر کو
گئے ان سے پہلے بھی مر کر جدھر کو
زمانے کے دن کی جو پھر شام ہوگی
ازاں بس کہ انساں کے یہ نام ہوگی

☆

Marfat.com

جنت وہم وگماں سے بالاتر حقیقت کا نام ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ''قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لاَ عَیْنٌ رَأَتْ وَلاَ اُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ. وَ اقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ: (فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا فِی اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِأَعْیُنٍ). (متفق علیه)

ابو هریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے کہ جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں اس کا خیال تک گذرا''

Marfat.com

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا
حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ
وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ
ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝
سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ
الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

۳۳۔اور ان کفار کے لئے مردہ زمین ایک نشانی ہے جسے ہم نے زندہ کردیا اور جس سے ہم نے اناج نکالا سو اسی میں سے کھاتے ہیں

33.A token unto them is the dead earth, We revive it, and We bring forth from it grain so that they eat thereof;

۳۴۔اور ہم نے اس کے بیچ کھجوروں کے جنت نظیر باغات بنائے اور انگوروں کے گچھے بھی اور ہم نے چیر نکالے اس میں سے بہتے چشمے

34.And we have placed therein gardens of the date plam and grapes, and We have caused springs of water to gush forth therein,

۳۵۔تا کہ وہ کھائیں اس کے میووں سے انہوں نے یہ (سب کچھ) اپنے ہاتھوں سے نہیں بنایا پھر کیوں شکر نہیں کرتے؟

35.That they may eat of the fruit thereof, and their hands made it not. Will they not, then give thanks.

Marfat.com

۳۶۔ پاک ہے وہ ذات جس نے جوڑے پیدا کیے سب چیزوں کے جن میں کچھ زمین سے اگنے والے نباتات اور خود ان کی جانوں میں سے اور کچھ ان کے بھی جو وہ نہیں جانتے

36.Glory be to Him Who created all the sexual pairs, of that which the earth gorweth, and of themselves, and of that which they know not!

الفاظ و معانی:

(اٰیۃ۔ آیات، نشانی، حکم، معجزہ) (الارض۔ زمین) (میۃ۔ مردہ) (احیینا۔ ہم نے زندہ کیا) (جعلنا۔ ہم نے بنائے یا پیدا کیے) (جنّت۔ جنت کی جمع باغات) (نخیل۔ کھجور کے درخت، عام درخت) (اعناب۔ عنب کی جمع انگور) (فجرنا۔ ہم نے چیر نکالے) (عیون۔ عین کی جمع چشمے) (لیا کلو۔ تاکہ وہ کھائیں) (ثمرہٖ۔ اس زمین کا پھل) (لعلھم۔ شاید کہ وہ) (یشکرون۔ وہ شکر کریں) (سبحان۔ منزہ، پاکیزہ) (الذی۔ وہ جو) (خلق۔ اس نے پیدا کیا) (ازواج۔ جوڑے۔ جوڑے اور سنگ سنگ، ساتھ ساتھ) (کلھا۔ وہ سب کے سب) (مما۔ جو کچھ کہ) (تنبت۔ اگتی ہے) (لا یعلمون۔ نہیں جانتے)

توضیح: تاریخ گواہ ہے زمانے کی اکثریت انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی تعلیمات اور عقیدۂ آخرت سے برگشتہ اور منکر ہی رہی۔ حتّٰی کہ وہ چند قومیں جن کے بڑوں نے انبیاءؑ کو تسلیم کیا تھا منفی پروپیگنڈا کی بدولت یا تو یکسر منحرف ہو چکی ہیں اور یا ان کے جذبے جو آخرت کے بارے میں تھے کمزور پڑ چکے ہیں جس کے نتیجہ میں خود غرضانہ

Marfat.com

اور منافقانہ طرز عمل میں دنیا مبتلا ہو کر رہ گئی ہے

قرآن حکیم میں جیسا کہ مظاہر قدرت اور آفاقی آثار کے بارے میں غور وفکر کرنے کی عام طور پر دعوت دی گئی ہے اہل علم اور بالخصوص سائنس دانوں پر یہ ذمہ داری بدرجہ اولیٰ عائد ہوتی تھی کہ وہ رموزِ طبیعیات منکشف ہونے کے بعد مخلوق کو خدا کی طرف رجوع ہونے کا مشورہ دیتے اور اس طرح انبیاء کا انسانی تربیت کا کام آسان تر ہو سکتا تھا۔ مگر انہوں نے جو بھی مہارت حاصل کی اس کے بدلے میں دنیا سے اپنی ذات کی کارکردگی پر تحسین حاصل کر کے خوش ہو رہے ہے مگر جو غور وفکر آخرت کی بھتری کے لئے درکار تھا اس پر نہ خود توجہ دی نہ اوروں کو یہ راہ دکھائی۔ اس لئے قرآن حکیم انسان کو عام طور پر مظاہر قدرت کی صنعت وکاریگری کی طرف متوجہ کرانا چاہتا ہے تاکہ وہ اللہ اور آخرت پر ایمان کو مستحکم کر لے مظاہر قدرت میں زمین کو خاص مقام حاصل ہے یہ ''معجزات خداوندی میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے اہل دنیا کے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ تمام انسانیت اس کے کوہ ودمن میں آباد ہے اس کی چھاتی پر انسانوں کے گھروندے اور محلات ہیں اور یہ بڑی بڑی عمارات اور فلک بوس قلعوں کو ہتھیلی پر سرسوں کی طرح جمائے چپ چاپ محوِ خرام رہتی ہے۔ رات کو دن اور دن کو رات کرتے گردش محوری اور جنبش مدار میں مصروف رہتی ہے مگر کیا مجال کہ باوجود ان دوہری حرکات کے انسان کے آرام وچین میں خلل ڈالے۔ بس کبھی کبھار جب بموجب امرِ الٰہی رچرڑ سکیل کے محتاط اندازوں سے زلزلہ یا بھونچال برپا ضرور کرتی ہے اس کی یہ ہلکی سی کروٹیں فرزند زمانہ کو بیدار کرنے تک محدود رہتی ہیں وگرنہ روز حشر کے بھونچال اک قیامت سی قیامت ہوگی جو ساتھ لائیں گے۔ اللہ کی یہ

Marfat.com

نشانی پہلے ہی روز سے اپنے رب کا حکم بجالانے میں لگی ہوئی ہے اس کی کھوکھ سے پانی کی بوندیں خشک ہو جائیں تو یہ گویا مر ہی جاتی ہے شاید اس فکر سے کہ اس کے سینے پر چلنے والی مخلوق کا کیا بنے گا مگر رب کائنات کو تو اس سے بھی زیادہ اپنی مخلوق کی زندگی عزیز ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے'' وانزلنا علیھا الماء ھتزت وربت'' ہم نے اس پر پانی اتارا تو یہ پھولوں نہ سمائی اور گل وگلزار اگانے لگی۔ اسے متوازن اور مفید معدنی خزانوں سے معمور کرتے ہوئے فرمایا' وجعل فیھا رواسی من فوقھا وبارک فیھا وقدر اقواتھا'' اللہ نے اس کے اوپر پہاڑوں کو لنگر انداز کیا۔ برکات کی برسات کی اور قوتوں کے خزانے چھپا دیئے۔یعنی ہر قسم کے نباتات کے ساتھ ساتھ معدنیات جن میں سونا، چاندی، لوہا، کوئلہ، تیل، گیس وغیرہ ایسے قوت بہم کرنے والے جملہ اسباب مرحمت فرما دیئے جن سے انسان ہر زماں بقدر استعداد اور فہم کے فوائد حاصل کرتا چلا آ رہا ہے جسے سائنس دان انر جی ENERGY (قوت) سے تعبیر کرتے ہیں۔

جبھی تو پروردگار کا یہ ارشاد'' وجعلنا الارضَ کفاتاً احیاءً واموا تاً'' ہم نے زمین کو انسان کے لئے کفایت کرنی والی بنایا اس کی زندگی میں بھی اور بعد مرنے کے بعد بھی'' انسان غور تو کرے کہ اس کی وہ کونسی احتیاج ہے جو زمین سے پوری نہیں ہوتی۔ اور جب اس کا رشتۂ زندگی ٹوٹ جاتا ہے تو یہی زمین اس کی ستر پوشی کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اس کو جنم دینے والی ماں اس سے اظہار محبت کرتی ہے مگر موت آنے کے بعد پھول سے بچے کی نعش زمین کے حوالے کرتے ہوئے دامن جھاڑ لیتی ہے پھر یہ زمین ہی تو ہے جو اس نازک وقت میں انسان کو اس کے عیبوں کے ہمراہ

Marfat.com

اپنی گود میں چھپا لیتی ہے یہ انتظام و انصرام اللہ تعالیٰ کی قدرت سے قائم و دائم ہے۔ اس کے میوے اور اس پر اگنے والا اناج بے قیمت اللہ کا فضل و احسان ہے انسان کو چاہیئے تھا کہ وہ اسے بانٹ کھاتا اور تہذیب وتمدن کی چمک دمک قائم رکھنے کی آڑ میں اپنے ایسے انسان بھائیوں کے استحصال کی فکر میں مبتلا نہ ہوتا، اور کمزور انسانوں کو اپنے ہی سامنے جھکنے پر مجبور نہ کرتا۔ اگر گہرائی میں جھانک کر دیکھیں گے تو اس کی مار دھاڑ بعضوں کا بعضوں پر غلبہ، بت پرستی، جادوگری، ایسی گمراہیاں اور آج کل کی تباہ کن ایجادات اس کی حرص وہوا کی آئینہ دار ہیں۔ علامہ محمد اقبالؒ نے بھی اسی نکتہ کو بیان کیا ہے ؎

تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال
غارت گری جہاں کی ہے اقوام کی معاش

کاش یہ انسان اپنے پروردگار کی کرم فرمائیوں کا اندازہ کرنے کا خوگر ہوتا جس کا ارشاد ہے "**هو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبها وکلوامن رزقه والیه النشور' أمنتم من فی السماء أن یخسف بکم الارض فاذا هی تمور**" وہی تو ہے (اللہ) جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کیا تا کہ تم اس کی پشت پر چلو اور اللہ کے دیئے ہوئے (رزق) سے کھاؤ اور پھر مر کر اس کے پاس آ ظاہر ہو۔ نہ کہ تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ونڈر ہو کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ تم کو دبوچ کر جھومنے لگے" مگر پھر بھی انسان جو آغاز سے ہی طبعیات کے تناظر میں غور وفکر کا عادی تھا اور ہوتے ہوتے قوت کے استعمال سے اس نے چاند تک رسائی حاصل کر لی ہے مگر چاند سمیت اسے آج تک کسی ایسے

Marfat.com

سیارے کی خبر نہیں ملی جہاں زمین کی سی ساری نعمتیں میسر ہوں یا کہیں ان فلکیاتی سیاروں میں اسے اپنے جیسی مخلوق آباد نظر آئی ہو، اس کی یہ ساری بھاگ دوڑ شاید موت سے فرار کے لئے ہے اور یا آسمانی کتابوں کی حقیقت کو غلط ثابت کر دکھانے کے لئے تا کہ وہ ایک دن کہہ سکے کہ انسان محض ایک زمینی جرثومہ ہے اور اسے خاص مقصد کے تحت کسی نے پیدا نہیں کیا۔ مگر یاد رہے کہ کائنات کے ذرے ذرے کا کھوج لگانے پر بھی اس کی یہ آرزو کبھی پوری نہ ہو گی۔ ایں خیال است و محال است جنوں۔ انسان کے سینے میں اس مخفی شیطانی آرزو کے بارے میں رب قدیر نے پہلے سے ہی فرما دیا ہے کیونکہ وہ دانا و بینا ذات اپنی اس مخلوق کی افتادِ طبع سے خوب واقف ہے۔ سورۃ الرحمٰن کی آیات اس پر گواہ ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے اس کی اس آرزو کے بارے میں اسے پیشگی طور پر انتباہ فرمایا ہے۔ یاد رہے اس فرمان میں جنات بھی شامل ہیں جو اُڑان میں انسان کی سائنسی ایجادات سے کہیں بڑھ کر ہیں اور تھکتے بھی نہیں اور ان کا ایندھن بھی ختم ہونے کو نہیں آتا۔ ''یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان'' اے گروہ جن وانس اگر تم میں طاقت ہے کہ تم حدودِ زمین وآسمان سے پار نکل جاؤ تو نکل کر دکھاؤ تم نہیں بھاگ سکو گے مگر اس کے لئے کوئی سند یا دلیل چاہیے۔

افسوس کہ ترقی پسند ابلوں نے یہ مفہوم عام کرنے کی کوشش کی کہ قوت اور طاقت کے حاصل ہونے کی دیر تھی کہ انسان چاند پر جا پہنچا، خلاؤں کو چیر کر نکل گیا گویا قرآن حکیم کی ان کے نزدیک یہی تفسیر تھی کہ انسان کو آج طاقت مل گئی ہے تو وہ کہیں بھی جا سکتا ہے نادان یہ نہ سمجھ سکے یہ حدودِ آسمان و زمین پھاند کر دکھانے کا یہ مطلب

Marfat.com

ہے کہ جن وانس مل کر بھی اگر وسعت افلاک کو پار کر کے کسی جزیرۂ امن کی تلاش کرنا چاہیں تو کر دیکھیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے آزاد ہو سکیں۔ وہ سیارگان فلک کو چھان ماریں مگر سوائے موت کے وہ چرخ نیلی فام کی حدود سے تجاوز نہیں کر پائیں گے۔ یہاں سے نکلنے کے لئے قوت بھی اور دلیل بھی درکار ہے اور وہ اللہ کا حکم ہے جس کے تحت انسان مرتا ہے تو اس کی روح لے کر فرشتے فراٹے بھرتے آسمان کو چیرتے ہوئے عرش بریں تک پہنچ جاتے ہیں۔ جبکہ انسان کی چاند گاڑی تو چاند سے تھوڑی سی گرد اٹھالائی تھی بلکہ زندگی کے یہ متلاشی جب چاند ستاروں کا رخ کرتے ہیں تو سانس لینے کو آکسیجن ساتھ لے کر جاتے ہیں تا کہ موت انہیں قریب سے ہی نہ لے لے۔ انہیں کیا معلوم؟ اقطارِ سماوات کون گزرتا ہے اور کس پر آسمان کے دروازے کھلتے ہیں قرآن حکیم کی آیت مبارک بھی پڑھ لینی چاہیے سورۃ ''النازعات'' کی یہ پہلی آیت ہے جس نے یہ راز بھی منکشف کر ڈالا ہے ''والنّازعات غرقاً، والنّاشطات نشطًا، والسّٰبِحٰت سبحاً'' قسم ہے ان فرشتوں کی جو غوطہ لگا کر تمہاری جان نکالتے اور پھر تمہارا بند بند ڈھیلا کر کے چھوڑتے ہیں اور پل بھر میں تمہاری روح کو لے کر آسمان کی طرف لے اڑتے ہیں۔ یا پھر پیارے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ اعلیٰ ذات ہے جس کی انگلی کے اشارے سے چاند بھی دو ٹکڑے ہوا اور شبِ اسریٰ ان کا براق اقطارِ سموات کو صحیح سلامت پار کر گیا۔

یقیناً تسخیرِ کائنات کا جواز تلاش کرنے والوں کے لئے زمین تنگ ہو کر رہ گئی ہے اس کی نعمتیں اس کے پھل، ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے، سروں پہ چھانے والی گھنگور گھٹائیں سیمابی جھیلیں، جھلملاتے چشمے، گیہوں کے ڈھیر اس کی حرص وطمع کی بھوک کو

Marfat.com

نہیں مٹا سکتے، یافسوس کہ آیۃ الارض اب اس کے غور وفکر کے لیے نہیں۔ لومڑی صفت انسان کی نگاہ درخت پر بیٹھے ہوئے اس کوے کے منہ کی طرف ہے جو گوشت کا ٹکڑا منہ میں دبائے اسے اپنی طرف متوجہ کیے ہوئے ہے تاکہ یہ نادان اچھل اچھل کر اُسے حاصل کرنے کی کوشش میں متاع زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے اسے معلوم نہیں کہ یہ سب شیطانی بھلاوے ہیں۔

قرآن حکیم کے مخاطب غلام قومیں ہرگز نہیں ان کو صرف آقاؤں کے آداب سیکھنا اوران کے پاؤں دھودھو کر پینا آتا ہے خدا تعالیٰ کا تصور اور غیرُ اللہ کے آگے سر نہ جھکانے کا کام ابھی ان کی دسترس میں نہیں۔ لہذا تہذیب جدید کے فقیروں کو خاطر جمع رکھنی چاہیے کہ آیاتِ الٰہی ان شرفاء کے لئے نہیں۔ سرکش کفار اور تہذیب کی باگ ڈور ہاتھ میں تھامنے والوں کے لئے ہے۔ اگر آقا سمجھ گئے تو یہ غلام بھی سمجھ جائیں گے۔ اس لیے تو آیت زمین کی طرف پروردگار نے اہل دنیا کو متوجہ کیا ہے کہ وہ غور کریں کہ جس زمین پر وہ اکڑتے پھرتے ہیں۔ ایک دن مرکر اسی کے پیٹ میں داخل ہونگے اور پھر دوبارہ بھی اسی سے زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے جس طرح کہ ہم مردہ زمین کو ہر بار از سر نو زندہ کرتے ہیں۔ بارانِ رحمت کے چھینٹے پڑتے ہی اس کے چہرے پر زندگی کی تازگی آجاتی ہے اور یہ معجزہ ہر سرکش انسان آئے دن اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرتا رہتا ہے۔ موت بھی اپنا فرض نبھاتی ہے اور زندگی بھی ہمارے حکم سے بار بار تازہ سانس لیتی ہے اس لئے موت سے بدکنا اچھا نہیں۔ سورۂ اعراف میں ہے ''قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيهَا تَمُوتُونَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُونَ'' حکم خداوندی ہے زمین میں محبت سے دن گزارو پھر اس میں مرو اور پھر اسی سے ہی دوبارہ نکالے

Marfat.com

جاؤ گے۔ زمین کی چھاتی پر زندگی کی دم بدم آمد و رفت اور موت کا کھیل تمہیں عبرت سکھانے کے لئے کافی ہونا چاہیئے۔ تم موت کو دیکھ کر حوصلہ ہار بیٹھے ہو اور زندگی سے درحقیقت منہ موڑ کر بھاگ دوڑ میں مصروف ہو چکے ہو یاد رکھو۔

زندگی کی آگ کا انجام خاکستر نہیں
ٹوٹنا جس کا مقدر ہو یہ وہ گوہر نہیں

چاہیئے تو یہ تھا کہ انسان اللہ کی آیات کو ملاحظہ کرتے ہوئے علم یقین سے گزر کر عین یقین اور پھر حقِ یقین کے مقام تک رسائی حاصل کر لیتا اور بن دیکھے اس کا یہ ایمان قابل ستائش ٹھہرتا۔ مگر افسوس کہ ابھی تو اسے ہمارے سچے رسول حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سادہ یقین بھی کر لینا نصیب نہیں ہوا بلکہ الٹا شک و تردد میں گرفتار ہو کر ابلیس کے پیچھے چل رہا ہے۔ اُسے آیت زمین کی طرف متوجہ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس پر رہتا ہے۔ صبح کے جلوے شام کا سہانا موسم ملاحظہ کرتا ہے۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے باران رحمت سے بنجر زمینیں لہلہا اٹھتی ہیں۔ اناجوں کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ کھجوروں اور انگوروں سے باغات میں رونق آ جاتی ہے کوہساروں سے اترتی شور مچاتی آبشاریں وادیوں میں پہنچ کر دُودھیا چمک سے دمکنے لگی ہیں۔ چرند پرند اپنے ٹھکانوں سے باہر نکل آتے ہیں۔ بہار تازہ پھلوں اور میووں سے خالی دامن کو بھر دیتی ہے اس لیے کہ یہ امر پروردگار ہے ''لِیَاْ کُلُوا مِن ثمرہ'' تاکہ تم اس کے پھل کھاؤ۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی معرفت کے چراغ روشن فرماتا ہے اسے بھی پڑھ لینا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روٹی کی ٹکیا کی عزت کرو اس لئے کہ یہ نظام کائنات صرف اور صرف اسی لئے ترتیب دیا گیا ہے کہ انسان کی فصلیں

Marfat.com

پکیں اور اسے روٹی کا ٹکڑا میسر آئے اور وہ عبادت خداوندی بجالانے میں کمزوری اور غفلت کا بہانہ کر کے نہ بیٹھ رہے۔ حدیث نبویؐ کے الفاظ یہ ہیں۔ "اَکْرَمُوا الْخُبز فَاِنَّ اللّٰہ سَخَّرَلَہٗ برکاتِ السّمٰوٰت والارض والحدید والبقر" روٹی کے ٹکڑے کی عزت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی برکات کو اس کی فصلیں پکنے پکانے کے لئے تسخیر فرمایا ہے۔ اور لوہا اور کلہاڑا۔ شیخ سعدیؒ حدیث پاک کی خوبصورت اشعار میں تعبیر پیش کرتے ہیں ۔

ابر و باد و مہر و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانِ بکف آری و بغفلت نہ خوری
ہمہ از بہر تو سر گشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

ترجمہ: بادل، ہوا، چاند، سورج آسمان سب اس کام کے لئے وقف ہیں کہ تجھے کھانے کو روٹی مل جائے تا کہ تو غفلت اور کمزوری سے بچا رہے جب کہ سب مخلوقات تیری خاطر سرگردان اور فرمانبرداری کر رہی ہے تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تو نافرمانی کرتا پھرے۔

رُوئے زمین پر بہار و خزاں کی آمد و رفت انسان کو دوبارہ زندگی ملنے کی یقین دہانی کا قدرتی سامان ہے بیج اور نباتات و سبزہ ایک طرف بعض جاندار بھی تو ایسے ہیں جو مٹی میں کھوئے ہوتے ہیں اور رات بھر کی بارش کے نتیجے میں جب جوہڑوں میں پانی بھر جاتا ہے تو کیچڑ میں دبے ہوئے مینڈک دوبارہ زندہ ہو کر ٹرانے لگے ہیں۔ مچھلیاں کیچڑ سے نکل کر سانس لینے لگتی ہیں۔ کیا یہ قدرتی آیات

Marfat.com

انسان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " فَانظُرْ اِلیٰ آاثار رحمۃِ اللہِ کیف یُحیِ الارض بعد موتِھا" اللہ کی رحمت کے آثار ملاحظہ کر کہ وہ کیسے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ آیت مبارکہ میں انسان کو مزید غور و فکر کرنے کے لئے دعوت دی گئی ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں۔ وہ زمین سے اگنے والے نباتات ہوں یا ان کے اپنے نفوس اور بہت سے جو وہ نہیں جانتے۔

آیت پاک سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق نباتات یا تخلیق حیوانات یا تخلیق انسانیت کے لئے خاص فطری اصول مقرر کئے ہیں۔ تاکہ خودکار انداز میں یہ سلسلہ "کن فیکون" جاری و ساری رہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اَفَرَاَیتُم مَاتَحرُثُون ءَ اَنتُم تَزرَعُونَہٗ ام نَحنُ الذّارِعُونَ" کیا تم دیکھتے ہو کہ جو تم بوتے ہو ہم اُسے اگاتے ہیں یا تم اسے اگاتے ہو۔ گویا انسان ان قائم کردہ فطری اصولوں کے مطابق صرف بیج ڈالنے کا مکلّف کیا گیا ہے۔ اگانا اور بارآور کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ خواہ یہ تجربہ چاول کی پنیری پر کیا جائے یا درخت کی پیوندکاری پر یا مرغی کے چوزے نکالنے کے لئے یا خود انسان کے مادۂ تولید کو ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے بطن مادر میں انڈھیلنے کی کاروائی ہو نتائج درست نکلیں گے۔

نوٹ۔ البتہ انسان کو حیوانات کی طرح برہنگی سے الگ تھلگ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ بے حیائی اور بے پردگی خلیفۃ اللہ کی شان کے خلاف ہے۔ اگر اولاد کی ضرورت ہو تو نکاح کرنے کا حکم ہے کسی عورت کی کوکھ سے ہر قیمت پر اولاد حاصل کرنے کا جنون خود اس کے انسانی شرف کی توہین ہے۔ شریعت میں نکاح کا دستور بھی بنیادی لحاظ سے

Marfat.com

حیا و شرم اور غیرت و حمیت کے تحفظ کے لئے وضع ہوا ہے آیت مقدسہ کے آخر میں "مما لا یعلمون" یعنی کچھ جوڑے ایسے بھی پیدا کئے گئے ہیں جو وہ نہیں جانتے۔ بے شک قیامت سے قبل تک انسان اپنی جویانہ عادت کے تحت لاکھوں جوڑوں اور ان کی تخلیق کے اندازے پہچان جائیں گے مگر پھر بھی کروڑوں سے نابلد ہی رہیں گے تا آنکہ امر الٰہی سے قیامت برپا ہو جائے گی اور آیت کے مفہوم میں کمزوری ظاہر کرنے میں اہلِ دنیا ناکام ہی رہیں گے۔ کاش مسلمان بھی ظالم و جابر قوتوں کے مقابل ایجادات کی سعی کرتے تو قدرت انہیں شاباش دیتی۔

بصیرت افروز اشارے

آیہ مبارکہ میں کچھ بصیرت افروز اور حیات آفریں اشارے بھی موجود ہیں یعنی جس طرح مردہ مٹی پانی سے زندگی حاصل کرتی ہے اسی طرح مردہ دلوں پر محمدؐ صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی بارش سے بہار آجاتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" وَاَشْرَقَتِ الاَرْضُ بِنُورِ رَبِّها اِذَا وُضِعَ الکتابُ وَجِیئَی بِالنّبین والشّھدَآء" "اور زمین اللہ کے نور سے جگمگا اٹھے گی جب کہ کتابِ (عمل) سامنے لائی جائے گی اور انبیاء اور شہداء بھی جلوہ فرما ہونگے" گویا انبیاء و شہداء کے قدومِ میمنت نواز سے زمین کی قسمت جاگ اٹھے گی۔ عدل و انصاف اور توحیدِ باری تعالیٰ کا غلغلہ بلند ہوگا شبہائے جور و ستم کی کالی ردائیں تار تار ہوں گی اور نورانی

Marfat.com

صبحِ جاوداں مستقل شان سے طلوع ہو جائے گی۔

روئے زمین بطلعت ایشاں منور است

جُوں آسمان بزہرہ و خورشید و مشتری

لہٰذا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ کا رخ کیا جائے اور بالخصوص محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ایمان کی بنیاد بنایا جائے۔ تاآنکہ دلوں کی مردہ زمین زندہ ہو کر یقین و ایمان کے نباتِ نو خیز کو شجرِ سایہ دار کی صورت پروان چڑھا سکے۔ واللہ ولی التوفیق۔

Marfat.com

منظومِ ترجمانی

و اٰیۃ لھم الارض...... و مما لا یعلمون

ہے مردہ زمیں میں بھی آیت ہماری
ظاہر درخشاں ہے غایت ہماری
طاقت ہماری نشاں بھی ہمارا
ہوتی ہے زندہ یہ جاں بھی دوبارہ
بارانِ رحمت سے سوکھی زمیں کو
بناتے ہیں گلزار روکھی زمیں کو
جو کوہ و بیاباں کو ہیں زندہ کرتے
اناجوں سے ہم ان کی جھولی ہیں بھرتے
جماتے ہیں ہم بیج کالی زمیں میں
نئی تازگی ہے گل و یاسمیں میں
سجاتے ہیں خوشوں میں لعل و نگیں کو
ملے رزق تا آنکہ صحرا نشیں کو
ہوا آب و دانہ پہ جیون تمہارا
کرو تم ہو بے فکر اس پہ گذارا

Marfat.com

ہرے ہو رہے ہیں سبھی کوہ و صحرا
یہ قدرت ہماری کا ہر جا ہے پہرا
بنجر زمینوں میں جنگلات کیا کیا
شجر اور گلزار و باغات کیا کیا
کہیں شور چشموں کا باغوں کے اندر
کہیں پھول بوٹے ہیں راغوں کے اندر
کھجوروں کی دیکھو تو بہتات ہے کیا
سنہری انگوروں کی سوغات ہے کیا
انگوروں کے خوشے لٹکتے ہیں ایسے
کہ پتلی کے موتی مٹکتے ہیں جیسے
درختوں کے پھل پھول سب ہیں نرالے
ہیں پھیلے زمینوں میں ہر سو اجالے
یہ سب گرچہ انساں نہ خود سے بنائے
مگر شکر پھر بھی وہ لب پر نہ لائے
اُسی ذاتِ حق نے یہ جوڑے بنائے
انساں بنائے یا پودے اُگائے
علاوہ ازیں اور مخلوق بھی ہے
ہے مالک تو پھر کوئی مملوک بھی ہے

Marfat.com

ابھی علم حاصل ہے محدود ان کو
ملے نہ ملے گرچہ مقصود ان کو
ہے مخلوق کس رنگ ؟ کوئی کچھ نہ جانے
وہی کچھ ہے جانے، جو بخشا خدا نے
کیا علم انساں نے حاصل ہے ناگاہ
مگر علمِ کامل سے قدرت ہے آگاہ
کرو شکر نعمت کا ہر آن ہر گاہ
کہ سجدے لٹانے کو وا ہے وہ درگاہ

☆

مردہ زمیں اور مردہ دلی

ہو مردہ دلی یا کہ مردہ زمیں ہو
یہ ہے ایک سی یہ کہاں ہو کہیں ہو
زمیں زندہ ہوگی جو شبنم کے دم سے
تو دل زندہ ہونگے ندامت کے نم سے
جو اشکوں کے موتی پرویا کریں گے
وہ غافل رہیں گے نہ سویا کریں گے

☆

Marfat.com

پروردگار کی نعمتوں کا شمار
ممکن نہیں

وَاٰتٰیکُم مِّن کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوہُ، وَاِن تَعُدُّوا نِعمَۃَاللّٰہِ
لاَ تُحصُوھَا، اِنَّ الاِنسَانَ لَظَلُومٌ کَفَّارٌ☆ ابرٰھیم

اور پروردگار نے تمہیں وہ سب کچھ عطا کیا جو تم نے اس سے مانگا، بیشک انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے۔

Marfat.com

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَاهُمْ مُّظْلِمُوْنَ Oوَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّلَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُالْعَزِيْزِالْعَلِيْمِ O وَالْقَمَرَاقَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِOلَاالشَّمْسُ يَنْبَغِىْ لَهَااَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَوَلَاالَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَO

ترجمہ:

۳۷۔اوران کے لئے ایک نشانی رات ہے ہم اس میں سے دن کو کھینچ لاتے ہیں جبکہ وہ اندھیرے میں تھے

37.A token unto them is night. We strip it of the day, and lo! they are in darkness.

۳۸۔اورسورج چلتا ہے ایک مستقر میں اور حکم ہے زبردست علم والے کا

38.And the sun runneth on unto a resting-place for him. That is the measuring of the Might, the Wise.

۳۹۔اورچاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں یہاں تک کہ وہ پھر ہوجاتا ہے پرانی شاخ کی مانند

39.And for the moon We have appointed mansions till she return like an old shrivelled palm-leaf.

۴۰۔سورج نہیں پکڑ پاتا چاند اور نہ رات دن سے آگے گزر جاتی ہے ہر ایک اپنے

Marfat.com

اپنے مدار میں پیر رہا ہے

40.It is not for sun to overtake the moon, nor doth the night outstrip the day. They float each in an orbit.

مفردات:

(نسلخ۔ ہم باہر کھینچتے ہیں۔ سلخ مصدر) لیل۔ رات) نہار۔ دن) فاذاھم۔ پس وہ) (العزیز۔غالب) العلیم۔ جاننے والا) (قدرناہ۔ ہم نے اس کا اندازہ مقرر کیا) (منازل۔منزل کی جمع اترنے کی جگہیں (ینبغی۔لائق ہے۔قابل ہے) تُدرک۔ وہ (مونث) پہنچ پاتی ہے) (سابق، کسی کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ جانے والا) فلک۔ مدار۔گھیرا، مدار) یسجون۔وہ پیرتے ہیں۔ تیرتے ہیں)

توضیح:

یہ اگر آئین ہستی ہے کہ ہو ہر شام، صبح
مرقدِ انساں کی شب کا کیوں نہ ہو انجام صبح

ان آیات مقدسہ میں خالق کائنات نے انسان کو چشم بصیرت عطا کرنے اور اُسے اپنی قدرتِ کاملہ سے آگاہ فرمانے کے لئے ان چند مظاہر قدرت کی طرف غور کرنے کی دعوت دی ہے جو ہر وقت اس کی نظروں کے سامنے جلوہ گر رہتے ہیں اور جن سے وہ براہِ راست صبح و شام فیض یاب ہوتا رہتا ہے۔ رات اس کے لئے تسکین لاتی ہے اور پھر اس کے اوپر سے اندھیروں کی چادر کھینچ کر قدرت کاملہ دن کے اجالے کا سامان کرتی ہے۔ سورج دن بھر اپنی تابش اور رو پہلی کرنوں سے روئے

Marfat.com

زمین کے گوشے گوشے کو جگمگا کر غائب ہو جاتا ہے پھر چاند اپنی چاندی سی کرنوں کے زور سے رات کی کالی سینا کو پس منظر میں دھکیل دیتا ہے اندھیرا درختوں اور دیواروں کی اوٹ میں پناہ ڈھونڈنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ سورج اپنے خاص راستوں پر اپنے ہمجھولیوں کے ہمراہ دن رات، ماہ و سال، فصل خریف و ربیع کے رنگ دکھاتا آگے ہی آگے کسی نامعلوم منزل کی طرف ایک خاص رفتار سے بڑھتا چلا جا رہا ہے ابن عباسؓ نے آیت مبارکہ میں ''لا مستقر لها ''تلاوت کر کے یہ بتایا ہے کہ سورج کا فی الحال کوئی ٹھکانہ نہیں فضاءِ بسیط میں محو سفر ہے'' اور جب یہ اپنے اس مستقر اصلی پر پہنچے گا جو کہ قدرت کاملہ نے اس کے لئے مقرر کر رکھا ہے تب اس کی ڈیوٹی ختم ہو جائے گی اور پھر دن رات اور صبح و شام کا نظام بھی جاتا رہے گا اور زمین بھی اپنے محور کے گرد چکر لگاتے رہنے پر مجبور نہیں ہو گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے '' اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ'' جب سورج دھواں دھار ہو کر بے نور ہو جائے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے، پس اب تک یہ نظام شمسی اور کہکشاں کی چمک دمک قائم و دائم ہے کہ ان کے خالق کا یہ امر ہے کہ وقت معین تک وہ اپنے اپنے کام پر لگے رہیں۔ سورۂ رعد میں ارشاد ہے'' وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے جسے تم دیکھتے ہو پھر وہ عرش پر جلوہ فرما ہوا (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) سورج اور چاند کو مسخر کیا ہر ایک اپنے وقتِ مقررہ تک رواں دواں ہے۔ چنانچہ کائنات کی ہر اک شئے یہاں تک کہ ان کی پرچھائیاں بھی طوعاً یا کرہاً اپنے اپنے انداز میں اپنے پروردگار کے حضور میں سجدہ ریز ہیں۔

سورۂ الرحمٰن میں ہے ''الشمس والقمر بحسبان والنجم

Marfat.com

والشجر یسجدان'' سورج اور چاند ایک حساب سے اور نباتات واشجار دونوں سجدہ ریز ہیں۔اس لئے انسان کو بھی اپنا فرض بندگی ادا کرنا لازم ہے۔ جب کہ اس کے عالموں اور ہیئت دانوں نے اپنے صدیوں کے مشاہدات کے نتیجہ میں یہ تک معلوم کرلیا ہے کہ زمین، چاند اور دیگر بہت سے ستارے اور سیارے سورج کی کشش میں اس کے گرد چکر لگانے میں مصروف ہیں اور اس طرح کے اربوں نظام ہائے شمسی آسمان پر کہکشاں بناتے ہیں۔ ہر چھوٹا سیارہ اپنے سے قریب تر کسی بڑے سیارے کے گرد گھومتا ہے اور جب سے قدرت نے ان سب کو کام پر لگایا ہے اس نظام میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔ سبحان اللہ کتنی عجیب بات ہے کہ زمین سورج کے سامنے رہتے ہوئے اپنے محوور کے گرد گھومتی ہے جس کے نتیجہ میں دن رات ظہور میں آتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ایک بڑے مدار پر چل کر تین سو پینسٹھ دنوں میں سورج کے گرد بھی چکر پورا کرلیتی ہے جس سے موسم بدلتے ہیں۔ اور چاند زمین سے جسامت میں کم تر ہے اس لئے بیس دنوں میں زمین کا طواف کرتا ہے اور کیا خوب ہے قدرتِ باری کی یہ ترتیب کہ چاند صرف رات کو ہی چمکتا ہے اور گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی اس طرح تیس یا اُنتیس راتوں میں کبھی ہلال کی صورت اور کبھی بدرِ منیر بن کر اور پھر گھٹتے گھٹتے پیچھے کی جانب سرکتا ہوا کھجور کی ٹیڑھی شاخ بن کر آماوس میں چھپ جاتا ہے پھر نئے سرے سے مغربی افق پر طلوع ہو جاتا ہے۔

چاند کے گھٹنے بڑھنے سے مہینہ کے ایام کی گنتی کو ازبر کر لینے میں مدد ملتی ہے۔ ہیئت دانوں نے مشاہدات سے یہ معلوم کیا ہے کہ چلتے چلتے جب زمین، سورج اور چاند کے درمیان آجاتی ہے تو چاند کو گہن لگ جاتا ہے جس سے ساعت بھر کے لئے

Marfat.com

چاندنی شب میں اندھیر مچ جاتا ہے۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ سورج گرہن اور چاند گرہن اللہ کی نشانیاں ہیں۔ جس سے غافل انسان کو خبردار کرنا مقصود ہوتا ہے یعنی یہ کہ نظام شب و روز خالقِ کائنات کے حکم سے تعطل پذیر بھی ہوسکتا ہے۔ چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے مگر مجال نہیں کہ خلاف توقع راتوں میں طلوع ہو کر چاند ستاروں کی محفل میں مخل ہو جائے۔ یا رات اتنی طویل ہو جائے کہ دن کی باری ہی نہ آنے پائے۔ مگر جب کبھی حکم خدا ہوگا تو قیامت برپا ہو جائے گی اور یہ سارے اجرام فلکی باہم ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں گے۔ سورہ القصص میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے

" قل ارأیتم ان جعل اللهُ علیکم اللیلَ سرمداً اِلیٰ یومِ القیامة مَن اِلٰهٌ غیر الله یاتیکم بضیاءٍ" کہہ دیں کہ کیا تم نے غور کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ رات کو قیامت تک کے لئے ہمیشگی عطا کر دے تو اللہ عز و جل کے سوا کون وہ معبود ہے جو تمہیں روشنی کی کرن لوٹا دے۔ اسی طرح دن کو اگر لمبا کر دے تو تسکین کے لئے لوگ رات کو ترس جائیں گے۔ ربِ کائنات کی طرف سے شب و روز کا یہ خوبصورت انتظام و انصرام کیا گیا ہے جس میں انسان کو گنتی کے ساتھ اپنی عمر کے ماہ و سال گزارنے کے لئے بھیجا گیا ہے تاکہ وہ بھی فرمانبردار اور ادب کی عادت سیکھ لے۔

سورۃ النحل میں ارشاد ہے" وسَخّر لَکُمُ اللَّیلَ وَالنّھارَ والشّمسَ والقمرَ والنُجومَ مُسخّراتٍ بِاَمرِہٖ" اور اس نے تمہارے لئے مسخر کئے۔ دن اور رات اور سورج اور چاند اور ستارے باندھے ہوئے اس کے حکم سے۔

اور سورۃ لقمان میں یوں ارشاد ہے" وسخرالشمس والقمر کل یجری لاجلِ مسمّی" اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے یہ سب ایک مقرر د

Marfat.com

مدت تک کے لئے جاری وساری ہیں۔

قرآنِ حکیم کی ایسی آیات انسان کو دعوتِ غور وفکر دینے کے لئے نازل کی گئی ہیں۔ جن میں واضح طور پر انسان کو اپنے خالق و مالک کی احسان مندی کا درس ملتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ہر چیز کو انسان کی خدمت گزاری کے لئے مقرر فرما رکھا ہے اور جو جو خوبی جس میں رکھی گئی ہے انسان کو خود بخود اس کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔

اس لئے انسان کو آیۃ الیل کا سبق پڑھایا جا رہا ہے کہ دنیا میں پھیلی ہوئی ظلمت کی شبِ تاریک میں اس طرح اُجالے کا اہتمام کرے جیسے قدرت کے چاند سورج ماحول کو روشن اور منور کرتے ہیں۔

حقیقت بین نگاہیں تو پہلے ہی ماورائے کائنات کو پیش نظر رکھتی ہیں۔ جسے آخرت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دورِ حاضر کے انسان کی یہ بھی سب سے بڑی خدمت ہوگی کہ اسے آخرت پر ایمان واعتقاد سے کماحقہٗ بہرہ مند کیا جائے اور زمانے میں یہ خدمت سب سے بڑھ کر قرآن حکیم انجام دیئے چلا آ رہا ہے۔

ساتھ ہی ساتھ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کے سلسلہ میں علمائے اسلاف کی طرف سے بیان کردہ حدیث کا تذکرہ بھی نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے جس کا مفہوم مجاز کے پردے اٹھا کر سمجھنے کی ضرورت ہے اور جسے دور جدید کے کچھ مفسرین نے مستشرقین کے خوف سے ایک طرف کرنے میں ہی عافیت جانی ہے۔ حقیقت کو مجاز کے حجابوں میں تلاش کرنا آسان نہیں ہوتا ہمارا ایمان ہے کہ حدیث پاک اسناد کے لحاظ سے جب صحیح کا مقام رکھتی ہے تو اس میں تضاد کا گزر ممکن نہیں۔ لہٰذا اسے ظاہر پر

Marfat.com

محمول کرنا مناسب نہیں۔ جنابِ ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ کیاتم جانتے ہو کہ سورج غروب ہو کر کہاں جاتا ہے تو اصحابؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ سورج زیرِ عرش سجدہ ریز ہو کر دوسرے دن کے طلوع کی اجازت طلب کرتا ہے۔

جس دن اسے اجازت نہ ملے گی اس دن دنیا اندھیر ہو جائے گی سورۂ تکویر میں اللہ تعالیٰ نے قسم کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ جب سورج بے نُور ہو جائے گا اس کی دلیل ہے۔ گویا ہر کوئی اپنے مناسب حال سجدوں میں مشغول ہے اگر ہم قرآن کریم سے مزید دلائل معلوم کریں تو بآسانیہ وضاحت ہمیں مل سکے گی کہ زمین و آسمان اور دیگر ہر مخلوق اپنے اپنے انداز کے مطابق ربِ کائنات کے حضور سجدہ ریز ہوتی رہتی ہے مگر ان سب کا انداز ظاہر کی آنکھ سے نہیں بلکہ روحانی بصیرت سے سمجھا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد ملاحظہ ہو " **کل له قانتون**" سب کے سب اس کے حضور میں فرمانبردار ہیں اور ان کی عبادت کے بارے میں سورۂ نور میں ارشاد فرمایا (**كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ**) بیشک سب اپنی نماز اور بندگی کا علم رکھتے ہیں اور اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے۔

اور جہاں تک سورج جو کہ نظامِ شمسی کا مرکزی کردار ہے اس کا سجدہ کرنے اور اجازت طلب کرنے کا معاملہ ہے قطعاً بعید از قیاس نہیں۔ جب کہ سورۂ حٰم سجدہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا فرمانے کے بعد ان سے پوچھا کہ کیا تم خوشی سے اطاعت گزاری کرو گے یا جبراً حکم مانو گے تو دونوں بیک زبان بول اٹھے ہم خوشی سے فرمانبرداری کریں گے اس مکالمے سے حدیث پاک کی صداقت سمجھنا آسان ہو

Marfat.com

جاتا ہے یعنی جس طرح زمین و آسمان جمادات ہونے کے باوجود اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتے ہیں اسی طرح سورج بھی ایسے ہی روزانہ اپنے رب العزت کے حضور سجدے لٹاتا ہے اور اگر دیکھا جائے تو سورج، چاند، ستارے، زمین و آسمان سب کے سب اپنے اپنے انداز میں زیرِ عرش سجدہ ریزیاں ہی تو کر رہے ہیں اور ان کی حیات بھی ہماری طرح حقیقت میں یک دو نفس تک ہی محدود ہے جب تک انہیں بارگاہِ خداوندی سے اِذن ملتا رہے گا اس وقت تک یہ سب اپنے اپنے مداروں میں گردش کرتے رہیں گے اور جب ان کو اِذن حاصل نہیں ہوگا سب کے سب منظر سے غائب ہو جائیں گے یعنی بظاہر وہ فضا میں تیرتے ہیں جیسا کہ آیت مبارکہ میں بھی فرمایا گیا مگر وہ ساتھ ہی ساتھ قدم قدم پر سجدے بھی لٹاتے جاتے ہیں۔

لہذا یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیے کہ قرآن حکیم دہر میں کھوئے ہوئے انسان کو قدرت کی صنعت و کاریگری کی طرف راغب فرماتے ہوئے رشد و ہدایت کی تعلیم فرماتا ہے اور حدیث پاک مظاہر قدرت کے روحانی پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے اور دونوں کا مقصد یہی ہے کہ بندگانِ خدا اپنے اپنے مقصدِ حیات کو پہچانیں اور اس طرح وہ بھی فرمانبرداری اختیار کریں جس طرح زمین، آسمان، سورج، چاند اور ستارے حقِ بندگی ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ اگرچہ ان کی بندگی کا انداز مختلف ہے اور انسان کا مختلف۔ مگر انسان کی عقل و فکر کا تقاضہ ہے کہ مجاز کے ماوراء میں پنہاں ابدی حقائق سے بھی روشناس ہونے کے لیے اپنے اندر یقین و ایمان کی شمع روشن کرے جبکہ نظام شمسی اور سیارگان فلک کی گزرگاہیں تو اس نے معلوم کرلی ہیں مگر حقیقتِ ابدی کے بارے میں اس کی عقل پر پردہ جوں کا توں پڑا ہے۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

مظاہر قدرت

و اٰیۃ لھم الیل...... کل فی فلک یسبحون

آیت ہے راتوں سے دن کا نکلنا
تڑکے سے سورج کے دن کا مچلنا
اندھیرے گھنیرے جو دنیا پہ چھائیں
تجلّی اندھیرں سے ہم کھینچ لائیں
نہ لاتے تمہارے لئے گر سویرا
تمہیں چھوڑ جاتا نہ ہرگز اندھیرا

سورج کا مدار

یہ سورج چمکتا ہے جو مستقر میں
حکمِ اِلٰہ سے ہے رہتا سفر میں
ہے اجلا یہ کرتا اندھیروں کو آ کر
بساتا ہے جگ میں سویروں کو لا کر
اجالے کا آتا ہے برساتا بادل
لٹاتا ہے کرنیں الٹتا ہے چھاگل

Marfat.com

زرِ بفت پہنائے لاتا ہے دن کو
سرِ شام خود ہی ہٹاتا ہے دن کو

چاند کی منزلیں

مہ ہے فلک پر یا شاخِ شجر ہے
خجل ہے وہ خود ہی کہ شاید حجر ہے
منازل کی اس کو مقدر کیا ہے
خلا میں اسے نہ کہ بے پر کیا ہے
شبِ چاردہ میں کنول پہ ہے جوبَن
چاندی سی کرنوں سے چمکے مہابن
اجالا مہر سے ہی مہ گر ہے پاتا
نہیں پھر بھی خاطر میں اس کو وہ لاتا
مہر کے ہی دم سے ہے مہ جگمگائے
عجب ہے منازل میں آگے ہی جائے
جو دن کو نہیں اپنی صورت دکھاتا
وہ تاروں کی محفل میں ہے گل کھلاتا
ڈھونڈے ہے سورج صبح شام اس کو
مگر پا سکا نہ کسی گام اس کو

Marfat.com

حقیقت میں سورج ہے دوری میں رہتا
مداروں میں اپنے حضوری میں رہتا
مگر چاند یہ، ہے زمیں کے حوالے
بناتا ہے گردِ زمیں خوب ہالے
ہے دُلہا مہر مہ اس کا شہ بالا
ہے قدرت نے دونوں کو گردش میں ڈالا

لیلائے شب

یہ لیلائے شب کی ہے عادت پیاری
ہمیشہ ہی دن کے ہے پیچھے سدھاری
آتی ہے شب کو ستارے لگا کر
تا ڈھونڈے وہ سورج کو یوں جگمگا کر
اگرچہ نہ شب دن سے آگے بڑھے ہے
مگر شام ہوتے ہی پاؤں پڑے ہے
اندھیرے میں اپنے یہ سب کو چھپا لے
مگر بجھ نہ پائیں دلوں کے اجالے
اندھیرے میں شب کے جو ظلمت گری ہے
پھرے کوئی کرتا خود اس سے بری ہے

Marfat.com

تھکی روح کا ہے یہ غم بھانپ لیتی
تفکر کی چادر میں ہے ڈھانپ لیتی
غمِ روز شاعر غمِ شب بنائے
یہ سب داغ گیسو میں اپنے چھپائے
شفق کے لہو سے جو شب پھوٹتی ہے
مشقت سے جانِ حزیں چھوٹتی ہے

''گردشِ افلاک کا اصول''

سیّارے ہیں سارے جو نیلی فضا میں
سبھی تیرتے ہیں سجیلی ضیاء میں
ہیں موتی پیارے یہ لیلائے شب کے
بناتی ہے قدرت عجب خاص ڈھب کے

☆

Marfat.com

سائنس دانوں کے متغیر نظریات

آغاز میں ہیئت دانوں کے نزدیک زمین ساکن تھی۔ سورج زمین کے گرد حرکت کرتا دکھائی دیتا تھا پھر نظام شمسی کا پتہ چلا تو سائنس دانوں نے دیکھا زمین اور دیگر چاند ایسے بہت سے ستارے کشش ثقل کے سبب سورج کے گرد چکر لگاتے ہیں اور سورج ساکن ہے اب جب کہ سائنس دانوں کے مشاہدات میں وسعت ہوئی ہے تو وہ یہ بھی جان گئے ہیں کہ سورج مع سیارگان کے کسی نامعلوم منزل کی طرف بڑھ رہا ہے اس حرکت کا اندازہ نظام شمسی کے دائرہ سے مکمل طور پر باہر نکل کر ہی لگایا جاسکتا ہے۔ سبحان اللہ کہ قرآن کریم نے اشاروں کی زبان میں یہ حقیقت سب سے پیشتر واضح فرمادی ہے یعنی "كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ" سب کے سب اپنے اپنے راستوں پر پیر رہے ہیں۔

تسخیر کا مفہوم

تسخیر کائنات کا مفہوم یہ ہرگز نہیں کہ انسان قدرت کے قائم کردہ نظامِ طبیعات و مبادیات کی کھوج لگانے میں اپنی عمر کے قیمتی لمحوں کو ضائع کردے اور اپنے حقیقی مقصد حیات کی طرف کوئی توجہ نہ دے۔ اگرچہ انسان کی افتادِ طبع میں یہ داخل ہے کہ وہ اپنے آرام و آسائش کے لئے کچھ نہ کچھ کرے۔ خواہ وہ علمِ سائنس کے ذریعے ہو یا محض

Marfat.com

قوت کے استعمال سے۔ جذبہ مسابقت اس کی فطرت میں داخل ہے۔ مگر جو کچھ بھی انسان اپنے علم و عمل سے خدمات سرانجام کرتا ہے اس کے لئے وہ ذمہ دار ٹھہرتا ہے۔ اگر اس کے سائنسی علوم اور تجربات انسانیت کی خیر وخوبی کے لئے وقف ہیں تو وہ تحسین کے لائق ہے اور اگر اس کی ترقی کا مقصد بعض قوموں کی طرح منفی نتائج اثرات مرتب کرنا ہے جیسے محض ہلاکت آفریں آلات کی ایجادات کے ذریعہ کمزور قوموں کو غلام بنائے رکھنے کی آرزو تو یہ قابل ملامت ہے تاہم ایسی صورت میں خاص طور پر مسلمانوں پر یہ فرض عائد ضرور ہوتا ہے کہ ایسی ہلاکت آفریں ایجادات کے مقابلہ کے لئے دن رات ایک کر کے ایسی سائنسی ایجادات کرنے میں کامیاب ہوں جن کی بدولت طاقت کا توازن بھلے انسانوں کے حق میں رہے محض واویلا مچانے اور ترقی یافتہ اقوام کے لباس کی نقل اتار لینے سے ترقی کی لیلیٰ ہاتھ نہیں آ سکتی۔ مسلمانوں کو اس عظیم اور نیک مقصد کے لئے ایک خاص منصوبہ بندی کی ضرورت ہے وگرنہ ترقی کا نام رٹنے سے اپنی آزادی بحال رکھنے میں خود کفیل نہیں ہو سکتے گمراہ قوموں کی حیا سوز ترقی سے انہیں کیا فائدہ۔ جب کہ یہ ساری کی ساری قوتیں ان کے دشمنوں کے ہاتھ میں رہیں۔ جن کا مقصد مخلوق خدا کے استحصال اور اس کے معاشی قتل کے ہتھکنڈوں کو اختیار کرنے کے سوا کچھ اور نہیں۔ اس ترقی سے تو روز ازل میں کی گئی فرشتوں کی پیشگوئی سچ نظر آتی ہے۔ یعنی یہ کہ انسان دنیا میں رہ کر فتنہ فساد برپا کرے گا۔ غور کیا جائے تو مادی ترقی ایک ایسی ترقی ہے جس کے منفی اثرات اس کے افادی اثرات سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں عام فرمائی تھیں اور ان کے حصول پر قدرت کی طرف سے کوئی قدغن نہیں لگائی گئی تھی اس ترقی کی بدولت سب کی

Marfat.com

سب نعمتیں سمٹ کر استحصالی ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ گئیں ہیں۔لوگ ملوں کے آگے قطار باندھے شیطانوں اور طواغیت زمانہ کے ہاتھوں نانِ جویں کو ترس رہے ہیں۔ اور ہر قسم کی اشیاء صرف کو انہیں کے مقرر کردہ نرخوں پر خریدنے پر مجبور ہیں۔ان کی جیب میں اتنا مال داخل نہیں ہوتا جتنا کہ ان سے EXPLOITATION اور اشتہار بازی کے ذریعہ سمیٹ لیا جاتا ہے۔سادہ وقتوں میں بڑھیا چرخہ کات کر اپنا اور اپنے اہل عیال کا پیرہن تیار کر لیا کرتی تھی اب تو کفن بھی ایک محنت کش کے روز ینے سے بھی گراں تر ہے۔جب ہم ایسے تہذیب جدید کے ابلوں کو آیاتِ قرآنی پر تدبر کے لئے دعوت ملتی ہے تو وہ اس بات سے نالاں ہوتے ہیں۔ دراصل وہ بگڑی دنیا جس پر یہود و نصاریٰ کا منحوس سایہ ہے کے شانہ بشانہ چلنے کی بات کرتے ہیں۔ بگڑی قوموں کی تہذیب اپنانے سے ترقی کی منزلیں طے نہیں ہوں گی۔جبکہ اس کے لئے مسلسل محنت غور و فکر اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ساتھ ہی ساتھ تعلق استوار کرنے کی بھی ضرورت ہے۔لہذا جب نئی نسل کو تسخیر کائنات اور مادی ترقی کا درس دیا جائے تو اس کے مقاصدِ عظمٰی سے بھی انہیں روشناس کرانا ضروری ہے۔وگرنہ مادر پدر آزاد قسم کی ترقیاں کفر و الحاد بھی ساتھ لاتی ہیں۔بقول شاعر مشرق ۔

ہم تو سمجھے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
یہ نہ سمجھے تھے چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

جس نے انسان کی تخلیق فرمائی تھی ذرا اس سے پوچھیئے بھلا انسان کی ترقی کا اُس کے ہاں کیا معیار مقرر ہے۔جس نے صدیوں پیشتر اپنے پیارے پیغامبر ﷺ کی زبانی دنیا کو کہلوایا تھا۔ "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" بے شک اللہ کے نزدیک

Marfat.com

تمہارا مرتبہ و مقام یا ترقی و کمال تقویٰ میں مضمر ہے۔ گویا اعلیٰ اخلاقی اقدار اور پسندیدہ اوصاف سے خود کو مزین کر لینے میں انسان کی معراج ہے۔ نہ کہ ظاہری سامانِ آرائش و آسائش کو بہم کر لینے میں۔ مگر مدت ہوئی کہ یہود و نصاریٰ اور اُن کے کاسہ لیسوں نے اللہ کی راہ بھول کر دُنیوی اسباب جمع کرنے کو ہی ترقی کا نام دے رکھا ہے۔ اور دنیائے انسانیت اُن کی لوٹ کھسوٹ اور استحصال کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ جس کی بنا پر محبت و خلوص، عجز و انکساری مروت و ایثار، سچائی اور سادگی ایسے اعلیٰ اوصاف سے دنیا محروم ہو کر رہ گئی ہے اور ان کی جگہ حسد و بغض، کینہ و عداوت، احساس برتری، تحقیرِ انسانیت، حرص و ہوا، گھٹیا خواہشاتِ نفسانی اور بدمعاشی نے لے لی ہے۔ مسلمان غور کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے آخری دور میں انہیں اعلیٰ انسانی اقدار کا محافظ مقرر فرمایا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا" وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ" یعنی تم خدا کے دشمنوں اور استحصالی قوتوں کے مقابلے میں قوت و استعداد جمع کر رکھنا۔ گویا اللہ کے نزدیک انسانی ترقی و کمال کی اصل صورت اس "قوت" کا حصول ہے۔ جو انسانیت کو ظالموں کے ظلم سے بچا سکے۔ ڈیزائن دار لباس پہن کر ماڈل بنے رہنے یا چہروں پر پوڈر اور کریم مل لینے کو ہی ترقی نہیں کہتے۔ بقولِ شاعر

میری نظر میں یہی ہے جمال و زیبائی
کہ سر بسجدہ ہوں قوت کے سامنے افلاک

اور جہاں تک تسخیرِ کائنات کا تصور ہے قرآن حکیم نے تدبر اور غور فکر کا حکم دیا ہے اور تسخیر کے بارے میں چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل کے مصداق انسان کو ایسا حکم نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا اللہ نے زمین و آسمان، چاند سورج اور جملہ ستارے تمہارے

Marfat.com

لئے مسخر کیے ہیں تا کہ وہ تمہاری خدمات انجام دیں اور تم اللہ کا شکر بجالاؤ لہذا تسخیر کا مفہوم اسی قدر ہی لینا مناسب ہے کہ کائنات کے اندر پیدا کی گئی نعمتوں اور اسباب سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور "مسخرات" کے بارے میں غور و فکر کی جو دعوت دی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان پر اپنے خالق کی نعمتوں کا سایہ ہو اور اس پر نیکی اور بھلائی کا رنگ جمے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "صِبۡغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً" اللہ کا رنگ! اور کون ہے بہتر اللہ کے رنگ سے۔

جب یہ رنگ جمے گا تو نیکی اور بھلائی کا دور دورہ ہوگا اور خدمت انسانیت کے جذبے زیادہ مؤثر طریق سے قلوب انسانی میں جنم لینا شروع ہونگے اور طبیعات و کیمیاء گری کے تجربات سے جو دھما کہ خیز ایجادات وجود میں آئی ہیں۔ یقیناً اس سے بڑھ کر انسان کو تسکین اور امن نصیب ہوگا۔ اور پھر یہ ایجادات صرف اور صرف انسان کی بھلائی کی خاطر ہونگی۔ اور کیا یہ بات ایمان لانے کے لئے کافی نہیں؟ کہ زمین کے اندر مخفی خزائن انسان کی ضرورت اور وقت کے ساتھ ساتھ منکشف ہوتے جارہے ہیں۔ تا کہ انسان کا ہاتھ کہیں رکنے نہ پائے۔ مگر اپنے نام کے ساتھ ہر ترقی کو نتھی کرنے والوں کے لئے ایک انتباہ بھی موجود ہے بقول، شاعرِ مشرق ؎

وہ فکر، گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے اُس کا آشیانہ

قرآنی احکامات و تعلیمات کے منکر اور برگشتگانِ خدا نہ جانے قرآن حکیم کا نام لے کر کس قسم کے غور و فکر کی طرف فرزندان قوم کو آمادہ کرنا چاہتے ہیں جبکہ قرآن حکیم میں جب بھی آسمان و زمین کی پیدائش کے بارے غور و فکر کرنے والوں کا ذکر

Marfat.com

فرمایا گیا تو ان کے خصائل بھی ساتھ ہی ساتھ بیان فرمادیے گئے سورۂ آل عمران کی آیت ۱۹۰ اور ۱۹۱ کا ترجمہ ملاحظہ ہو ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے باہم اول بدل میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے، جو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔ تیری ہی پاکیزگی ہے پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے''

ان دونوں آیات میں غور و فکر کے مقاصد کھل کر معلوم ہو چکے ہیں اور جہاں تک تسخیرِ کائنات کا مفہوم ہے وہ بھی یہی ہے کہ خالق کی قدرتوں کا اعتراف کیا جائے جس نے یہ سب کچھ اپنے حکم سے انسان کی خاطر مسخر کیا۔ خدا کی بندگی چھوڑ کر دین اسلام اور قومی غیرت و حمیت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے طوطا چشمی اور بے عملی سے تو مسلمانوں کو وہ قوت میسر نہیں آجائے گی جو انہیں گمراہ قوموں کے جارحانہ عزائم کا مقابلہ کرنے کی ہمت عطا کردے۔ اس لئے محض مادہ پرستانہ طریق اپنا لینے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کھلی نافرمانی کر کے وہ عظیم مقاصد ہاتھ نہیں آسکتے۔ پس آیتِ شب پر گہرے غور و فکر اور وسیع و فراغ آسمان کی اندھیری رات میں چمکنے والے چاند ستاروں کو اپنے دامن میں جمع کر لیا جائے اور پھر ان کی مشترکہ روشنی سے ایک نئے دن کا آغاز کیا جائے اور کسی کے جبر و قہر کی پرواہ نہ کی جائے۔ قرآن حکیم کی آیات انسان کو تحقیق کی راہ پر گامزن ہو کر مثبت انداز میں شکر نعمت کا بھی درس دیتی ہیں تا کہ انسان محض قوت کے نشے میں بدمست ہو کر اپنے ہی جیسے انسانوں کی گردنیں نہ مارنے لگے ۔۔۔۔۔

Marfat.com

نظر سپہر پہ رکھتا ہے جو ستارہ شناس
نہیں ہے خودی کے مقام سے آگاہ

موجودہ دور میں ''اسلام اور سائنس'' کے موضوع پر اکثر دانشور اس انداز کے مضامین تحریر کرتے ہیں جنہیں پڑھ کر نہ صرف یک پہلو رجحانات واضح ہوتے ہیں بلکہ یہاں تک محسوس ہونے لگتا ہے کہ گویا قرآن کریم کیمیاء دانوں اور مادہ پرستوں کی تائید کے لئے اتارا گیا ہے۔ ایک مضمون نگار نے قرآنی آیت ''سخر لکم مافی السمٰوٰت ومافِی الارضِ جمیعاً منہُ (الجاثیہ) کے حقیقی ترجمہ یعنی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے آسمانوں اور زمین میں سب کا سب (تمہارے لئے) مسخر و پابند کیا ہے'' سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنی طرف سے یہ مفہوم لا سامنے کیا ہے کہ قرآن حکیم نے انسانوں کے لیے اولین مقصد ''تسخیر کائنات'' کو قرار دیا ہے جو کہ سائنس کے بغیر ممکن نہیں'' اور ''کُلَّ یَوْمٍ ھُوَفِیْ شَانٍ'' کے تحت لکھا ہے کہ ''آج جدید سائنس قرآن حکیم کے اس نقطے کی طرف بڑھ رہی ہے کہ کائنات کی ہر شی، کا سرچشمہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے' افسوس کہ بقول کسے ''بوئے گل دیدی کہ آنجا گل نہ بود'' تو نے پھول کی خوشبو وہاں سے سونگھنے کی کوشش کی جہاں پھول نہ تھا'' کے مصداق کمال کر دکھایا۔

خالقِ کائنات روزِ ازل سے ہی انسان کی ان بلند پروازیوں کو تحمل سے دیکھے ہوئے ہے۔ دنیاوی دانشوروں نے سارے ہی فلسفے پڑھ لیے مگر اپنے مالک کا یہ فرمان دنیا کو سنانے کی توفیق نہ ہوئی کہ ''ہم نے جنوں اور انسانوں کو ماسوائے اپنی بندگی بجالانے کے اور کسی مقصد کے لیے پیدا نہیں کیا'' اور یہ کہ ''موت و حیات کو

Marfat.com

صرف اس لئے بنایا ہے تا کہ وہ آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل کرنے والا کون ہے" اور وہی کامیاب ہوا جس نے خود کو پاک کر لیا۔ یعنی اہل زمانہ کو دنیا میں متاع غرور سمیٹنے کی غرض سے پیدا نہیں کیا گیا تھا اور یہ متاع غرور قوت کے اجماع سے یا سائنسی ترقی سے حاصل ہوا ایک ہی بات ہے۔ یقیناً کسی قسم کی مادی برتری "التکاثر" کے ضمن میں شمار ہو گی جس کی نشان دہی قرآن کریم کی آیت مقدسہ "الھٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر" میں فرمائی گئی ہے جب کہ اس کے برعکس انسان کی حقیقی برتری اور فضیلت دنیاوی ترقیوں کی بجائے واضح طور پر کردار کی پاکیزگی اور تقویٰ وطہارت سے وابستہ ہے۔ اور اگر یہ لوگ غور کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ مادی ترقی کے دامن میں سوائے تعیش اور ہلاکت کے کچھ بھی نہیں۔ اور یہ ان کی خوش فہمی ہے کہ بعض ملعون قوموں کی گود میں پلنے والے سائنس دان نظام کائنات کے ماوراء میں کسی مرکزیت کے معترف ہونے لگے ہیں تو ان کا یہ نظریہ محض تشکیل کائنات کے سلاسل میں کارفرما مربوط مادی توانائیوں کو تسلیم کر لینے کی حد تک ہے جس کی انتہا یقیناً کسی ایک محرک مادی توانائی تک ہو سکتی ہے۔ جو کہ قدرت کے قائم کردہ مربوط نظام کائنات کا مادی سرچشمہ کہلا سکتی ہے مگر وہ ذاتِ باری تعالیٰ کا درجہ ہرگز نہیں پا سکتی کیونکہ خالقِ کائنات کا مادی جہان سے کوئی پیوند یا رشتہ نہیں۔ لہٰذا اگر دنیا کے سائنس دان یا ان کے مسلمان خوشہ چین کسی اصلی محرک یا مادی اکائی کو خدا سمجھ کر بیٹھ جائیں یا اسے کسی صورت دریافت یا تسخیر کر پائیں تو اس سے قدیم ابلیسی نظریہ دہریت کی ہی اشاعت ہو گی۔ جو کہ ابلیس کا ہی دام فریب ہو گا۔ تخلیقِ کائنات اور تشکیل، کائنات کے بارے میں باری تعالیٰ کا یہ ارشاد کسقدر تنبیہہ کی شان رکھتا ہے۔ "مَآ اَشۡهَدتُّهُمۡ فِیۡ

Marfat.com

خَلَقَ السمٰوٰت والارض وَ خَلْقَ اَنفُسِهِم"۔(۵۱) کہف۔"میں نے زمین و آسمان کو بناتے وقت اُن کو سامنے نہیں بٹھایا تھا" اللہ اکبر وللہ الحمد.

سائنس سائنس کرنے والوں کو سیدھے انداز میں مخلوقِ خدا کی خالق کی طرف رہنمائی کرنے کی آج تک توفیق نہیں ہوئی کاش یہ لوگ انبیاءؑ کی لائی ہوئی تعلیمات کو بھی ایسی ہی اہمیت دیتے خود بھی بچتے اور اپنے تلامیذ کو بھی حقیقی نجات و فلاح کی راہ پر گامزن کرتے۔تاکہ سائنسی ترقی کے ساتھ ساتھ اُن کی عاقبت بھی سنور جاتی۔

اگر انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی تعلیمات کے ساتھ انصاف کیا جائے تو باسانی یہ حقیقت سمجھ آسکتی ہے کہ اہل دنیا جن حقائق سے اغماض کرتے ہیں وہ حقائق توحید، رسالت اور ایمان بالآخرت ہیں۔اور اکثر انسانوں کی بھاگ دوڑ اور گو دو پھلانگ کا مقصد ان حقائق سے پیچھا چھڑانا ہے۔

جہاں تک ہمارا علم راہنمائی کرتا ہے تاریخ انسانیت میں ابلیسی نظام کے کسی کاسہ لیس کو اس سلسلہ میں سرگرمی دکھانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی بلکہ اس کے برعکس بے جا قسم کی فلسفیانہ موشگافیوں اور زلف محبوب کی طرح الجھے ہوئے مقالات سے اہل دنیا کو ورغلانے کی کوشش ہی کی جاتی رہی۔جب کہ سائنسی انداز کے مشاہدات وانکشافات کے تکلفات میں دنیا کے مبتلا ہونے سے بہت پہلے قرآن حکیم نے انسان کو رازِ کائنات سے آگاہ فرمادیا تھا ۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملیؐ والے نے بتلادیا چند اشاروں میں

Marfat.com

کیا تشکیل کائنات کا جائزہ لینے والوں کے لئے کافی نہ تھا؟ جو کہ رب العزت نے پہلے ہی روز یہ واضح فرمادیا تھا۔ اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَخَلَقْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ. (الانبیاء) ترجمہ: بیشک آسمان اور زمین باہم پیوست تھے ہم نے انہیں کھدیڑ کر الگ الگ کر دیا۔ اور ہر چیز کو مائع سے زندگی بخش دی پھر وہ کیوں ایمان نہیں لاتے'' یہ تھی وہ پہلی توانا اکائی جسے امرِ کُن کے ذریعہ عدم سے وجود میں لایا گیا اور پھر اس کے اندر کی مخفی توانائیوں کو ایک حکیمانہ انداز میں منتشر کر کے رنگا رنگ کائنات میں تبدیل کر دیا گیا۔ یہاں تک ہی بس نہیں حکم پروردگار سے زمین و آسمان کو دوبارہ پھر سے اسی حالت میں لوٹا دیا جائے گا اسی سورہ میں ارشاد ہے۔ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِیْدُہٗ ط وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ (الانبیاء) ترجمہ: ''اُس دن ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے کتابوں پر لپٹنے والی جھلی کی طرح جس طرح ہم نے مخلوقات کا آغاز کیا تھا پھر اسی طرح لوٹا دیں گے اور یہ ہمارا وعدہ ہے بے شک سب کام ہم ہی کرنے والے ہیں''

قدرت نے زیرِ سماوات انسانوں اور جنوں کے لئے نعمتوں کے انبار لگا دیئے اور فرمایا '' فبای الآء ربکما تکذبٰن'' ''تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ آیۂ کریمہ کا اسلوب صاف بتا رہا ہے کہ تخلیق کائنات اور پھر اس میں تخلیقاتِ جن و بشر کا کیا مقصد ہے؟ یعنی یہ کہ انسان دنیا میں من پسند ترقی کی خاطر پیدا نہیں کئے گئے بلکہ اپنے پروردگار کی نعمتوں کا شکر بجالانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں جن سے وہ ہر لحظہ مستفید ہوتے رہے ہیں مگر انسانوں کی اکثریت شیطانی

Marfat.com

بہکاوے میں پھنس کر طرح طرح کی خود غرضیوں کا شکار ہو کر رہ گئی جس کے ردِعمل کے طور پر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا سودا سروں میں سماتا چلا گیا چنانچہ ہر زمانے میں انسانوں کے دو طبقات دیکھنے کو ملتے رہیں گے ایک محروم دوسرا اسباب زندگی پر مسلط طبقہ جو اپنے ہی ایسے انسان کا استحصال کرنے میں مصروف ہوگا۔ ایک کنکریٹ کے محلات میں دادِ عیش دیتا ہے تو دوسرا اس کے لیے سیمنٹ کے کارخانوں اور کانوں میں غبار چاٹ چاٹ کر ٹی بی اور دمے کے امراض کا شکار ہو کر مر جاتا ہے۔ دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ ملک یا علاقے میں یہ تفاوت ملاحظہ کرنے کو مل سکتا ہے۔

لہذا عیاشی و فحاشی میں غوطہ زن ہو کر انسانیت کو ترقی کا جام پیش کرنا ایسے ہی ظالموں کا شیوہ ہے۔ زندگی کی اصل حقیقت اور اس کا مزہ آسائشوں کے غلام کیا جانیں بقول اقبال۔

زندگانی کی حقیقت کوہ کن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی

مادی تسلسل کی راہ پر چل کر خدا کو تلاش کرنا تو در کنار انسانی بدن کو مصروفِ حرکت کرنے والی وائٹل فورس یا روح کو بھی ہر قسم کی مادی شعاعوں کی مدد سے دیکھنا کسی سائنس دان کے بس میں نہیں ہوا۔ جو کہ امر ربی ہے۔ بلکہ تصور کی آنکھ بھی عین ذات کا کوئی خاکہ ذہن میں لانے سے قاصر رہے گی۔

"سبحان ربک رب العزتِ عمایصفون"

ارشاد باری تعالیٰ ہے" لاتدرکه الابصار وھویدرک الابصار "نگاہیں اس کا احاطہ نہ کر پائیں مگر وہ ہر آنکھ کا احاطہ کر پائے۔ سائنسی ایجادات اور انکشافات

Marfat.com

کی انتہا ہو جائے گی مگر کائنات کے ماوراء میں پنہاں عالمِ برزخ اور عقبیٰ میں جنت و دوزخ کے احوال ملاحظہ نہ کئے جاسکیں گے۔ مادی شعاعوں کی محدود تسخیر سے کثیف اجساد کے تار و پود دیکھ لینا کوئی معنی نہیں رکھتا جبکہ روح کی گہرائیوں کو ٹٹولنا بھی درکار ہے۔ اہل قبور پر کیا بیت رہی ہے اس کا پتہ بھی چلانا چاہیئے۔ مگر افسوس کہ

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

کائنات کیسے وجود میں آئی اہل فلسفہ و ہندسہ کے نزدیک یہ ایک اہم سوال ضرور ہو گا مگر رازِ کونین کا جاننا بھی تو ضروری ہے جس تک کسی قسم کے مادی ذرائع رسائی نہیں پاسکتے۔ اس عظیم مقصد کو پانے کے لیے خالقِ کائنات کے فرستادہ نبیوں کی تعلیمات پر غور کرنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ اور اولوالعزم محبوبوں کو محض دراویش خیال کر کے ناک بھوں چڑھانا خوب نہیں۔ ٹائی اور کوٹ پتلون میں پھنس کر ہی ترقی اور تسخیر کائنات کا خواب دیکھتے رہنا اچھے انسانوں کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ اگر سائنس دان طبعی انکشافات سے دنیا کی کچھ سود خور قوموں کے استحصال کے ہاتھ مضبوط کرنے میں مددگار ثابت ہو رہے ہیں تو دوسری جانب خدا تعالیٰ کے وہ برگزیدہ انبیاء بھی تو ہیں جو انسانوں کو تقویٰ کی راہ دکھا کر اعمال صالحہ کی مدد سے آسمان تک لے جانے کے لئے ہی دنیا میں تشریف لائے تھے۔

کہہ رہی ہے مسلمان سے معراج کی رات
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

اسی لئے تو کسی نے کہا ہے

Marfat.com

خرقہ پوشانِ جہاں را بحقارت منگر

کہ زیرِ داماں جلوہِ رُخ زیبا دارند

''ان خرقہ پوشوں پر حقارت کی نظر مت ڈال کیونکہ وہ اپنے دامن کے نیچے عین ذات کے جلوے چھپا رکھتے ہیں'' اور جس تہذیب کی طرف تم لوگ آنے والی نسلوں کو ابھارنے میں مشغول ہو اس کے متعلق اقبال کہتے ہیں ۔

نئی تہذیب تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں

چہرہ روشن ہو تو کیا حاجتِ گلگونہ فروش

پس کیوں نہ انسانیت کا رخ ان تقدس مآب پیاروں کی جانب موڑ دیا جائے جنہیں اللہ کے انبیاء کہا گیا ہے جن کی آستینوں میں یدِ بیضا اور مس میں شفا ہے۔ انگشت کے ادنیٰ اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر صحیح سالم ہو جاتا ہے۔ سوکھے تنے بول اٹھتے ہیں۔ کنکر کلمہ کا ورد کرنے لگتے ہیں۔ اشجار جڑوں سے اکھڑ کر سلامی کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں کہ لشکر سیراب ہو جائیں جن کے دیدار سے فاقے کٹ جاتے ہیں۔ بادل برسنے کو آ جاتے ہیں۔ مردے زندہ ہونے لگے ہیں۔ اور پھر کبھی روشن چہرے والا محبوب شہسوارِ براق ہو کر کثیر توانا لہروں کے سراب سے گزر کر ماوراء کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آتا ہے۔ وہ کیا اخبار لایا ہے ذرا اس کی بات پر بھی دھیان لانا چاہیئے۔ اے مسافر تہی داماں ذرا قریب آ ہادیٔ برحق ﷺ تجھے بلندیوں تک پہنچا دیں گے ۔

صفتِ برق چمکتا ہے مرا فکرِ بلند

کہ بھٹکنے نہ پائے ظلمتِ شب میں راہی

Marfat.com

مولانا رومؒ نے بھی اسی حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے وہ فرماتے ہیں ۔

چوں عصا شد مار استن باخبر   معجزہ موسیٰ واحمد درنگر

ازعصا ماری وازاستن حنیں   پنج نوبت میزنداز بہر دیں

ہم زبیمِ معجزاتِ انبیاء   سرکشیدہ منکراں زیرِ گیاہ

ترجمہ: محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ ﷺ کے معجزات پر غور کر کہ عصا اژدھا کیسے بن گیا؟ کھجور کا ٹنڈ باشعور انسانوں کی طرح حضور ﷺ کی جدائی کے صدمے سے رو رو کر نڈھال کیوں کر ہو گیا؟ لاٹھی نے سانپ بن کر اور کھجور کے ٹنڈ نے گریہ وزاری کر کے دین حق کی گواہی پیش کر دی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کی قوت دیکھ کر منکروں نے خوف سے اپنے سروں کو گھاس کے ڈھیروں میں چھپا لیا ہے۔

مادی تسخیر اور قوت اپنی جگہ ہے جس نے انسانیت کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے مگر دنیا میں عزتِ نفس اور آزادی کا مفہوم خدا کے پیغمبروں نے ہی واضح فرمایا ہے جس کی بدولت دنیا سکھ کا سانس لیتی ہے۔ اس لئے اگر مقصدِ حیات خدا شناسی اور انسانی واخلاقی اقدار کا تحفظ ہے تو یہ نعمت اللہ کے ان پیاروں کی اطاعت گزاری سے ہی میسر آ سکتی ہے۔ جس سے آج کا دانشور آنکھیں چرا رہا ہے۔

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریب سود و زیاں لا الٰہ الا اللہ

Marfat.com

آیاتِ تسخیر

قارئین کے استفادہ کے لیے قرآن حکیم میں وہ آیات جن میں لفظ تسخیر استعمال ہوا ہے نقل کرتے ہیں تا کہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔

سورہ رعد میں ارشاد ہے ''ثم الستوٰی علیٰ العرش و سخر الشمس والقمر'' پھر اُس ''اللہ'' نے عرش پر جلوہ کیا اور سورج اور چاند کو مسخر (پابندِ خدمت) کیا۔

سورہ ابراھیمؑ میں ہے۔'' وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہٖ'' اور اللہ نے اپنے حکم سے تمہارے لیے کشتی کو مسخر کیا تا کہ سمندر میں چلے'' آگے چل کر فرمایا ''وسخر لکم الشمس والقمر دآئِبَینِ و سخر لکم الّیل والنّہار و اٰتکم من کل ماسَاَلْتُموہُ واِن تَعُدُّوانعمتَ اللہِ لا تُحصُوھا اِنّ الانسانَ لَظَلُومٌ کَفَّار'' ترجمہ: اور تمہارے لئے دریاؤں کو تسخیر کیا۔ اور سورج اور چاند کو آگے پیچھے لگاتار تمہاری خدمت میں لگا دیا اور دن رات کو بھی خدمت میں لگا دیا اور ہر چیز تمہیں عطا کر دی جس کی تمہیں ضرورت تھی اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو شمار نہ کر سکو گے۔ بے شک انسان بڑا بے ڈھنگا اور ناشکرا ہے۔ پھر انسان کو عمومی انداز میں غور و فکر اور تدبر کرنے کا اشارہ اس طرح سے مرحمت فرمایا: ''الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض و اسبغ نعمۃً ظاھرۃ و باطنۃً ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم و لا ھدًی ولا کتٰبٍ منیر'' کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ

Marfat.com

آسمانوں اور زمین میں ہیں اور تمہیں بھر پور اپنی نعمتیں بخشیں ظاہر اور چھپی مگر بعضے لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر علم و آشنائی اور روشن کتاب کے''

ان آیات کا بغور مطالعہ کرنے سے ایک درس کا حاصل کرنا انسان پر ضروری ہے کہ جو کچھ بھی کائنات کے اندر ہے اللہ نے اسے انسان کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور انسان کو قطعاً اس بات کا مکلّف نہیں کیا کہ وہ بے جا طور پر کائنات کو تسخیر کرنے کی فکر میں مبتلا ہو کیونکہ یہ کام قدرت نے پہلے ہی اپنے ہاتھوں بطریق احسن انجام دے رکھا ہے۔ انسان پر فقط اتنا ہے کہ ان نعمتوں سے حسبِ ضروریاتِ زندگی مستفید ہو اور اپنے خالق کا اس بارے میں شکر گزار ہو۔ اور وہ استفادہ بھی اس قدر ہی کر سکتا ہے جو کہ اس کے لئے حلال و جائز قرار دیا گیا ہے طبیعات کے مطالعہ میں اگر وہ پڑے گا تو اس پر قدرت کے اندازے ضرور منکشف ہوں گے اور ان معلومات سے دنیا میں آرام و آسائش میں کسی قدر اضافہ ضرور ہوتا ہے مگر گوہر مقصود پھر بھی ہاتھ نہیں آ سکتا۔ اسی گوہر مقصود کی طرف آیات کے اواخر میں انسان کی توجہ کروائی گئی ہے۔ اور فرمایا گیا ہے۔ ''اور اس نے سمندر کو ٹھہرا دیا تا کہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ'' سمندر کے ساحل پر کھڑے ہو تو سمندر کا غیظ و غضب دیکھنے کو مل جاتا ہے جس سے اس امر کا اندازہ لگانا مشکل نہیں رہتا کہ سمندر کی کوئی بھی موج با امر الٰہی انسانی آبادیوں کو ملیامیٹ کر سکتی ہے۔ اسی لئے تو اہل ایمان کو یہ دعا سکھائی گئی۔ تا کہ وہ قدرت کی بے پایاں نعمتوں کا اعتراف کریں۔ ''وھو الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین و انا الیٰ ربنا لمنقلبون'' پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے قابو میں کیا ہے جب کہ ہم اسے قابو میں نہ لا سکتے تھے اور بیشک ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر

Marfat.com

جانے والے ہیں۔ دعا کے الفاظ سے مومن و کافر کے طرز عمل میں فرق نمایاں ہو جاتا ہے۔

سورہ جاثیہ میں مزید تصریح غور کرنے کو مل جاتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک فیہ بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرونo وسخر لکم مافی السموات والارض جمیعاً منہ ان فی ذٰلک لآیٰت لقوم یتفکرون" اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو قابو کیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتی چل سکے اور تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرسکو اور تا کہ تم شکر کرو۔ اور تمہارے لئے جو آسمانوں اور زمین میں ہے سب کا سب مسخر کر دیا ہے۔ بیشک اس میں فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

آیات یعنی نشانیاں کس سمت میں رہنمائی کرتی ہیں وہ اللہ کی ذاتِ بابرکات ہے جس نے اسم موصول کے ساتھ کلام کی تکمیل فرمائی ہے۔

تسخیر کی ایک انوکھی صورت

ہم نے داوٗد (نبی) کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کو پابندِ تسبیح کیا تھا اسی طرح سورۂ ص میں ایضاح موجود ہے۔

"اِنّا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی والاشراق"

ہم نے پہاڑوں کو مسخر کیا (داوٗدؑ کے ساتھ کہ وہ شام سویرے اللہ کی پاکیزگی بیان کرنے میں اس کا ساتھ دیں"

Marfat.com

"وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر" (الانبیاء)

واقعۃً جب داؤد علیہ السلام اللہ کی حمد وثنا کے لیے آواز بلند فرماتے تو حجر وشجر اور پرندے بھی اذکار میں آواز ملاتے

آیت مقدسہ میں ذکرِ جمیل کے لئے وقت کا تعین اس امر کی صداقت پیش کرتا ہے کہ واقعی جمادات و طیور بھی اس ذکر میں عملاً شامل ہوتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جو حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند تھے، نے ایام جوانی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے پروردگار مجھے ایسی حکومت عطا کر جو پہلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو نہ ملی ہو۔

چنانچہ ان کے متعلق ارشاد ہے " فسخرنا له الریح تجری بامره رُخاء حیث اصاب" "ہم نے اس کے لیے ہوا کو تسخیر کر رکھا تھا جو اس کے حکم سے نرم نرم چلتی تھی اس طرف کو جہاں اسے پہنچنا ہوتا تھا" مستند تفاسیر اور قصص الانبیاء میں یہ بیان موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو ایک تخت عطا کیا تھا جس پر وہ سوار ہوتے تو ہوا اسے دھیمے انداز میں اڑا کر مقام مقصود تک پہنچا دیتی اور قرآن حکیم میں ہی اس واقعہ کا بیان موجود ہے جو اس سلسلہ میں مادیت پرستوں کے ظنون وشکوک کو رفع کرنے کے لئے کافی ہے یعنی سلیمان نے دوران سفر چیونٹی کی آواز تک کو بحکم خدا سن لیا تھا۔ اور پھر چیونٹی نے جو کچھ کہا تھا اسے سمجھ بھی لیا تھا۔ دنیا میں کوئی ایسا مادی ذریعہ موجود نہیں جس کے ذریعے سے چیونٹیوں کی آہٹ سن کر ان کی زبان اور کلام کا مفہوم بھی اخذ کر لیا جائے۔

Marfat.com

تسخیر کی ایک اور مثال

انسان خواہ کسی طرح ڈینگیں مارنے کی کوشش کرے حکم پروردگار سے جانوروں اور مویشیوں کو بھی پہلے سے انسان کے بس میں دے دیا گیا ہے تاکہ اسے عذر نہ رہے کہ وہ دنیا میں بے بس اور مجبور محض تھا۔ اس لئے بندگی کا سجدہ بجالانا اسے نصیب نہیں ہوا۔ نیز وہ طبیعاتی و کیمیاوی تجربات میں مشغول رہا تاکہ فطرت کی چھوڑی ہوئی کسریں پوری کر دکھائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے " کذالک سخرنھا لکم لعلکم تشکرون " سورہ حج کی اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے اونٹ اور دیگر قربانی کے جانور وغیرہ تمہارے بس میں کر دیے ہیں۔ غور کرنا چاہیے کہ اونٹ طاقتور اور اڑیل بلکہ کینہ ور جانور ہے۔ مگر بحکم خدا تعالیٰ انسان کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ دیگر آیت میں تسخیر حیوانات کا مقصد بیان کیا گیا ہے ارشاد معظم ہے " کذالک سخرھا لکم لتکبر و الله علیٰ ماھدیٰ کم وبشر المحسنین "

قربانی کے جانوروں کو تمہارے لیے پابند کر دیا گیا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ جو تم کو ہدایت ملی ہے اور خوشخبری دی جائے نیکوکاروں کو' اس آیت مبارکہ میں بھی تسخیر کا لفظ استعمال ہوا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ بھیڑ بکریاں اونٹ وغیرہ قسم کے سبھی جانور انسانوں کے قابو میں کر دیئے گئے اور انہیں مزید ان جانوروں کو قابو کرنے کی سعی درپیش نہ ہو گی۔ ان کا گوشت کھائیں یا کھال کے کپڑے بنائیں اف نہیں کریں گے وگرنہ اگر کسی تدریجی عمل کی صورت آڑے آجاتی

Marfat.com

تو یقیناً اس مادر پدر آزدی کے دور میں یہ جانور بھی متحد ہو کر اپنے اوپر ڈھائے جانے والی سختیوں کا نوٹس لیتے افسوس کہ بچوں کو ان کے مقاصدِ حیات کی قدر و قیمت سے آگاہ نہیں کیا جاتا جو درحقیقت انسان کی حقیقی فلاح و بہبود کے ضامن بنتے ہیں۔

اس طرح انسان کائنات کی تسخیر کا خواب دیکھتے دیکھتے تھک جائے گا اور ایک دن اس کے اندر کا پنچھی عدم کی جانب پرواز کر جائے گا۔

اس لئے انسانیت کی سب سے بڑی خدمت اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ اسے قرآن حکیم کے اسلوب کے ساتھ مآلِ زیست سے آگاہ کیا جائے وگرنہ دنیاوی حرص و طمع میں کھوئے ہوئے انسان کی کیفیت اُس کتے سے بڑھ کر نہ ہوگی جس کے منہ میں ہڈی تھی اور صاف پانی میں اُسے اپنا ہی عکس دکھائی دیا اور اُس پر جھپٹنے کی کوشش کی۔ بقول جامیؒ۔

نیستی را ہستیٔ تو ہم کرد	بہر آن نیست ہست را گم کرد

(اُس کتے نے نیستی کو ہستی گمان کرلیا اور آخر کار اُس نے نیستی کی خاطر موجود کو بھی ضائع کر دیا)۔ غالباً دنیاوی آسائشوں کے بھوکوں کے لئے اس سے بہتر مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

تسخیر کی ایک عبرت ناک مثال

تسخیر کائنات کے جنون میں مبتلا اور فطرت کے مقررہ راستوں سے انحراف کرنے والوں کا عبرت ناک انجام بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ قبل از تاریخ کی ایک طاقت ور قوم قوم عاد کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ہم نے قوم عاد جیسی کوئی قوم پیدا نہیں کی جو اپنی قوتِ تسخیر اور ذوقِ تعمیر میں اُن کا مقابلہ

Marfat.com

کرتی''۔قوم عاد اپنی طاقت اور شان وشوکت کے اعتبار سے اپنا جواب آپ تھی۔ خوبصورت شہر آباد کرنے باغات اُگانے اور پتھروں کی بڑی بڑی سلوں سے ستونوں والی بلند وبالا عمارت تعمیر کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔آج بھی اُن کی عظمت کے آثار اُن کے چھوڑے ہوئے کھنڈرات سے نمایاں ہیں۔مگر ان سب باتوں کے باوجود وہ خالقِ کائنات کی منشا کے برخلاف چل نکلی اور اُس قوم کے افراد نے آخرت کو چھوڑ کر دنیا کو اپنا مقصد ومحور بنا رکھا تھا۔آخر قدرت باری سے اُن کے محاسبے کا وقت آن پہنچا اور وہ ہوائیں اور فضائیں جو قدرت نے اُس قوم کی خدمت کے لئے تسخیر کر رکھی تھیں انہیں کے ذریعے اُن کی ہلاکت کا سامان کر کے رکھ دیا اور ثابت فرما دیا کہ تسخیر کا عمل قدرت کے تابع ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو: 'اما عاد فاهلكوا بريح صرصرعاتية O سخرها عليهم سبع ليال وثما نية ايام حصوما فترالقوم فيها صرعى كانهم اعجاز نخل خاوية'' ترجمہ اور عاد والے ہوا کے جھونکوں سے ہلاک کر دیے گئے جو اُن پر مسخر کر دی گئی تھی۔سات رات اور آٹھ دنوں تک جوان کے جسموں سے پار ہوتی تھی۔پس تو نے دیکھا (اُس) قوم کو بکھری ہوئی جیسے کھجوور کے کھوکھلے تنے ہوتے ہیں۔'' تو گویا یہ تھا اُس قوم کے عزائم تسخیر دنیوی کا موزوں جواب جس نے اس قوم کے نشۂ قوت کو اتار کر رکھ دیا۔

اس قسم کے زُعمِ تسخیر کا ایک نقشہ مولانا جامیؒ اپنے اشعار میں پیش فرماتے ہیں۔

دریغ آن صید کز دامم بروں رفت   دریغ آن شہد کز کامم بروں رفت
عزیمت کرد روزے عنکبوتے   کہ بہر خود کند تحصیل قوتے

Marfat.com

بجائے دید شہبازِ نشستہ　　　زقیدِ دستِ شاہاں باز رستہ

بگردِ اُو تنیدن کرد آغاز　　　کہ بندد بال و پرش راز پرواز

زمانے کارِ درپیکار او کرد　　　لعابِ خود ہمہ درکارِ اُو کرد

چوں آں شہباز کرد از وے کنارہ　　　نماند غیر تارے چند پارا

ترجمہ۔افسوس اس شکار پر جو دام میں آنے کے بعد نکل جائے اور شہد جو منہ میں آنے کے بعد ٹپک پڑے ایک روز ایک مکڑی نے سوچا کہ اپنی قوت کو کام میں لائے۔

چنانچہ اُس نے ایک جگہ شہباز کو بیٹھے دیکھا جو کہ بادشاہوں کی قید سے آزاد تھا۔ مکڑی نے موقع غنیمت جان کر باز کے گرد جال تننا شروع کر دیا تاکہ اُس کے بال و پر جکڑ کر رکھ دے۔

اُس نے ایک زمانہ اس کام پر صرف کر دیا حتیٰ کہ اپنا لعابِ دہن بھی اس کام کے لئے وقف کر دیا۔

مگر جب باز نے واپس جانے کا ارادہ کیا اور اُڑنے کے لئے اپنے پروں کو پھیلایا تو اس کی ایک ہی جنبش سے جالے کے تار ٹوٹ کر ٹکڑے ہو گئے اور اس کا خواب ادھورا رہ گیا۔

موجودہ دور میں عالم انسانیت کی کیفیت اور مسائل اور ان کے پس منظر سے متعلق اللہ کی آفاقی نشانیوں سے مسلمانوں نے ایمان کو مستحکم کر کے علم وعمل کی دنیا میں قدم رکھا ہے یا نہیں البتہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات اور بتائے ہوئے عقیدہ آخرت سے دنیا کی اکثریت ہمیشہ بھلاوے میں ہی رہی ہے اور خاص طور پر ان ہی قوموں نے جو پندرھویں صدی تک پسماندہ تھیں مار دھاڑ کا نیا سلسلہ شروع کیا اور زیادہ تر

Marfat.com

اس نوع کی اکثریت کے اہل حرفہ اور اہل علم وحکمت نے اپنی اپنی قوموں کو آگے بڑھانے کے لیے گہرے غور وفکر سے قدیم یونانی دریافت شدہ طبیعاتی اصولوں کو پرکھنے کا سلسلہ شروع کیا اور یہ ان کا حق تھا۔ شروع میں تو یہ اسلحہ سے متعلق ایجادات تھیں جو کہ ان کی پہلی ضرورت تھی۔ مگر چلتے چلتے انہوں نے انسانیت کے لئے بہت سی مفید ایجادات بھی کیں جن کے ردِ عمل میں انسان کی کدوکاوش آسائشوں کے لئے ہی وقف ہو کر رہ گئی۔ حتیٰ کہ اسی ایک نکتہ پر انسان جم کر کھڑا ہو گیا اور اسے آسمانی رشد وہدایات کی پرواہ نہ رہی یہاں تک کہ آسمانی تعلیمات کا دائرہ عیسائیوں میں ان کے پادریوں تک اور مسلمانوں میں اُن کے علماء تک ہی محدود ہو کر رہ گیا۔ اور آج جب کہ یہ دور حرفت کے اونچے آسمان کو چھور ہا ہے دیکھا دیکھی دنیا کی باقی اقوام کے لیے بھی علم سائنس اور ٹیکنالوجی کا حصول موت سے بھی بڑھ کر ایک ضرورت بن کر رہ گیا ہے تاہم مسلمانوں کی کیفیت ان سب سے جداگانہ ہے۔ انہیں ترقی کے ساتھ ساتھ اپنے دینی عقائد کو بھی پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے مگر بدقسمتی سے یہود ونصاریٰ کے ہاں پروان چڑھنے والے عمرانیاتی تصورات اور لادینی نظریات اس ترقی کا حصہ اور جزو لاینفک کے طور پر بھی پڑھے جا رہے ہیں۔ اور قرآن حکیم اور بالخصوص یومِ آخرت کی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹ کر رہ گئی ہے۔ اگرچہ ذہنوں میں دھندلے سے تصور کے طور پر خیال ضرور ہے مگر یہ خیال اپنا رنگ اور اثر دکھانے کے قابل نہیں۔ بلاشبہ علم سائنس میں دسترس اللہ کی نعمتوں سے کما حقہ مستفید ہونے کا واحد ذریعہ بن چکی ہے اور اس سے بے بہرہ قومیں قدرت کی پیدا کردہ نعمتوں سے کما حقہ مستفید نہیں ہو سکتیں اس لئے ان کی توجہ کا مرکز یہی ایک میدان ہے جس میں آگے بڑھنے

Marfat.com

کے لئے وہ ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں۔ مگر وہ قومیں جوان سے آگے بڑھ چکی ہیں اور انہوں نے وطن پرستی کے خودغرضانہ نظریہ کو پھیلایا ہے تاکہ اپنے ہاں کی ٹیکنالوجی کی خاص باتوں میں اپنی اجارہ داری قائم رکھ سکیں۔ یہی وہ سب سے بڑی خودغرضی ہے کہ جدید دور میں پہنچ کر بھی انسان اتنا بخیل ثابت ہوا ہے کہ ترقی یافتہ ممالک اپنے ہم وطنوں کو بنانے میں مصروف ہیں اور صرف اتنی ہی ٹیکنالوجی یا ایجادات دوسرے ملکوں کو برآمد کرتے ہیں۔ جس سے صرف ان کی اپنی تجارت میں ترقی ہو اور اگرچہ پانی کی بوتل کا فارمولہ ہی کیوں نہیں اس کا لائسنس بھی مہنگی شرائط پر دوسرے ملکوں کی پیاس بجھانے کے لیے دیتے ہیں۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ انسانیت کا ڈھنڈورا بھی ساتھ ہی ساتھ پیٹ رہے ہیں۔ لیکن اسلام نے تو تمام انسانیت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کی تھی اور ہر قسم کے باہمی تعصّبات خواہ وہ خطہ زمین کے نام پر تھے یا رنگ و نسل یا اونچ نیچ کے نام پر یا خودساختہ استحصالی مذاہب کے نام پر، سب کو مٹا کر بھائی بھائی بنایا تھا اور انسانیت کو باہمی محبت و مروت سے آشنا کرنے کی یہ واحد ترکیب تھی جو رنگ لائی اور مختلف نسلوں اور طبقوں کے لوگ اپنی عداوتیں چھوڑ کر حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے مگر اب پھر سے یہود و نصاریٰ کی ترکیب رنگ لائی ہے جس طرح ہندو جاتی میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا اسی طرح یہود و اسرائیل کی اولاد ہونے کے ناطے خود کو سب سے افضل گردانتے ہیں اور کوئی دوسرا ان میں جذب نہیں ہوسکتا۔

ترقی اور پسماندگی یا قدیم و جدید میں اخلاقی نقطۂ نظر سے فرق صرف اس قدر دیکھنے کو ملے گا کہ پہلے ظالم و جابر لوگ کمزوروں سے اپنی خدمت گری کا کام لیتے تھے اور ان کے پاس اتنا ہی رہنے دیتے تھے جو صرف ان کی گزر اوقات تک محدود ہو

Marfat.com

اور اب ترقی کے استحصالی ہتھکنڈوں نے اسباب زندگی اپنے ہاتھوں میں سمیٹ لیے ہیں اور باقی انسانیت بیگار کاٹنے پر مجبور ہے اور ان کو صرف اتنی ہی اجرتیں ملتی ہیں جس سے وہ فقط زندہ رہ سکیں۔

اس دور کے پاکستانی اخبار ''روز نامہ جنگ'' کے یکم اگست ۱۹۸۹ء کے ایڈیٹوریل ''میزائل ساز ممالک اور امریکی ٹیکنالوجی'' سے ایک اقتباس ہمارے بیان کی تصدیق کرتا ہے ملاحظہ ہو ''امریکی پارلیمنٹ ان تمام ترقی پذیر ممالک کو اعلیٰ امریکی ٹیکنالوجی کی منتقلی پر پابندی لگا دینے کا قانون بنا رہی ہے جو کسی بھی قسم کا میزائل بنانے کا پروگرام رکھتے ہیں جس ٹیکنالوجی کا انتخاب کیا گیا ہے اس میں ایوی ایشن اور الیکٹرانکس کی ٹیکنالوجی ہے'' آخر میں ایڈیٹر نے اس خیال کا اظہار کرتے ہوئے اداریہ کو مکمل کیا ہے ''بڑی طاقتوں نے اعلیٰ ٹیکنالوجی میں جو دسترس حاصل کی ہے اس پر اس نے اپنی اجارہ داری قائم کی ہوئی ہے اور وہ اس اجارہ داری کو ختم ہوتے نہیں دیکھ سکتے۔ اور جونہی انہیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا ملک اس نوع کے کسی شعبہ میں خود انحصاری کی منزل تک پہنچ رہا ہے تو اس پر مختلف قسم کے دباؤ ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔''

ہم نے یہ مختصر سا اقتباس اس لئے مستقل طور پر شاملِ کتاب کیا ہے تاکہ وہ روشن خیال حضرات جو ترقی یافتہ اقوام کی ظاہری ''ٹیپ ٹاپ'' اور ان کے اندازِ فکر کو اپنے ذہنوں پر مسلط کیے ہوئے ہیں ان پر حقیقت حال ظاہر ہو سکے۔ ابلہ گانِ تہذیب و ترقی کا معاملہ سب سے الگ ہے۔ یہ لوگ اپنے اپنے مذاہب کی قائم کردہ اخلاقی پابندیوں سے قطعاً آزاد ہو چکے ہیں۔ بلکہ دینی اطوار اپنانے والوں کو ترقی کی راہ کی

Marfat.com

رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔ نہ یہ عیسائی ہیں نہ مسلمان۔ بلکہ یہ روشن خیال ہر قسم کے غلط یا صحیح مذاہب کو ایک ہی پلڑے میں تولنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ آخرت کے جزا و سزا کے بارے میں ان کے قلوب قطعاً مقفول ہیں اور کسی قدر اقرار کے باوجود بھی شک و شبہ ان پر زیادہ غالب رہتا ہے۔ ان کی ساری کی ساری کدوکاوش اپنی چمک دمک کو قائم رکھنے اور سامانِ تعیش کی فراہمی کے لیے ہے۔ اور ترقی کا تصور برہنگی، بے حیائی اور فحاشی کی سرحدوں کو عبور کر چکا ہے۔ جب کہ اہل خیر کے نزدیک ترقی کا تصور قدرت کی پیدا کردہ نعمتوں سے بلا تخصیص حدودِ اوطان سبھی انسانیت کو مستفید کرنے کی راہ ہموار کرنا ہے اور تمام قسم کی اجارہ داریوں کا خاتمہ کرنا ہے انسانوں کو دین اسلام کی روشنی میں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے نہ کہ اپنی آسائشوں اور اغراض کی خاطر کمزور قوموں کو غلام بنانے کا حیلہ اپنائے رکھنا۔ اسلام عالمِ انسانیت کے لئے محبت و مروت کا پیغام ہے ساتھ ہی ساتھ روشنِ آخرت کی خوشخبری بھی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے ہاں ترقی کا تصور ظالم قوتوں کی تہذیب اور ان کے خود غرضانہ اندازِ زندگی کو اختیار کرنا نہیں بلکہ ترقی کی ان منزلوں تک رسائی حاصل کرنا ہے۔ جہاں قوت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہو جن کا مقصد مہذب مگر ظالم گروہ کے چنگل سے معصوم انسانیت کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرنا ہے جو کہ مقاصدِ فطرت کے عین مطابق ہے۔

☆

Marfat.com

نبی آخر زماں صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کا نغمۂ حیات

حدیث انس رضی اللہ عنہ: یوم خندق کے موقع پر انصار خندق سے مٹی اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے اور ساتھ یہ کہتے جا رہے تھے:

نَحۡنُ الَّذِیۡنَ بَایَعُوۡا مُحَمَّدًا عَلَی الۡجِهَادِ مَا حَیِیۡنَا اَبَدًا

ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے جہاد پر ہم اپنی حیاتی قربان کر دیں گے۔

ان کے جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَا عَیۡشَ إِلَّا عَیۡشَ لۡآخِرَةِ فَاَکۡرِمَ الۡاَنۡصَارَ وَالۡمُهَاجِرَةِ

اے اللہ آخرت کا جینا ہی جینا ہے، پس تو انصار و مہاجرین کو نواز دے۔

(رواہ البخاری)

Marfat.com

وَاٰیَةٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ فِی الْفُلْکِ
الْمَشْحُوْنِ O وَخَلَقْنَا لَھُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَایَرْکَبُوْنَ O
وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَلَاھُمْ
یُنْقَذُوْنَ O اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ O

ترجمہ:

۴۱۔اوران کے لئے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی (بڑوں کی) نسلوں کو بھری کشتی میں سوار کیا۔

41.And a token unto them is that We bear their offspring in the laden ship,

۴۲۔اور (پھر) ہم نے ان کے لئے اس قسم کی کشتیاں بنا دیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں

42.And have created for them of the like thereof where on they ride.

۴۳۔اگر ہم چاہتے تو انہیں ڈبو دیتے تو نہ ان کی فریاد کو پہنچنے والا ہوتا اور نہ وہ بچائے جاتے

43.And if We will, we drown them, and there is no help for them neither can they be saved;

۴۴۔مگر یہ ہماری طرف سے رحمت اور ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کی مہلت کے تحت تھا

Marfat.com

44.Unless by mercy from Us and as comfort for a while.

مفردات:

(حملنا۔ہم نے اُٹھایا۔ہم نے سوار کرایا)(ذریتھم۔ان کی اولاد کو۔ یہاں ان کے بڑوں کی اولاد مراد ہے)(فلک۔ کشتی)مشحون۔لدی ہوئی)(خلقنا۔ہم نے پیدا کیا۔ بنایا) مّثلہ۔اس کی طرح)(یرکبون۔وہ سوار ہوتے ہیں)(ان نشاء۔ اگر ہم چاہیں) نغر قھم۔ان کو ہم غرق کردیں) صریخ. مدد کے لئے پکارنے والا) (ینقذون۔ وہ بچائے جاتے) (رحمتہ۔مہربانی) (متاع۔ فائدہ) الی حین۔محدود زندگی تک)

توضیح: ان آیات میں ''لھم'' کی ضمیر اہل مکہ کے لئے استعمال ہوئی ہے۔جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے روئے ارضی پر واقع ہونے والے تاریخی طوفان نوح کی طرف منکرین مکہ کو متوجہ کرایا ہے۔یعنی جیسا کہ اخبار و آثار سے یہ بات ان تک پہنچ چکی ہے کہ ''طوفانِ نوح'' اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں برپا ہوا تھا۔جس نے سب کفار کو غرق کر کے رکھ دیا تھا۔فقط وہی لوگ زندہ بچے تھے جو نوح علیہ السلام کے ہمراہ کشتی میں سوار تھے۔اور انہیں علم ہے کہ دنیا میں اب تک جتنی بھی مخلوق ہے وہ سب کی سب انہیں نیکوکاروں کی اولاد ہے۔اس علم کے ساتھ کہ یہ بت پرست بھی ان خدا پرستوں کی اولاد ہیں کیوں کر اپنے نیک آباؤ اجداد کی راہ چھوڑ بیٹھے اس آیتِ کریمہ میں ان کے آباؤ اجداد کی بجائے ''ذریتھم'' یعنی ان کی نسل'' استعادۃ استعمال ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد کو کشتی میں قیامت تک تمام نسل انسانی کے ساتھ سوار کرایا تھا۔اور اگر ہم اس بڑے طوفان میں

Marfat.com

ان کو نہ بچاتے تو آج دینا کے اندر کوئی آدم زاد نظر نہ آتا۔ لہذا آج کے سرکشوں اور ابلوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ محض اللہ کی رحمت سے دنیا میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ آیت مبارکہ میں ''فلک المشحون'' یعنی ''لدی کشتی'' کا لفظ حقیقت کو ظاہر کررہا ہے کہ اس کشتی کا اصل بوجھ ان نیکوں کاروں کے اصلاب (پیٹھوں) میں رہتی دنیا تک پیدا ہونے والے انسانوں کے جواہر و تخم تھے۔ اس بات کا تقاضا تھا کہ بعد میں آنے والی نسلیں پہلی نسلوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرتیں۔ تاکہ جس طرح انہوں نے نوح علیہ السلام کی تکذیب کر کے عذاب الٰہی کو دعوت دی تھی نہ دیں۔ نوح علیہ السلام ان میں پاکباز تھے۔ تو آج محمد رسول اللہ ﷺ اہل مکہ میں صدق و امانت، کردار کی بلندی اور اخلاص عمل کے لئے جانے پہچانے ہیں۔ کیا اس قدر بھلائی اور صدق وصفا کے ہوتے ہوئے مخالفت کا کوئی جواز باقی رہتا ہے۔ اہل کفر کی گمراہی کی یہی سب سے بڑی دلیل ہے کہ جسے اچھا تسلیم کرتے ہیں اُس کی بات کو اچھا تسلیم نہیں کرتے۔ اس واقعہ عظیمہ کو یاد دلا کر ذات باری تعالیٰ اہل مکہ بلکہ اہل عالم کو انتباہ فرما رہی ہے کہ نوح کی اولاد کو باقی رکھنا بھی ہماری اس رحمت کا حصہ ہے جس کے باعث تخلیق آدم اور تخلیق کائنات کے معجزے عمل میں لائے گئے تھے۔ تاکہ نسل انسانی اپنے اعمال کی اچھائی پیش کر کے حقیقی فلاح کی منزل تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو۔ اور انہیں رب کریم جنت الفردوس میں داخل فرمائے۔

علاوہ ازیں اس کا مجموعی مفہوم مظہر قدرت کے طور پر بھی واضح ہوتا ہے کہ جس سے لوگ فائدہ حاصل کرتے ہیں اور دریاؤں اور سمندروں میں سفر کے قابل ہو سکے ہیں وگرنہ متلاطم پانیوں کے سمندر ان کی راہ میں حائل رہتے اس طرح کچھ اور بھی

Marfat.com

سواریوں کا قدرت نے ان کے لئے بندوبست فرمایا ہے اور کچھ وقت کے ساتھ طبیعاتی مشاہدات اور فطری اصولوں کو سمجھنے کے نتیجہ میں انسان خود اپنے لئے بنانے کی جدوجہد کرے گا اور کامیاب رہے گا بلاواسطہ یا بالواسطہ یہ سب کچھ قدرت کی مہربانیاں ہونگی اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ نیچر کے اصولوں سے ہم آہنگ ہونے کی صورت میں ہوگا۔

قرآن حکیم میں سورۂ انعام کی آیت اس پر گواہ ہے جس میں یہ ارشاد موجود ہے کہ کچھ سواریاں ایسی ہی پیدا کی جائیں گی جن کے بارے میں تم اچھی طرح نہیں جانتے۔ مثلاً ہوائی جہاز، چیلنجر، خلائی جہاز وغیرہ۔ انہیں کیا خبر کہ زمانے کی ترقی کہاں سے کہاں تک پہنچ جائے گی۔ آج بھی پانی کی سرکش لہروں پر کشتیوں اور بڑے بڑے جہازوں کا تیرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک ادنیٰ ثبوت ہے آج انسانی عقل نے مشاہدات و تجربات سے یہ تحقیق کر لی ہے کہ کسی جسم کی کثافت کے مقابلے میں پانی کا اچھال زیادہ ہو تو وہ پانی کی سطح پر تیرتا رہتا ہے ظاہر ہے کہ اس دریافت سے قبل بھی کشتی سادہ اور موٹے اندازوں سے تیار کی جاتی رہی جو جیسے تیسے پانی کی سطح پر تیرتی رہی ہزاروں سال قبل تعمیر ہونے والی وسیع و عریض کشتی نوحؑ قدرت کے اس معجزہ کی لافانی مثال ہے۔ جو اللہ کے پیارے نبی سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کی تھی۔ یہی دنیا کی پہلی کشتی تھی جسے دیکھ کر اس وقت کے لوگ ہنسی مذاق کرتے تھے گویا قدرت خود انسان کے لئے جو جو کچھ اس کی عام سہولت کے لئے درکار تھا اس کا بندوبست اور رہنمائی فرماتی رہی۔

کچھ بھی ہو کشتی کا پانی کی سطح پر تیرنا عام سی بات کیونکر ہو سکتی ہے جبکہ اس کے

Marfat.com

پیچھے قدرت کی طرف سے قائم کردہ عظیم الشان مربوط قسم کا طبیعاتی نظام ہے۔ کرۂ ارض کے گرد ہوا کا دباؤ، پانی کی کثرت، چاند کی کشش سے پانی کا چڑھاؤ اور اتار، ہواؤں کے جھونکے، لہروں اور موجوں کا بہاؤ یہ سب کے سب اسی مربوط نظام کی کڑیاں ہیں۔ جس کے تحت ایک کشتی تیرتی ہے۔ پانی کی کثیر مقدار اور اچھال کی قوت بڑے بڑے کوہ پیکر جہازوں کو تنکوں کی طرح اٹھائے رکھتی ہے یہ سب اس رب کائنات کی طرف سے بہم کردہ انتظامات ہیں جس کے بارے میں اسی کا ارشاد ہے " وَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُوْنَ" ہم نے ہی اندازے مقرر کئے ہیں۔ اور ہم خوب اندازے مقرر کرنے والے ہیں۔ گویا یہ سب کچھ جو نظر آتا ہے حکمت بالغہ کے تحت ہے۔ اور یہی علمِ فزکس ہے۔

پس انسان کو کوتاہ نظری کی بجائے وسعتِ نظری سے کام لینا چاہیئے تاکہ اس کے باطن میں بھی وہ تبدیلی رونما ہو سکے جس کی خاطر اسے تخلیق کیا گیا ہے وہ ایجادات کی بات کرتا ہے مگر یہ نہیں دیکھتا کہ اس کی ہر ایجاد کے پس پردہ خالق کائنات کی رحمت کا ہاتھ ہے جو اس کی امنگوں کو صبح و شام پورا کئے دیتا ہے اور اس کے کسی جائز و ناجائز سائنسی شعبدہ گری کی راہ میں روکاوٹ نہیں ہوتی۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

رحمتِ پروردگار

و اٰیۃٌ لھم انّا حملنا......إلا رحمۃ منّا و متاعاً الٰی حین

(کشتی کا سمندر میں انسانوں کو لے کر سفر کرنا)

یہ آیت ہے ان پہ کھلی سی عنایت
سمندر میں کشتی کی بے جا درایت
کشتی کو پانی پہ ہم نے اٹھایا
اولادِ آدم کو اس پہ بٹھایا
سمندر میں کشتی لدی کو بھی دیکھیں
ذرا پار کرتے ندی کو ہی دیکھیں
لہروں پہ چلتی ہے مشحونہ کشتی
تلاطم سے ٹکراتی مجنونہ کشتی
لئے ساتھ میں اپنے شمس و قمر کو
ڈھونڈے ہے کیا خوب لعل و گہر کو
اگر ہم اسے خود سہارا نہ دیتے
وہ سب ڈوب جاتے کنارہ نہ دیتے

Marfat.com

نہ پھر آہ سنتا کوئی ڈوبتوں کی
مدد کو نہ آتا کوئی بے کسوں کی
وہ ڈوبے کیونکر؟ نہ لہروں سے پوچھو
سنیں گے کیونکر؟ نہ بہروں سے پوچھو
ہماری طرف سے یہ رحمت ہے تم پر
نہ غرقابی تم پر نہ زحمت ہے تم پر
اگر کوئی کشتی کنارے ہے لگتی
فقط رحمتوں کے سہارے ہے لگتی
رواں ہے سمندر میں جو آج کشتی
اُڑے کی فضاؤں میں یہ چھوڑ پستی
سواری کی خاطر ہے کیا کیا بنایا
جو کل ہو گا ہم نے ابھی سے بتایا
جو چاہے کہ گوہر مرادوں کا لائے
وہ بحرِ تفکر میں غوطے لگائے
یہ سب ہے کسی کی کرامت کے صدقے
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اعلیٰ شہامت کے صدقے

☆

Marfat.com

معاشرتی فلاح ونجات

کیلئے سیدھی راہ پر چلنے کا حکم

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَیَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ☆ (النحل)

بیشک اللہ حکم کرتا ہے انصاف اور نیکی کا اور رشتے داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور بری بات سے اور سرکشی سے، وہ تمہیں وعظ فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

Marfat.com

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّقُوۡا مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡكُمۡ وَمَا خَلۡفَكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۝ وَمَا تَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ مِّنۡ اٰيٰتِ رَبِّهِمۡ اِلَّا كَانُوۡا عَنۡهَا مُعۡرِضِيۡنَ ۝

ترجمہ:

۴۵۔اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اردگرد کے ماحول (میں رونما ہونے والے احوال) سے تقویٰ (اندیشہ آخرت) اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

45.When it is said unto them: Beware of that which is before you and that which is behind you, that halpy ye may find mercy (they are heedless).

۴۶۔مگر جو بھی نشانی ان تک پہنچی انھوں نے اس سے آنکھ چرائی

46.Never came a token of the tokens of their Lord to them, but they did trun away from it!

مفردات:

(واذاقیل۔اور جب کہا گیا) اتقوا۔ بچو، اندیشہ اختیار کرو، خبردار ہو جاؤ) (ماہینا ایدیکم۔ جو تمہارے روبرو ہے یا جو تمہارے بس میں ہے) (وما خلفکم جو تمہارے پیچھے ہے) لعلکم۔شاید کہ تم) ترحمون۔رحم کئے جاؤ) کانوا۔وہ تھے) معرضون۔اعراض کرنے والے منہ پھیرنے والے یا آنکھ چرانے والے)

توضیح : آیت مقدسہ میں انسان کو اپنے اردگرد میں رونما ہونے والے احوال سے درس عبرت حاصل کرتے ہوئے تقویٰ حاصل کر لینے کی تدبیر بتائی گئی ہے۔فطری طور

Marfat.com

پر انسان اپنے سر پر منڈلانے والے خطرات سے اپنے بچاؤ کے طریقے ضرور تلاش کرتا ہے۔ لہذا اس فطری وصف کو کماحقہٗ کام میں لانے کی ضرورت ہے تاکہ وہ دنیاوی نفع وضرر سے گزر کر اپنے لئے نجاتِ اُخروی کی فکر بھی کر لے۔ نفس انسانی کو قدرت کی طرف سے اس کی پیدائش کے ساتھ ساتھ نیکی اور بدی کے احساس سے بھی نوازا گیا تھا۔ سورۃ الشمس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ " وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا" قسم ہے نفس انسانی کی اور اس بات کی بھی جو ہم نے اسے سنوارا ہے اور پھر اسے برائی اور تقویٰ سے آگاہ بھی کیا ہے۔ اس لئے یہ حقیقت ہے کہ نیکی اور بدی کے احساسات قلب انسانی میں یا ضمیر خاص میں بطور جبلی یا فطری اوصاف کے موجود رہتے ہیں اور ہر آن انسان کو آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ نفس لوامہ بھی قدرت کی ایک ایسی ہی عنایت ہے جس کی بدولت انسان کے اندر خود احتسابی کے جذبات ابھرتے ہیں لہذا اللہ عزوجل نے انسان کو اپنی انہیں فطری خوبیوں کو بروئے کار لانے کی دعوت دی ہے۔ تاکہ وہ اپنے اردگرد رُو پذیر ہونے والے حادثات و واقعات سے سبق سیکھے۔ جو کہ محض نصیحت سے برگشتہ لوگوں کے لئے ایک مؤثر تدبیر ہے۔

حصولِ تقویٰ

چنانچہ تقویٰ کے حصول کے لئے جن احوال پر غور کرنے کی ضرورت ہے ان میں انبیاء کا بعض قوموں کی طرف تشریف لانا۔ قوموں کا قبول حق سے انکار کرنا پھر بے خانماں ہلاک و برباد ہو جانا وغیرہ وہ واقعات اور حوادث ہیں۔ جو کہ لوگ آثارِ قدیمہ سے ملاحظہ کرتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں انسان کی آنکھوں کے سامنے روزمرہ

Marfat.com

میں ظہور پذیر ہونے والے قدرت کی مستقل آیات بھی رہنی چاہئیں جن سے وہ حتی الامکان اپنا دامن نہیں بچا سکتا۔ بلکہ براہ راست ہر انسان ان کی دست برد میں رہتا ہے۔ آیت کریمہ یہی دعوت دیتی نظر آ رہی ہے کہ نہ ماننے والے غور کر دیکھیں کہ یہ کائنات کس طرح اور کس کے حکم سے وجود میں آئی۔ مردہ جسموں میں جان کیسے پڑ گئی۔ موت نے کس کے حکم کے تحت دنیا میں دل لگانے والے انسانوں کو پچھاڑ دیا۔ یہ سورج یہ چاند یہ ستارے یہ ہوائیں یہ گھٹائیں یہ دریا یہ سمندر کس کے کہنے پر ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ زمین و آسمان گردش میں ہیں۔ کوئی ستارہ ہو یا سیارہ اپنی گزرگاہ سے ہٹ نہیں پاتا۔ شہاب ثاقب بھی زمین کی طرف آتے آتے ہوا کے دوش پر ہی بکھر کر رہ جاتے ہیں۔ برف سے ڈھکے پہاڑ گل پوش وادیاں، بل کھاتے ندی نالے، دامنِ کوہ سے ابلتے چشمے بپھرتے سمندر میں امواج کا تلاطم طوفان کا خوف لہروں کا شور، دن کا جھومر شب کے تارے، صبح کی ہوا، شام کی فضا سب کے سب قدرتِ کاملہ کی آیات یا نشانیاں ہیں جس طرف نگاہ دوڑائیں ذرہ ذرہ حسنِ ذات کا آئینہ بنا کھڑا ہے۔ ہر چیز ربِ کائنات کے حکم کی بجا آوری میں مشغول ہے، کاش انسان اپنے ماحول پر غور کر لے دلوں کے قفل خود بخود ٹوٹ جائیں گے۔ بقول شاعرِ مشرق۔

حسنِ ازل کی ہے نمود چاک ہے پردۂ وجود
دل کے لئے ہزار سود ایک نگاہ کا زیاں

غرض انسان کا گرد و پیش اس کا ماضی اور حال اس کے لئے درس عبرت کا مستقل سامان ہیں۔

Marfat.com

تقویٰ

قرآن کریم میں جابجا ''تقویٰ'' اختیار کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے ''ھدًی للمتقین'' یعنی ہدایت پرہیز گاروں کو حاصل ہوتی ہے۔ یعنی وہ گمراہ بھی جو تقویٰ کا وصف رکھتے ہیں ہدایت سے ایک دن ضرور بہرہ ور ہو کر رہیں گے۔ اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ تقویٰ اپنے بچاؤ کے لئے فکر واندیشہ پیدا کرنے کا نام ہے جو ہر صاحبِ دل کا سرمایا ہے عربی میں تقویٰ کا مادہ (و ق ی) وقی ہے جس کا مطلب بچنا یا بچانا ہوتا ہے اور ''تقویٰ'' اس سے مشتق ہے اور ''متقی'' اسم فاعل ہے جو کہ بابِ افتعال سے ہے امام بغویؒ نے کہا ہے کہ تقویٰ اتقاء سے ماخوذ ہے اور اس کا مطلب حاجز، حائل یا درمیانی رکاوٹ یا پردہ وغیرہ ہوتا ہے جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ اصحابِؓ رسول ﷺ کہتے ہیں۔ ''اذا احمرّ البأس اتّقینا برسولِ اللہ ﷺ'' یعنی جب جنگ میں شدت آجاتی تو ہم رسولِ دوجہاں ﷺ کے سائے کی اوٹ میں دم لیتے' سبحان اللہ کھٹکائے قیامت میں بھی ہم ایسے فقیروں کو آپ کے ہی دامنِ رحمت کا سایہ یا اوٹ کام آئے گی۔ اس طرح متقی ہر قسم کے نقصانوں اور عذابوں سے بچنے کی تدبیر کرتا ہے۔ اردو زبان میں تقویٰ سے پرہیز گاری یا حفظ ماتقدم مراد لئے جاتے ہیں۔ اب غور کریں کہ دنیا میں کونسا ایسا شخص ہوگا جسے اپنے انجام کی پرواہ نہ ہو فرق صرف اتنا ہے کہ جس کو اندیشہ ہوگا وہی اس کی خاطر پرہیز گاری یا سدباب کا سوچے گا۔ اور یہ جو کہ پرہیز گار یا متقی کا مفہوم روزمرہ میں

Marfat.com

اصطلاحاً یا محاورۃ ''ہدایت یافتہ'' کے طور پر لیا جاتا ہے بھی درست ہے۔ یہ تقویٰ کا اعلیٰ مقام ہوتا ہے جہاں پہنچ کر انسان ہدایت یافتہ ہو چکا ہوتا ہے۔ گویا جس قدر تقویٰ و اندیشہ ترقی پائیں گے اسی قدر اعمال میں نکھار اور حسنِ سیرت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

اس کے برعکس فکر سے آزاد یا اندیشہ چالاک رکھنے والے جو محض دنیاوی عیش و آرام کی سوچتے ہیں۔ مکافاتِ عمل کے کھٹکے ان کے دلوں پر دستک نہیں دے پاتے۔ لمحہ بھر کے لئے انہیں فکرِ حق لاحق نہیں ہوتی اور نہ ہی اپنی من پسند طبع کی بدولت کسی واعظِ حق گو کی بات سننا گوارا کرتے ہیں۔ بلکہ ہنسی مذاق اڑاتے ہیں۔ دوسری آیت مقدسہ میں ایسے لوگوں کا تذکرہ مناسب حال کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ کوئی آیتِ ربانی جو ان تک آئی انہوں نے اس سے اعراض ہی کیا بلکہ اس سے قبل یہ بھی فرمایا جاچکا ''وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ'' رسولوں میں کوئی رسول ان کی طرف نہ آیا ہوگا کہ انہوں نے اس کا ٹھٹھا اور مذاق نہ اُڑایا ہوگا۔ ایسے ہی کور ذوقوں کے متعلق یہ ارشاد ہوا ہے ''كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ'' جیسے لکڑی کے گاڑے ہوئے تنے ہیں۔ تجربہ میں یہی بات آئی ہے کہ بعض لحیم و شحیم مال مست لباس فاخرہ میں ملبوس محو خودنمائی سامنے کھڑے رہتے ہیں اور نصیحت کرنے والے کے چہرے پر شکرے کی طرح نظریں گاڑھ دیتے ہیں۔ ان کے اس طرز عمل کا نقشہ قرآن حکیم نے یوں کھینچا ہے ''فَيَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ'' یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وہ آپ کے چہرہ منور کی طرف اس کی طرح دیکھتے ہیں جس پر مردنی چھائی ہو۔ ''وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا'' اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

انہیں ہدایت کی طرف بلائیں گے تو سنی ان سنی کر دیں گے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

اے خوشا غفلت کہ مرہونِ اثر کچھ بھی نہیں
کان نے سب کچھ سنا دل کو اثر کچھ بھی نہیں

اس لئے بد اندیش، متکبر، فاتر العقل پاگلوں یا فطرت کے بدنصیبوں کے انداز انوکھے ہی ہوتے ہیں۔ جنہیں وہ لوگ خود بہتر جانتے ہونگے۔ لہذا تقویٰ سے مراد بالنفس رشد و ہدایت نہیں البتہ اسے ہدایت کا دروازہ یا محرک یا زینہ اوّل کہہ سکتے ہیں۔ گویا متقی ہی طالبِ صادق ہوتا ہے۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

تقویٰ کا درس

و اذا قیل لھم اتقوا...... الا کانوا عنھا معرضون

کہا جو ڈرو تم عمل کی جزاء سے
کریں رحم ہم تم پر اپنی رضا سے
ڈرو گردوپیش اور اعمال سے تم
عقبیٰ میں فائز ہو افعال سے تم
نہ پہنچی تھی آیت کوئی شاذ ان تک
تھا اعراض ان کو یہ جانیں جہاں تک
ہدایت کی جو بات ان تک تھی آئی
مگر قوم نے آنکھ اس سے چرائی

☆

Marfat.com

منعمِ حقیقی اور انسان

كَلَّا مَا يَقْضِ مَا اَمَرَهٗ☆فَلْيَنظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ☆اَنَّا صَبَبْنَا
الْمَآءَ صَبًّا☆ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا☆فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا☆وَّعِنَبًا وَّ
قَضْبًا☆وَّزَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا☆ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا☆وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا☆
مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ☆ سورۃ عبس

کوئی نہیں! اس (انسان) نے اب تک پورا نہیں کیا جو اسے حکم ہوا تھا، پس انسان دیکھے تو اپنے کھانوں کی طرف، ہم نے اُلٹی چھاگل سا مینہ برسایا، پھر زمین کا سینہ چاک چاک کیا، تو اس میں اناج اگایا، انگور اور چارہ، زیتون اور کھجور، گھنے باغیچے، میوے اور دوب، تمہارے اور تمہارے چوپاؤں کے فائدے کے واسطے۔

Marfat.com

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى
هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ مَا يَنْظُرُوْنَ
اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ○
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ○

۴۷۔ جب ان سے کہا جائے اللہ کے دیئے میں سے (اس کی راہ میں) خرچ کرو تو کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو (خود) کھلا دیتا تم تو بس ہو کھلی گمراہی میں

47.And when it is said unto them: spend of that wherewith Allah hath provided you, those who disbelieve say unto those who believe: Shall we feed those whom Allah, if He willed, would feed? Ye are in naught else than error manifest.

۴۸۔ بلکہ یہ کہتے ہیں (بتاؤ) تو یہ وعدہ (قیامت) کب آئے گی اگر تم سچے ہو

48.And they say: When will this promise be fulfilled, if ye are truthful?

۴۹۔ وہ نہیں دیکھیں گے مگر یکبارگی کڑک جو انہیں اچک لے جائے گی اور جھگڑے میں پڑے ہوں گے

Marfat.com

49.They await but one shout, which will surprise them while they are disputing.

۵۰۔پس نہ ہی تو وہ وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ کر جائیں گے

50.Then they cannot make bequest, nor can they return to their own folk.

الفاظ ومعانی:

(انفقوا۔خرچ کرو) (رزقکم اللہ۔ اللہ نے تمہیں رزق دیا) (نطعم۔ ہم کھلائیں) (لویشاء اللہ۔ اگر اللہ چاہے) (اطعمۂ۔اسے کھلاتا) (انتم۔تم)(ضلال۔ گمراہی۔ بھول غلط فہمی) مبین۔کھلی ۔ واضح) (ینظرون۔وہ دیکھتے ہیں)(ما۔ نہیں۔جو) (صیحۃً واحدۃ۔ یکبارگی کڑک) (یخصمون۔وہ جھگڑتے ہیں) فلا۔پس نہیں) یستطیعون۔ طاقت رکھتے ہیں) (توصیتہ۔وصیت،نصیحت)(یرجعون۔لوٹتے ہیں)۔

توضیح: انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دینے کے لئے یہ آیت قریش کے حق میں نازل ہوئی۔جن سے مسلمانوں نے کہا تھا کہ تم اپنے مالوں کا حصہ مسکینوں پر خرچ کیا کرو۔ کیونکہ سب کچھ اللہ ہی نے تم کو عطا کیا ہے اور تم بزعم خویش خیرات اور مہمان نوازی کے متعلق بڑی ڈھینگیں مارتے ہو اور بزعم خویش یہ سمجھتے ہو کہ یہ تم نے اللہ کا حصہ نکالا تھا۔تو اللہ کی یہ منشا بھی اچھی طرح جان لو کہ وہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ مسکینوں پر بھی خرچ کرو۔اور یہ اس وجہ سے کہ کفار سے جب سوال کیا جاتا کہ آسمان سے مینہ کون

Marfat.com

برساتا ہے تو کہتے ''اللہ'' زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا تو کہتے اللہ نے یعنی کفار اللہ تعالیٰ کو ہی رازق مطلق جانتے تھے مگر انہوں نے بتوں کو بھی ساتھ ہی ساتھ اس کا شریک کار سمجھ رکھا تھا۔ اس لئے مسلمانوں سے عداوت رکھتے تھے اور حجت کے طور پر کہتے تھے کہ ہم غریبوں کو کیونکر کھلائیں جب کہ اللہ نے ہی ان کو ایسا بنایا ہے۔ اگر اللہ انہیں کھلانا چاہتا تو ہمارے طرح ان کو بھی دے دیتا۔ گویا وہ مال دنیوی کو اللہ کی رضا کی علامت قرار دیتے تھے۔ جو کہ ایک باطل نظریہ تھا کیونکہ دنیا آزمائش گاہ ہے فقیری، امیری دونوں امتحان کے طور پر ہیں۔ ابن عباسؓ کے مطابق یہ آیات مکہ کے ان زندیق کفار کے متعلق ہیں، مگر تمام اہل ثروت لوگوں کے لئے بھی برابر درس عبرت ہے۔

دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ درحقیقت ان آیات میں اہل کفر کی ذہنیت سے پردہ اٹھایا جا رہا ہے کہ یہ لوگ نرے دنیا دار ہوتے ہیں اور ان کے لئے دوسرے غریب انسانوں کو چھلکا اتار کر دینا بھی کار دشوار ہوتا ہے۔ دل کے کنجوس اور بخیل ہوتے ہیں۔ مروت اور حسنِ سلوک ان کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتے۔ ان کی یہ عادت ہر دور کے مال مست لوگوں میں کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً اس دور کا مال دار، جاگیردار، کارخانہ دار کہتے سنا گیا ہے یہ میرے باپ کا ورثہ ہے جو اس نے میرے لئے چھوڑا ہے۔ میں نے کسی کا حق تو نہیں مارا کوئی حرام تو نہیں اینٹھا۔ اگر میں آرام و آسائش سے بسر کرتا ہوں اور اپنی من مرضی سے خرچ کرتا ہوں تو میرا کیا قصور؟۔ غریبوں کی ذمہ داری مجھ پر تو نہیں۔ اگر اللہ نے مجھے دیا ہے تو خدا ان کو بھی دے سکتا ہے۔ اور اگر کسی کو خدا تعالیٰ نے نہیں دیا اور اسے غریب و مفلس بنایا ہے تو یہ میری ذمہ

Marfat.com

داری نہیں کہ میں اپنی زمین، اپنا مال اپنے باغات ان پر لٹادوں افسوس کہ آج مسلمانوں کی اولاد میں سے بھی لوگ مال مست ہو کر بخیل ہو چکے ہیں اور اگر کچھ خرچ کرتے ہیں تو وہ لوگوں کے روبرو ایک طرف ہزاروں روپے اپنی آبرو کے لئے اجاڑ دیتے ہیں اور دوسری طرف کسی کے مانگنے پر چند ٹکے بھی دینے کے روا دار نہیں ہوتے۔ انگریزی سکولوں کالجوں میں بلاک تعمیر کرواتے ہیں۔ گویا فرنگی کی محبت اور اس کی غلامی کا حق ادا کرتے ہیں۔ دوسری جانب مساجد کو دس روپے چندے پر ٹرخاتے ہیں۔ دینی مدارس کا حال ہی مت پوچھیئے ان کی طرف ان مسلمان مال مستوں کی توجہ کم ہی پڑتی ہے۔ سورہ ماعون میں بھی ایسے ہی نمائش پسند لوگوں کا ذکر ہے کافر تو کافر ہیں نام کے مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے کہ دکھاوا تو بڑا کرتے ہیں۔ مگر مانگنے پر استعمال کی معمولی چیز بھی نہیں دیتے بعد ازاں آیات میں ہے کہ جب قیامت بپا ہو گی تو لوگ خرید و فروخت میں مشغول ہونگے خریدار اور دوکاندار کے درمیان کپڑا پھیلا ہو گا اور قیمت پر بات ہو رہی ہو گی کہ قیامت کا صور پھونکا جائے گا سارے کام دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ لوگوں کو عزیزوں کے لئے وصیت وغیرہ کرنے کی فرصت بھی نہیں ملے گی۔ بس آن کی آن میں سب موت کی وادی میں اتر جائیں گے۔

پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو مردے دوبارہ زندہ ہو کر اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہونگے دونوں نفخوں (پھونکوں) کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہو گا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ چالیس سال کتنی مدت پر محیط ہونگے کیونکہ اس وقت نظام شمسی بھی باقی نہیں رہے گا۔ بس قدرت کے مختص کردہ اندازوں کے مطابق یہ لمحے

Marfat.com

گزر جائیں گے جن کی مثال دنیا میں نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش کے متعلق قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے انہیں چار یوم میں بنا کھڑا کیا۔اس لئے یہ اندازے فقط تفہیم کلام کے لئے ہیں۔جبکہ ان فترات (وقفوں) کی کیفیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔انسانوں کو تو اپنے سر پر کُو کنے والی قیامت سے اللہ رب العزت کی پناہ مانگنے سے ہی بنے گی۔البتہ دوبارہ جی اٹھنے پر خدا تعالیٰ کی قدرت سے لوگوں کو ایسے محسوس ہو گا جیسا کہ وہ ایک دروازے سے گزر کر دوسرے مقام پر حاضر ہو گئے ہیں۔ ماشاء اللہ تبارک اللہ عزوجل جس کے روبرو ماضی حال اور مستقبل ہاتھ باندھے حاضر ہیں۔واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

واذا قیل لھم انفقوا ......ولا الیٰ اھلھم یرجعون

اغنیا کی جحت طرازیاں

کہا جو لٹاؤ ذرا مال اپنا
خدا کے دیئے سے کھرا مال اپنا
کہا جب غریبوں پہ کچھ دان کر دو
خدا کے دیئے سے تو احسان کر دو
وہ کنجوس بولے تھے اہلِ یقیں سے
خدا گر یہ چاہے کھلائے کہیں سے
کیوں ہم سے چاہے وہ خود ہی کھلائے
یہ اچھا نہیں ہے وہ ہم سے دلائے
خدا گر یہ چاہتا تو خود ہی کھلاتا
کھلانے کی ترغیب کیوں وہ دلاتا
یہ سچ ہے کہ تم خود ہی کھوئے ہوئے ہو
جگاؤ نہ ہم کو جو سوئے ہوئے ہو

☆

Marfat.com

تکرارِ کفار

ویقولون متیٰ ھٰذالوعد......
وصدق المرسلون

وہ کفّار بولے ہمیں یہ بتاؤ
کھڑی ہے قیامت کہاں اس کو لاؤ
دیکھیں ذرا ہم بھی وعدہ معیّن
یہ سچ ہے اگر کچھ تو ہو گا تعیّن

"قیامت کی کیفیت"

وہ دیکھیں گے بس ایک جھٹکا بڑا وہ
اچک لے قیامت کا کھٹکا بڑا وہ
پریشان ہونگے وہ برباد ہونگے
وہ اپنے کیئے پہ ہی ناشاد ہونگے

دنیا سے عقبیٰ کی طرف روانگی

نہ کر پائیں اس حال میں وہ وصیت
عزیزوں کو کچھ مال کی وہ ودیعت
پڑی شام ہوگی نہ لوٹیں گے گھر کو
بسائیں نہ پھر آکے اجڑے نگر کو

Marfat.com

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَاهُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ
يَنْسِلُوْنَ O قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ
هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ O اِنْ
كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا
مُحْضَرُوْنَ O فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا
تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ O

ترجمہ:

۵۱۔اور جب صور پھونکا جائے گا اس کے ساتھ ہی ساتھ لوگ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے

51.And the trumpet is blown and lo! from the graves they hie unto their Lord,

۵۲۔وہ کہیں گے ہماری بدنصیبی ہے کس نے ہمیں قبروں سے نکال باہر کیا ہے(سکتہ) یہ ہے وہ جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور سچ فرمایا تھا اس کے رسولوں نے

52.Crying: Woe upon us! Who hath raised us from our place of sleep? This is that which the Beneficent did promise, and the messengers spoke truth,

۵۳۔یہ تھی وہ یکبارگی آواز جس کے سبب وہ سب کے سب ہماری بارگاہ میں حاضر کر دیے گئے ہیں

53.It is but one shout, and behold them brought together

Marfat.com

before Us !

۵۴۔اس روز کسی شخص پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور نہ ہی تم کو تمہارے اعمال کے سوا بدلہ دیا جائے گا

54.This day no soul is wronged in aught: nor are ye requited aught save what ye used to do.

الفاظ و معانی:

(نفخ۔ پھونکا گیا فعل ماضی مجہول) الصور۔ سینگ، کرنا، بگل، نرسنگا۔ جس کو اسرافیل علیہ السلام بروزِ قیامت خلق کے مرنے اور زندہ کرنے کے لئے حکم خداوندی کے تحت پھونکیں گے) اجداث۔ قبریں واحد جدث) الی ربھم۔ اپنے رب کی طرف) (ینسلون۔ نکل کر دوڑتے ہیں۔ نسل مصدر) یاویلنا۔ ہماری خرابی ہے) بَعَثَنَا۔ ہمیں نکالا ہمیں بھیجا) مرقدنا۔ ہماری قبریں جہاں سوئے پڑے تھے) لاتظلم۔ ظلم نہیں کیا جائے گا) تجزون۔ تم جزاء دیے جاؤ گے) (کنتم۔ تم تھے) (تعملون۔ تم کرتے ہو) اگر مضارع سے پہلے کَانَ لگایا جائے تو ماضی کے معانی لئے جاتے ہیں)۔

توضیح: قیامت کے لئے جو صور پھونکا جائے گا اس سے زمین و آسمان کے درمیان بسنے والی ساری کی ساری مخلوق موت سے ہمکنار ہوگی اور یہ دنیا فناہ کے گھاٹ اتر جائے گی۔ حتیٰ کہ سورج چاند ستاروں سمیت نظام کائنات درہم برہم ہو کر رہ جائے گا اور پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا تو تمام مردے سراسیمگی کے عالم میں اپنی قبروں سے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے زمین کوٹ کر ہموار کر دی جائے گی میدان محشر قائم کر دیا

Marfat.com

جائے گا۔ کافر قبروں سے نکلنے کے بعد اپنے گناہوں کی بدولت خوفزدہ ہونگے اور چیخیں گے اور پکاریں گے کہ انہیں کس نے قبروں سے نکال باہر کیا ہے۔ اس سے اچھا تھا کہ ہم عذاب قبر میں ہی مبتلا رہتے۔ اور ہمیں یہ ہولناک گھڑی دیکھنے کو نہ ملتی اس پر نیک لوگ انہیں جواب دیں گے کہ یہ رحمٰن کے اس وعدے کے تحت ہوا ہے جو اس نے کائنات کی تخلیق کے وقت فرمایا تھا اور جس کی اطلاع اللہ کے رسول دیتے چلے آئے تھے۔ آج تو خیر سے ان کی صداقت تم سب کو معلوم ہو ہی چکی ہے۔ یہ سب کچھ ایک آواز کے نتیجے میں تم دیکھ رہے ہو۔ پس یہ ایک ایسا دن ہے جس میں عدل و انصاف کیا جائے گا اور تم لوگوں کو وہی کچھ حاصل ہوگا جس کے تم اہل ہوگے اور بدلے میں وہی کچھ دیا جائے گا جو تم عمل کرتے تھے۔ گویا دنیا کی زندگی میں تم باہم فیصلے کیا کرتے تھے اور جو چاہتے تھے کرتے تھے اور تمہیں احکام الٰہی کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ تمہارے فیصلوں میں بے ایمانی جانب داری اور ظلم وزیادتی کی بو آتی تھی۔ جبکہ آج کے فیصلے عدل وانصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہونگے۔ اور کسی پر کوئی ظلم و زیادتی نہیں ہونے دی جائے گی تم ذرا دیکھتے رہنا کہ ہم یہ سب کچھ کیسے کرتے ہیں۔ سبحان اللہ ربِ کائنات سے بہتر کون عدل وانصاف فرما سکتا ہے جو دانا و بینا ہے اور مخلوق میں سے کسی کے ساتھ اس کی کوئی غرض بھی وابستہ نہیں۔ مزید تفصیل آئندہ آیات میں ملاحظہ کی جائے۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

و نفخ فی الصور...... کنتم تعملون

پھونکیں گے ہم جبکہ صورِ قیامت
تو شیطاں پہ ہوگا وفورِ ملامت
کہیں گے وہ یارب! ہمیں کیوں جگایا؟
قبروں سے بے جا ہمیں کیوں اٹھایا؟
یہ قبرِ شکستہ پہ کس نے صدا دی
نئی جوت پھر سے یہ کس نے جگا دی
وہ مرقد ہمارا یا اجڑی سرا تھی؟
جہاں پہلے آتی نہ بانگِ درا تھی
جگر کو یہ چیرے ہے صوتِ مسلسل
کہاں چھوڑ بھاگی ہے موتِ مسلسل
ہے لگتا خسارے کا دن آگیا ہے
عمل کے نتارے کا دن آگیا ہے
یہی تھا وہ شاید کہ وعدۂ رحماں
جسے سن کے ہوتے نہ تھے ہم مسلماں
یہ وعدۂ رحمٰن پورا ہوا ہے
رُسُل کا یہ فرمان پورا ہوا ہے

Marfat.com

حسرت و آہ و زاری

پکاریں گے ''یاویل'' ''یاویل'' کہہ کر
لے جائے جہنم کا اک سیل بہہ کر
جہنم جو پھر کام آساں کرے گی
سبھی کافروں کو شکم میں بھرے گی
قیامت کیا ہے کیا ہے نشانی
بتائیں گے کھٹکے ہی اپنی زبانی
قیامت قیامت کا ساماں کرے گی
جزائے عمل کو وہ آساں کرے گی
قیامت کا ہو گا بڑا ایک جھٹکا
وہ سب گھیر لائے گا بُھولا یا بھٹکا
جو کوئی سنے گا کبھی اس کا کھٹکا
نہ ٹھہرے مقابل گو پکا ہو ہٹ کا
قیامت جو آ حشر برپا کرے گی
پریشاں وہ انساں کو ہر جا کرے گی
سبھی آ کے محشر میں حاضر جو ہونگے
ہماری مشیت ناظر وہ ہونگے

☆

Marfat.com

حکمِ خداوندی کی تعمیل

قیامت کا ہم پر نہ کچھ بار ہوگا
مگر ایک جھٹکا سا یک بار ہوگا
پس اس کے نتیجے میں انسان سارے
بھولیں گے دنیا کے ارمان سارے
حاضر ہوں محشر میں اک آن سارے
قیامت کو یاد آئیں ارمان سارے

فالیوم لا تظلم نفس......اِلّا ما کنتم تعملون

کسی پہ کوئی ظلم اس دن نہ ہوگا
کوئی فیصلہ جب عمل بن نہ ہوگا
ملے گا تمہیں کو تمہارا جو ہوگا
وہ شاداں رہے گا ہمارا جو ہوگا
عمل کی جو سوغات تم ساتھ لائے
اس کی جزاء بِن نہ کچھ ہاتھ آئے

☆

Marfat.com

اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِهُوۡنَO هُمۡ
وَاَزۡوَاجُهُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ عَلَی الۡاَرَآئِکِ مُتَّکِئُوۡنَO
لَهُمۡ فِیۡهَافَاکِهَةٌ وَّلَهُمۡ مَّایَدَّعُوۡنَO سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ
رَّبٍّ رَّحِیۡمٍO وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَاالۡمُجۡرِمُوۡنَO

ترجمہ:

۵۵۔ بیشک جنت والے آج کے دن بہلاووں میں چین کرتے ہیں

55.Lo! those who merit paradise this day are happily employed,

۵۶۔ وہ اور ان کی بیبیاں سایوں میں ہیں مسندوں پر تکیہ لگائے

56.They and their wives, in pleasant shade, on thrones reclining;

۵۷۔ ان کے لئے اس میں میوہ ہے اور جو وہ مانگیں

57.Theirs the fruit (of their good deeds) and theirs (all) that they ask;

۵۸۔ ان پر سلام ہوگا فرمانا پروردگار مہربان کا

58.The word from a Merciful Lord (for them) is: Peace!

۵۹۔ آج الگ پھٹ جاؤ (تم سب) اے مجرمو!

58.But avaunt ye, O ye guilty, this day!

الفاظ معانی:

Marfat.com

(اصحاب الجنته۔ جنت والے یا جنتی لوگ) (الیوم خاص روز قیامت کیلئے) شغل۔ کام، مشغلہ، مصروفیت) (فاکھون۔ جی بہلانے والے، خوش ہونے والے) (ازواجھم۔ ان کی بیبیاں، ساتھی، ہمجولی) ظلال۔ سائے) (ارائک۔ تخت اریکہ واحد) متکئون۔ تکیہ لگائے ہوئے اتکاء مصدر) (فاکھۃ میوہ۔ فواکہ۔ جمع) ولھم۔ اوران کے لئے) (ما۔ جو) یدعون۔ وہ طلب کریں) (سلام۔ امن، کلمۂ خیر) (امتازوا۔ تم الگ ہوجاؤ امتیاز۔ مصدر)

توضیح: قیامت کی ہولناکیاں کیسی ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ کے فرمانبردار بندوں کو بلاحیل وحجت جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ وہ قیامت کے کھٹکوں اور ہنگاموں سے یکسر محفوظ و مامون رہیں گے۔ چونکہ آج اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک اعمال کا بدلہ انہیں عطا فرمادیا ہے۔ اور سب تکالیف اور دکھ درد ان سے رخصت ہوچکے ہیں۔ رب رحیم وکریم کی طرف سے ان کو ہر طرح کی سلامتی کا نام دیا جائے گا۔ کیونکہ دنیا کی زندگی میں وہ اللہ کی راہ میں بڑے بڑے مصائب برداشت کر کے آئے ہیں۔ اس لئے آج ان پر کسی قسم کا خوف مسلط نہیں رہا۔ حتیٰ کہ جہنم کے بڑھکتے ہوئے شور غل کی بھنک بھی جنت میں ان کو سنائی نہیں دے گی۔ انہیں امن وسکون، راحت انبساط کی معراج حاصل ہوگی۔ البتہ آج کے دن تمام مجرموں کو پُر رعب آواز کے ساتھ ایک طرف کر کے کھڑا کردیا جائے گا۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

اِنّ اصحاب الجنۃ..........

ایھاالمجرمون

جنت کے اصحاب کی بات کیا ہے
پھلوں اور میووں کی بہتات کیا ہے
بے شک وہ جنت میں مشغول ہونگے
"فوَاکِہ" وہاں ان کا معمول ہونگے
زن و مرد بیٹھے ہیں آئے مقابل
وہ سایوں میں تکیئے لگائے مقابل
جنت کے میوے سب ان کے لئے ہیں
مزے اور چاہیں سب ان کے لئے ہیں
ہیں ان کے لئے آج چاہت کے جلوے
جنت میں سامانِ راحت کے جلوے
کوئی ان میں اغیار حائل نہیں ہے
کسی کا بھی دل آج گھائل نہیں ہے

سلامٌ قولاً مِّنْ رّبٍّ رَّحیم

سلام ان پہ آیا ہے ربِ جہاں سے
وہ نزدیک ہیں آج شاہِ زماں سے

Marfat.com

رحیم و کریم ان کا رب ہے سلامت
نہیں کوئی آج ان پہ حرفِ ملامت
دیدارِ حق آج ان کو ملا ہے
نتیجۂ سچ آج ان کو ملا ہے
پورے ہوئے آج اقوالِ رحمت
گئے بیت ان سے مہ و سالِ زحمت

(فرمانِ دیگر)

وامتازوا الیوم ایّھاالمجرمون

ہمارا ہے فرمان مجرم الگ ہوں
ستم کے پجاری وہ سارے الگ ہوں
الگ ہو مجرمو! ذرا آج تم یاں
جو وعدہ کیا تھا وہ پوچھیں گے ہم یاں
نہ پہنچا تھا کیا عہد تم تک ہمارا؟
کیئیے رکھنا شیطاں سے ہردم کنارا
کھلا ہے وہ دنیا میں دشمن تمہارا
ہمیں یاد رکھنا ہے فرماں ہمارا

☆

Marfat.com

سات خوش نصیب

ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: سات شخصوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں پناہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہوگا:

امامِ عادل،

وہ جوان جس نے اللہ عزّ وجلّ کی عبادت کرتے پرورش پائی ہو،

وہ آدمی جس کا دل مساجد سے بندھا رہتا ہو،

وہ دو شخص جو اللہ کے لئے آپس میں محبت کریں اور اسی کی راہ میں جدا ہوں،

وہ شخص جسے کسی اعلیٰ خاندان کی عورت نے دعوت عیش دی مگر اس نے کہا میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں،

وہ شخص جس نے کوئی صدقہ کیا مگر اس کے بائیں کو خبر نہ ہوئی جو اس کے دائیں نے خرچ کیا،

وہ جس نے علیحدگی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں (بخاری و مسلم)

جنت جانے کی شرط آپس کی محبت

ایک دوسری حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ایمان نہ لاؤ اور دوسرے مسلمان تم سے امن میں نہ رہیں اور تم آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمھیں وہ بات نہ بتاؤں جسے تم کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو رواج دو"

Marfat.com

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ O وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِیْمٌ O وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا اَفَلَمْ
تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ O هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ O اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ O

ترجمہ:

٦٠۔اے اولادآدم کیامیں نے تم سے عہد نہ لیا تھا کہ تم شیطان کی پوجا نہ کروگے بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

60.Did I not charge you, O ye sons of Adam, that ye worship not the devil- Lo! he is your open foe!

٦١۔اور میری بندگی میں رہوگے کہ یہ سیدھی راہ ہے

61. But that ye worship Me? that was the right path.

٦٢۔اور بیشک اس نے تم میں سے بہت سے نسلوں کو بہکا دیا کیا تم عقل کرنے کو نہ آئے تھے

62.Yet he hath led astray of you a great multiude. Had ye then no sense?

٦٣۔یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا

63.This is hell which ye were promised (if ye followed him).

٦٤۔آج اس سے ہی مل لو اپنے (اُس) کفر کے بدلے

Marfat.com

64.Burn theirin this day for that ye disbelieved.

الفاظ معانی:

(لاتعبدوا. بندگی یا عبادت نہ کرو) (شیطان۔ سرکش، شریر، بدروح، آفت کا پرکالہ) (عدو۔ دشمن) (مبین۔ کھلا ظاہر) (اعبدونی۔ میری بندگی کرنا) (صراط مستقیم۔ سیدھی راہ) (ولقد۔ اور بے شک) (اضل۔ اس نے گمراہ کیا) (منکم۔ تم میں سے) (جبلاً. خلقت) (افلم۔ کیا نہیں) (تعقلون۔ تم عقل کرتے ہو) (توعدون۔ تم وعدہ دیے گئے ہو) (اصلوا. ملو) (تکفرون۔ تم کفر کرتے ہو)۔

توضیح: اہل جنت کو سلامتی کا پیام عطا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل جفا پر عذاب نازل ہوگا اور انہیں وہ وعدہ یاد دلایا جائے گا جو روزِ الست ان سے لیا گیا تھا اور جس کے متعلق انبیاءؑ بھی انیں یاد دلاتے رہے تھے۔ وعدہ یہ تھا کہ دنیا کی زندگی میں شیطان مردود کے پیچھے نہ چلنا کیوں کہ اس کی ہر دلکش بات میں برائی اور نافرمانی چھپی ہوئی ہے۔ اور اللہ پاک کی بندگی میں زیادہ تر مصروف رہنا کیونکہ اس پاک ذات کی طرف لوٹ جانے کا یہی بہترین طریقہ ہے۔ مگر انسان کے دیکھتے دیکھتے شیطان نے بے شمار خلقت کو بھٹکا دیا اور لوگ عذابِ الٰہی کا شکار ہو گئے۔ جرم و گناہ پر سب نے لعنت بھیجی مگر اپنا دامن اس آلودگی سے پھر بھی نہ بچا سکے۔ یہ کیسا جادو تھا جس نے عقل و فکر کی نگاہ کو بھی اندھا کر کے رکھ دیا۔ اپنے سامنے بہت سوں کو ظلم کی صلیب پر چڑھتے اور غرق ہوتے دیکھا مگر پھر بھی تم نے عقل کے ناخن نہ لئے اب تمہاری سزا یہی ہے کہ اس جہنم میں داخل ہو جاؤ جس کی طرف دنیا کی زندگی میں تمہارا

Marfat.com

میلان رہا تمہارے کفر کے سارے میل کچیل اسی میں دھوئے جائیں گے مگر بے سود۔

عہدِ اُلست۔ اس آیہ مبارکہ میں جس عہد یا میثاق کا ذکر مبارک کیا گیا ہے اسے اصطلاحاً 'عہدِ الست' کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ عہد کے لفظ کے ساتھ 'اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ' ''کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟'' کا اضافہ عشق ومحبت کی اس سب سے پہلی اور سہانی داستاں کی یاد دلاتا ہے جب کہ رب کائنات نے انسانیت کی کشت جاں میں اپنے مبارک ہاتھوں جوہر انسانیت کی تخم ریزی فرمائی اور پھر آخر کار شجر انسانیت کے رگ وریشہ میں دوڑنے والے جذبات عشق ومحبت کو آزمائش سے دوچار کیا اور مجمع انسانیت سے دریافت فرمایا'' الست بربکم 'کیا میں تمہارا مربّی وپروردگار نہیں ہوں؟'' اس کے جواب میں سب ارواح نے فی الفور کہا 'کیوں نہیں؟'' تو ہی ہے ہمارا پروردگار اور ہماری چاہتوں کی منزل مقصود'' اس پر اس معشوق ومحبّ نے فرمایا تو اب تم سب منزل دنیا کا رخ کرو وہاں پہنچ کر اگر تمہارا عہد سلامت رہا تو اس دعویٰ محبت کی سچائی کو تسلیم کیا جائے گا مگر افسوس کہ دنیا کی اس عارضی قیام گاہ میں شیطاں نے انسان کو بہکانے اور ورغلانے کے لئے سینکڑوں جال بچھا رکھے ہیں جن میں قدم قدم پر انسان الجھ الجھ جاتا ہے اور کسی گھڑی سلجھنے کا ہوش اسے باقی نہیں رہتا۔ بقول شاعر ؎

خم کاکل کے سنورتی ہی رہی میری قسمت کہ الجھتی ہی رہی

یہ تو ایک دنیائے رنگ وبو کی دل کشی میں کھوئے ہوئے، شکست خوردہ شخص کا ماجرا ہے مگر کچھ وہ بھی نابغہ روزگار ہیں اور جو نفس انسانی کی دوسری کیفیت نفس لوامہ کی

Marfat.com

منزل پر متمکن ہوتے ہیں اوران کا ماجرااس سے قطعی الگ ہوتا ہے۔ جو الجھتے بھی ہیں مگر دوسری آن میں ایک شان سے سلجھتے بھی ہیں۔ جیسیا کہ کہا گیا ہے الجھ کر سلجھنے میں لذت اسے۔ اور یہ لذت ان خوش نصیبوں کو حاصل ہوتی ہے جن کی مشام جاں سے اَلست کی کی مہک پھوٹتی ہے اور روز ازل میں کیئے ہوئے اپنے دعوی ''بلٰی'' کی گونج سنائی دیتی رہتی ہے اور وہ اس گونج کے سوا کسی اور نغمہ شیطانی کی طرف کان نہیں لگاتے اور ان کے قلوب یادِ محبوب کی لذت سے ماشآءاللہ تبارک اللہ معمور رہتے ہیں۔ مولانا رومیؒ اس حقیقت کا اظہار اس طرح سے فرماتے ہیں ؎

ہر دمے از وے ہمی آید الست　　جوہر واعراض می گردند مست

ترجمہ: ہر لحظہ اس محبوب حقیقی کی طرف سے 'الست' یعنی ''کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟'' کی صدائے دلنواز جان کی گہرائیوں سے اُٹھ اُٹھ کر سنائی دیتی رہتی ہے جس سے روح و بدن سرمست ہو ہو جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اکثر انسان اس آواز کی لذت سے بے بہرہ ہی رہتے ہیں۔ بقول شاہ عبدللطیف بھٹائیؒ ؎

سنگ ریزوں سے بھر لیا دامن　　گوہر بے بہا کو چھوڑ دیا
موجِ طوفانِ معصیت نے آہ　　میری کشتی کے رخ کو موڑ دیا
ہائے وہ عہد جس کو اے مالک!　　اپنی غفلت سے میں نے توڑ دیا

☆

Marfat.com

منظوم ترجمانی

الم اعھد الیکم ...... بما کنتم تکفرون

منافقین و کفار کی گوشمالی

ملا کیا ہمارا نہ فرمان تم کو؟
مبادا کہ بہکائے شیطان تم کو
مری بندگی میں ہی مرنا جو مرنا
ہے سیدھی یہی راہ اسی سے گذرنا
یہی راہ سیدھی ہے جنت کو جاتی
نشاں عاطفت کا تمہیں ہے بتاتی
اگر ہو طلب تم کو راہِ ھدیٰ کی
تو کچھ قدر کرنا ہماری صدا کی
ہماری رضا کا ذرا پاس رکھنا
رُسل کی وفا کا ذرا پاس رکھنا

شیطان کی کارستانیاں

شیطاں ہے کرتا کثیروں کو گمراہ
امیروں وزیروں و شریروں کو گمراہ

Marfat.com

سمجھ پھر بھی انساں کو آئی نہ ہرگز
صحیح بات دنیا کو بھائی نہ ہرگز
کیا نسلِ انساں کو شیطاں نے گمراہ
نہیں کی مگر پھر بھی انساں نے پرواہ

وعدۂ جہنم

جہنم ہے یہ جس کا وعدہ کیا تھا
جسے سن کے دل تھام تم نے لیا تھا
یہ دیکھو تو آتش ڈراتے تھے جس سے
نگاہوں میں آنسو بھر آتے تھے جس سے
محبت کا وہ جام تھا جو دیا تھا
جسے زہر سمجھا نہ تم نے پیا تھا
ملو آج اس سے جہنم کھلی ہے
جلانے کی خاطر یہ بپھری تلی ہے
بڑھکتی ہے انصاف کا سوچتی ہے
حقارت سے ظالم کا منہ نوچتی ہے

☆

Marfat.com

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ O وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ O وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ O وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ O

ترجمہ:

٦٥۔آج کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہریں کردیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں ان پر گواہی دیں گے جو کچھ کہ وہ کرتے تھے۔

65.This day We seal up mouths, and hands speak out and feet bear witness as to what they used to earn.

٦٦۔اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں بے نور کردیتے تو وہ لپک کر راستے کی طرف دوڑتے تو انہیں کچھ نہ سوجھتا

66.And had we willed, We verily could have quenched their eyesight so that they should struggle for the way. Then how could they have seen.

٦٧۔اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں ان کے ٹھکانوں پر مسخ کردیتے اور نہ آگے بڑھ پاتے اور نہ پیچھے کو ہی لوٹ سکتے

67.And had We willed,We verily could have fized them in

Marfat.com

their place, making them power-less to go forward or turn back.*

۶۸۔اور ہم جس کی جونہی عمر دراز کرتے ہیں تو اسے ہم طبیعی لحاظ سے کمزور کردیتے ہیں پھر بھی کیا عقل نہیں رکھتے۔

68.He whom We bring unto old age, We reverse him in creation (making him go back to weekness after strength). Have ye then no sence?

الفاظ معانی۔

(نختم۔ ہم مہر کرتے ہیں) افواہ. منہ فوہ واحد) (تکلمنا۔ ہم سے بات کرتے ہیں) (ایدی۔ ہاتھ ید۔ واحد) (تشہد وہ (جمع مونث) گواہی دیتے ہیں (مسخنا۔ ہم نے بدلا ہم نے مسخ کیا) (استطاعوا۔ ان کو استطاعت ہوئی) مضی۔ آگے گزرنا) (یرجعون۔ وہ لوٹتے ہیں) (فی الخلق۔ پیدائش کے لحاظ سے، بناوٹ کے لحاظ) افلایعقلون۔ کیا عقل نہیں کرتے)

توضیح: مجرمین کا ہمیشہ سے یہی شیوہ رہا ہے کہ وہ اپنے جرائم کا اعتراف کرنے کی بجائے حیل وحجت سے کام لیتے ہیں اوران کا مقابل خواہ کتنا ہی سچا کیوں نہ ہو اسے جھٹلانے کی کوشش کرتے ہیں مگر قیامت کے اس دن میں وہ ایسا نہیں کر پائیں گے اللہ کے حکم سے ان کے موہنوں کو گویا سی کر رکھ دیا جائے گا اوران کے ہاتھ اور پاؤں بول بول کران کے کرتوت سنانے لگیں گے یہ گواہ ہر آن اور ہر گاہ ان کے ساتھ ساتھ رہے تھے اوران کے ہر جائز وناجائز حکم کو پورا کرنے کے لئے لپکتے تھے خواہ یہ ان کے ہاتھ کٹ جائیں یا پاؤں بری راہوں پر چلتے چلتے آبلوں سے چھلنی کیوں نہ ہو کر رہ

Marfat.com

جائیں۔ ان کے موہنوں پر جو مہریں لگی ہیں یہ عدل و انصاف کا تقاضہ ہے تاکہ انہیں اپنے کئے ہوئے سب اعمال کا پتہ چل جائے وگرنہ وہ اس لائق ضرور تھے کہ اللہ کے حکم سے ان کی آنکھیں غائب کر دی جاتیں اور سزا کے طور پر ان کی صورتیں ان کے ٹھکانوں پر ہی بدل کر رکھ دی جاتیں۔ انہیں زندگی کے ان ایام میں بھی عقل نہیں آئی۔ جب وہ جوانی کی خوبصورت بہاریں گزار کر بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گئے اور ان کے اعضائے جسمانی جواب دے گئے۔ کیا یہ اتنا بھی نہ سوچ سکے کہ ان کی اگلی منزل اب شہر خموشاں ہے اور پھر قبر سے نکل کر محشر کی طرف جانے کے متعلق کوئی سچا انہیں بے لوث و مراعات پیشگی طور پر مطلع کرتا ہے ان کی عقل کو کیا ہوا ہے؟

Marfat.com

منظوم ترجمانی

خودکار گواہی کا نظام

الیوم نختم علیٰ ...... افلا یعقلون

سیئے ہونٹ آج ہم نے ان کے تمامی
نہ تھی بولنے میں کبھی جن کے خامی
چپ ہیں کیوں آج خنجر زبانیں
اب اعضا سنائیں گے ان کے فسانے
گواہی میں ہیں آج اعضا بدن کے
وہ لوٹا کئے تھے مزے کیسے دھن کے
چلیں گے پتہ آج کرتوت ایسے
وہ دنیا میں رہتے تھے فرتوت کیسے؟
باتیں کریں ہم سے دو ہاتھ ان کے
دنیا میں ہر دم جو تھے ساتھ ان کے
دیں گے تب اقدام ان پہ گواہی
جو کرتے تھے دنیا میں واہی تباہی
حقیقت وہ سب ان پہ ظاہر کریں گے
جہنم کو لا ان پہ قاہر کریں گے

Marfat.com

قہرِ جبّار

جو چاہیں انہیں دم میں اندھا بنائیں
پلک کے جھپکنے میں بندہ بنائیں
بھاگیں وہ رستوں میں پر کچھ نہ دیکھیں
چیخیں پکاریں مگر کچھ نہ دیکھیں
نہ بڑھ پائیں آگے نہ پیچھے ہٹیں وہ
کہ رستے میں بے طور یوں ہی ڈٹیں وہ
جو چاہیں تو مسخ ان کو یک بار کردیں
کھڑے ہیں جہاں ان کو مسمار کر دیں
نہ بڑھ پائیں آگے نہ پیچھے مڑیں وہ
کہ ظالم دلوں میں بس اپنے کڑھیں وہ

توضیح ''نبی ﷺ کو العیاذ باللہ شہید کرنے کا کفار کا ناکام منصوبہ''

جنہیں ناز تھا خاص اپنی نگاہ پر
وہ اندھے! تجھے ڈھونڈ پائے نہ راہ پر
جسارت تھی ان کو تمہیں ڈھونڈ پائیں
تا آتش عداوت کی آگے بڑھائیں

Marfat.com

جسارت تھی ان کو نبی جبکہ سوئیں
مبارک لہو میں وہ ناخن ڈبوئیں
کبھی بات ظالم ہماری نہ بھولیں
نہ ہو گا کبھی خاکِ پا کو ہی چھولیں
مبادہ! وہ پھر لوٹ گھر کو نہ جائیں
خبردار! بھولے میں سر ہو نہ جائیں
وہ ہادیٔ کُل پیشوائے امم ہے
مہک اس کی پھولوں میں کلیوں میں نم ہے

☆

Marfat.com

احادیثِ نبوی الشریف ﷺ

—۱—

عن عبدالله بن عمرو العاص رضی الله عنهما ان رسو ل الله ﷺ قال: "الدنیا متاع ،خیر متاعها المرأةالصالحة" رواه مسلم

"عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا ایک پُونجی ہے اور سب سے اچھی پونجی صالحہ عورت ہے"

—۲—

عن معاذ بن جبل رضی الله عنه عن النبي ﷺ قال: " لا تؤذی امرأةٌ زوجها فی الدنیا اِلاّ قالَتْ زوجتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِینِ: لاَ تُؤذِیهِ قاتَلَکِ اللّٰهُ! فإنَّمَا هُوَ عِندَکِ دَخِیلٌ یُوْشَکُ أنْ یُفارَقَکِ إلینا". رواه الترمذی وابن ماجه.

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا کی زندگی مین ایذا دیتی ہے تو جنت میں اس سے بیاہی جانے والی حور عین دیکھ کر کہتی ہے: اے فلانی تجھے اللہ مارے اسے نہ ستا یہ تیرا شوہر ہے قریب ہے کہ تجھ سے جدا ہو کر ہمیں آ ملے"

Marfat.com

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ:

۶۹۔اور ہم نے اس (محبوبؐ) کو شعر وشاعری کا سبق تو نہیں دیا اور نہ ہی یہ بات اس کی شان کے لائق تھی۔مگر وہ تو ہے نصیحت کی بات اور قرآنِ مبین

69.And We have not taught him (Muhammad) poetry, nor is it meet for him. This is naught else than a Remminder and a Lecture* making plain,

۷۰۔تاکہ (اُس کے ذریعہ) خبردار کیا جائے جو کوئی (صاحب دل) زندہ ہے۔اور اتمامِ حجت (بھی) ہو سب کافروں پر

70.To warn whosoever liveth, and that the word may be fulfilled against the disbelievers.

الفاظ معانی

(وما علمناہ۔اور ہم نے اسے نہیں سکھایا)(الشعر۔موزوں کلام جس میں قافیہ اور ردیف کا اہتمام ہو۔مفہوم کے لحاظ سے خیالی باتیں جو شاعروں کی طبع زاد ہوتی ہیں اور ان کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی)وما ینبغی۔اور نہ ضرورت ہے)(ان ھو الا۔یہ ہے مگر) ذکر۔نصیحت،ہدایت،رہبری،علاوہ ازیں قرآن حکیم میں بیس مفہوم اس کے ذریعے ادا کئے گئے ہیں۔(الاتقان) لینذر۔تاکہ ڈرایا جائے یا خبردار کیا

Marfat.com

جائے)(من کان۔ جو کوئی تھا)(حیا۔ زندہ، صاحب دل، صاحبِ عقل و خرد)
(یحق۔ حجت پوری کی جائے)۔

توضیح: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کی ان حجت طرازیوں کا بطلان فرمایا ہے جو آئے دن قرآن کریم کے متعلق ڈھاتے رہتے تھے۔ کبھی کہتے کہ شاعروں کی طرح کی خیالی باتیں ہیں۔ کبھی کہتے کہ یہ جادو کا کلام ہے جو کوئی سنتا ہے گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اور جب کوئی بس نہ چلتا تو کہتے کہ "ھذا شی عجاب" یہ عجب سے بھی عجب کلام ہے" جب ان کے ایک سردار عتبہ بن ربیعہ نے نبی اُمی ﷺ سے خدا کا کلام سنا تو اپنے ساتھیوں سے جا کر کہا" انی سمعت قولاً واللہ ما سمعت مثلہ قط، واللہِ ماھو بالشّعر ولا بالسّحر ولا بِالکھانہ" میں نے ایک ایسا کلام سنا ہے خدا کی قسم میں نے اس جیسا کلام کبھی نہیں سنا۔ اللہ کی قسم نہ تو وہ شعر ہے اور نہ جادو اور نہ کہانت۔ کیونکہ میں سب کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ لیکن اگر ہو سکے تو لوگوں کو اس سے دور رکھنے کے لئے اسے جادو کا کلام مشہور کر دیا جائے تو کچھ بات بن سکتی ہے۔ لیکن جب ان کی سب کی سب تدبیریں ناکام ہو کر رہ گئیں اور حقیقتِ حال کو چھپا نہ سکے تو آ جا کر انہوں نے قرآن کریم کے ساتھ عداوت کی تان اس بات پر توڑی کہ ہو نہ ہو وہ قرآن حکیم میں بیان کئے گئے اٹل حقائق مثلاً حیات بعد الموت، قیامت، جنت و دوزخ، جزاء و سزا وغیرہ کو شاعرانہ تخیلات قرار دے کر اسلام قبول کرنے والوں کو ابہام کا شکار کر دیں۔ اور ان کا قرآن حکیم کو "شعر" کہنے کا مقصد بھی فنی اعتبار سے "شعر" قرار دینا نہیں تھا۔ جیسا کہ اہلِ عرب شعر کی اصناف اور اس کے اوزان، قافیہ ردیف وغیرہ کی پابندیوں سے اچھی طرح آگاہ تھے۔ اور ان کو اس سلسلہ

Marfat.com

میں بہکایا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اور کفار خود بھی اس معجزہ سے معترف تھے کہ کلام اللہ کا بیان نہ شعر کی کوئی قسم ہے اور نہ ہی نثر کا کوئی انداز ہے۔ بس ہے تو صدق ہے۔ سچائی ہے۔ معجزہ ہے۔ فصاحت و بلاغت کا ٹھاٹیں مارتا ہوا بحرِ بے کراں ہے اور اس کی تاثیر دلوں کو متاثر کیئے جاتی ہے۔ اس کی سچائیوں کے سامنے کوئی بند باندھا نہیں جا سکتا۔ حتیٰ کہ ان کی زبانوں سے اکثر یہ نکل جاتا تھا'' ماھذا اقول البشر'' یہ کلام کسی بشر کا کلام نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ ساتھ ہی ساتھ اپنی ہٹ دھرمی کی بدولت اسے خدا کا کلام بھی ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ قرآن حکیم کے نزول سے قبل اہل عرب شعر و شاعری کے دیوانے تھے اور اس کی تخیلاتی دسترس اور گہرائی پر سر دھنتے تھے۔ مگر آج تک انہیں شاعرانہ بلند پردازیوں سے حاصل بھی تو کچھ نہ ہوا تھا۔ اس لئے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے صرف اس ایک آیت کریمہ سے نہ صرف قرآن حکیم کے بارے میں من گھڑت الزامات کا سدِ باب فرمایا۔ بلکہ ان کے ہاں مروجہ شاعری کی حقیقت بھی کھول کر ان کے سامنے رکھ دی۔ یعنی یہ کہ قرآن حکیم ان کی شاعری کی طرح کا بے حقیقت شاعرانہ خیالات کا مجموعہ نہیں۔ بلکہ یہ ذکرِ جہاں ہے۔ جس سے فکر و عمل کی روشنی سندِ ہدایت کے ساتھ پھوٹتی ہے۔ بلکہ یوں کہیئے کہ علم و عرفان، یقین و ایمان، جوشِ کردار اور محبت و رحمت کا سرچشمہ ہے مگر اس کے مقابلہ میں اہل کفر و شقاوت کے شعر و ادب کے پارینے ایک طرف عیاشی، فحاشی، تھرکتے گوشت، اعضائے جسمانی کے شہوت میں ڈوبے ہوئے رقص، شراب کی مستی، غرور و تکبر کے نشے عورتوں کے بال اور ان کے ابدان کی اونچ نیچ ایسے بکواسات سے پر ہیں تو دوسری طرف احساسِ محرومی، نا معلوم لوگوں پر بے وفائی کے الزامات موت کے شکوے، محنت سے روزی کمانے والوں کے ساتھ حسد اور بغض، بے چینی، تشویش، نالہ و شیون، آہ و بکا، وہم

Marfat.com

وگمان، عمل سے فراغت، بے یقینی، حتیٰ کہ مایوسی و نامرادی، سستی و کاہلی ایسی وبائی امراض کو پھیلانے کا موثر ذریعہ ہیں۔ جبکہ قرآن حکیم، مصیبت میں صبر، موت میں زندگی، شہادت میں جنت، زندگی کے ہر موڑ پر وحدت کا درس، یقین وایمان، امیدِ جزاء، احساس ذمہ داری، پاسِ عہد وپیمان، صدق و امانت، جوشِ عمل خدمتِ انسانیت اور جذبۂ جہادِ مسلسل کا سرمدی پیغام لے کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوا ہے اور اس کا مقصد بھٹکے ہوئے انسانوں کو صراطِ مستقیم دکھا کر حقیقی فلاح ونجات سے ہمکنار کرنے کے سوا کچھ اور نہیں۔ لہٰذا کفار کو شعراء کی چکنی چپڑی مگر بے فائدہ، باتوں اور اقوال سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور قرآن کریم کے فرمانِ رشد وہدایت کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔ وگرنہ شعرِ عجم کے بارے میں دور جدید کے شاعر علامہ اقبال بھی یہی رائے رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ؎

ہے شعرِ عجم گرچہ طربناک ودل آویز
اس شعر سے ہوتی نہیں شمشیرِ خودی تیز
افسردہ اگر اس کی نوا سے ہو گلستاں
بہتر ہے کہ خاموش رہے مرغِ سحر خیز

بے مقصد شاعری نہ زبان و ادب کی نشوونما کرتی ہے نہ دلوں میں انقلاب البتہ نغمۂ جبریل یا بانگِ سرافیل سے قومیں بیداری توانائی ضرور حاصل کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

وہ شعر کہ پیغامِ حیات ابدی ہے
یا نغمۂ جبریل ہے یا بانگِ سرافیل

جہاں تک شعر کے عروض کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے آگاہ ہونے کا

Marfat.com

تعلق ہے تو قرآن حکیم نے خود ہی اس سلسلہ میں وضاحت فرما دی ہے کہ ہم نے نہ تو انہیں شعر سکھایا ہے اور نہ ہی آپ کو اس کی حاجت تھی۔ اور نہ ہی الفاظ کو اوزان کے ترازو میں تولنے کا مشغلہ آپ کی شان کے لائق تھا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کو امی لقب ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ جو کہ آپ ﷺ کے خصائص کبریٰ میں سے ایک اہم خصوصیت تھی یہی وجہ تھی کہ الفاظ کا ہیر پھیر آپ کے ہاں نہیں ملتا۔ آپ ﷺ کے اعلیٰ اوصاف میں یہ وصف نمایاں تھا کہ آپ ﷺ حق وصداقت کے اظہار اور رشد وہدایت پر منحصر تعلیمات دیتے وقت غیر مبہم اور واضح الفاظ ادا فرماتے تھے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ شعر وشاعری اور علم عروض کے جھنجٹ سے بے نیاز کر دیے گئے تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کا معجزہ تھا جس کے سامنے اہل دنیا کے نظم ونثر اور شعر وادب کی تمام تاثیریں ماند پڑ گئیں۔ لہٰذا فنِ شاعری آپ ﷺ کے لئے ذریعہ عزت و فضیلت ہرگز نہیں۔ آقا دو عالم ﷺ کی شان تو دونوں جہانوں سے افضل وبرتر ہے سمجھنے کے لئے یہ بات بھی کافی ہے کہ اس گئے گزرے دور کے شاعر غالب نے بھی اپنے ہم عصر شعراء کے بے جا غرور وتفخر کو آئینہ دکھلانے کے لئے یہ کہہ کر شاعری کو اپنے لئے ذریعۂ شرف وعزت تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے ؎

سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری
کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہیں مجھے

اگرچہ الفاظ کو آگے پیچھے کر کے ان کو کلامِ موزوں میں تبدیل کرنا ایک اچھا خاصہ فن ہے۔ مگر عمل کی دنیا سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں دیکھا جائے تو یہ فارغ از کار لوگوں کا مشغلہ ہے۔ چنانچہ جناب رسالت مآب ﷺ کے ہاں علم بغیر عمل کے ایک

Marfat.com

جر بے پھل کی مانند ہے اور ساتھ ہی ساتھ قرآن حکیم ایک ایسی کتاب ہے جو عمل پر سب سے بڑھ کر زور دیتی ہے۔ بشرطیکہ اعمال صالح کا دارومدار حسنِ نیت پر ہو اور حسن نیت اللہ عزّ وجلّ اور رسول ﷺ کے ساتھ سچی محبت اور لگاؤ کی مٹھاس ہے۔ جو دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے۔

اور جو آیت کی روشنی میں آقائے دو عالم ﷺ کی شعر کے بارے میں طرز عمل کی بات ہے تو آپ ﷺ اہل عرب کی شعروشاعری کی عادات سے قطعی مبرا تھے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی منشاء سب سے بڑھ کر عزیز تھی اگرچہ آلِ مُطلب کا ہر فرد شعر کہتا تھا۔ مگر آپ ﷺ نے شعر کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور نہ ہی میلان طبع آپ ﷺ کا اس طرف تھا۔ اور اگر کبھی حوالے کے طور پر کسی شاعر کا شعر پڑھتے بھی تو قدرتی طور پر اس کی ترتیب آپ ﷺ سے الٹ پلٹ ہو جاتی تھی اور وہ اس لئے کہ آپ ﷺ کے امی لقب ہونے پر کفار کی طرف سے آنچ نہ آئے۔ مسندِ احمدؒ میں ہے کہ آپ ﷺ نے ابن طرفہ کا ایک شعر پڑھا تو "ویاتیک بالاخبار من لم تزود کی بجائے من لم تزود بالاخبار پڑھا۔ پورا شعر اس طرح ہے۔

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلا

ویاتیک بالاخبار من لم تزود

یعنی "زمانہ تجھ پر وہ امور ظاہر کرے گا جن سے تو بے خبر ہے اور تیرے پاس ایسا شخص خبریں لائے گا جسے تو نے کوئی توشہ نہیں دیا" حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ بنو قیس والوں کا کوئی شعر پڑھتے تو اس کو بھی ادل بدل فرما دیتے۔ حضرت ابو بکرؓ عرض کرتے کہ آقا شعر ایسے نہیں ایسے ہے تو آپ ﷺ فرماتے کہ

Marfat.com

میں شاعر نہیں اور نہ ہی شعر گوئی میری شان کے لائق ہے۔ (ابن حاتم)

غزوۂ خندق میں خندق کھودتے وقت آپ ﷺ عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار پڑھتے اور یہ پڑھنا صحابہؓ کے ساتھ تھا۔ اشعار یہ ہیں۔

لاهم لو انت ما اهتدينا. ولا تصدقنا ولا صلينا

فانزلن سكينة علينا . وثبت الاقدام ان لاقينا

ان الالیٰ قد بغوا علينا . اذا ارادوا فتنته ابينا

حضور ﷺ لفظ ابینا کھینچ کر پڑھتے اور ساتھ ہی آواز بھی بلند فرماتے۔ 'ابینا' کا مطلب ہے ہم نہیں مانتے'' ترجمہ اشعار: ''اب کوئی غم نہیں اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو ہم ہدایت پاتے نہ صدقہ و نماز ادا کرتے ہم پر تو تسکین نازل فرما اور ثابت قدم رکھ جب یہ دشمن ہم سے آ ٹکرائیں وہ فتنے کا ارادہ کرتے ہیں اور ہم اس سے انکار کرتے ہیں۔ غزوۂ حنین کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنی سواری کو آگے دشمن کی طرف بڑھاتے ہوئے پڑھا تھا '' انا النبیُ لا كذب''. انا بن عبدالمطلب'' اس کی کیفیت شعر کی لگتی ہے۔ مگر ابنِ عربی، اور ابوالحسن اخفش وغیرہ نے اسے شعری اوزان سے خارج قرار دیا ہے ان کے نزدیک لا کذب اور عبدالمطلب ہم وزن الفاظ نہیں فقط موقع پر حضور انور ﷺ کی زبان پر فی البدیع رجزیہ انداز میں جاری ہو گئے تھے۔

حضرت جندب بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آپ ﷺ کی ایک انگشت مبارک زخمی ہو گئی تو آپ ﷺ کی زبانِ اقدس پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔

Marfat.com

هل انت الا اصبع دميت . وفی سبیل الله ما لقيت

یعنی تو ایک انگلی ہی تو ہے جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوئی ہے۔ یہ بھی اتفاقیہ تھا قصداً نہیں۔

اس طرح سورۃ النجم کی آیت ''الا اللمم'' کی تفسیر میں اس شعر کا ذکر ملتا۔ ہے کہ آپ نے فرمایا۔

ان تغفر اللهم تغفر جما . رای عبد لک ما اَلَمَّا

یعنی اے رب العزت تو بخشے تو سب گناہ ہی بخش دے ورنہ تیرے بندوں میں کوئی بندہ وہ نہیں جو چھوٹی چھوٹی لغزشوں سے پاک ہو۔ یہ سب حوالہ جات آیت کے منافی نہیں۔ اور نہ ہی ان سے آپ ﷺ کا شعر کی طرف میلان ثابت ہوتا ہے بلکہ آپ ﷺ کا فرمانا تو یہ ہے ''من لایَغنُوْ بِالْقُرآنِ فلیس منا'' جو قرآن کے ساتھ گنگناتا نہیں وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ بلاشبہ حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس ان تمام صناعات سے مبرا اور بے نیاز تھی۔ اور کسی کمتر علم سے بے نیازی آپ ﷺ کی شان کی منافی بھی نہیں۔ ابو داؤدؒ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک تین باتیں برابر ہیں۔ تریاق کا پینا، گنڈے کا لٹکانا اور شعر بنانا یہ تینوں باتیں دراصل بے یقینی اور مایوسی کے اوقات میں انسان کرتا ہے۔ حضرت سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آپ ﷺ کو شعر گوئی سے طبعاً نفرت تھی۔ آپ ﷺ جامع کلمات پسند فرماتے تھے اور آپ ﷺ کا ارشاد بھی ہے۔ ''بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِم'' میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں۔ ابو داؤد کی ایک اور روایت ہے آپؐ نے فرمایا کہ کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس کے لئے شعروں کے بھر لینے سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ کی شعر

Marfat.com

کے بارے میں ناپسندیدگی یقیناً اس روائتی شاعری کے ضمن میں تھی جس میں عام طور پر زمانے کے لوگ مبتلا رہتے ہیں۔ اور جس میں پڑ کر ان کے خیالات پراگندہ اور یقین وایمان رخصت ہو جاتے ہیں۔

اور بحیثیت صنف کے بھی آپ کا میلان شعر کی طرف نہ ہونا حکمتِ بالغہ کے تحت تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ امی لقب رسول ﷺ تھے اور یہی آپ ﷺ کا وصف قرآنِ ناطق کی سب سے بڑی دلیل ثابت ہوا۔ لیکن ضرورت کے تحت مشرکوں کی ہجو اور خود سرکارِ رسالت مآب کی مدح وشان میں کیے گئے اشعار حدیثِ تقریری کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے جان نثار اصحاب سے نہ صرف ایسے اشعار کی سماعت فرمائی بلکہ انہیں اکثر موقعوں پر تحسین وآفریں سے بھی نوازا۔ ایسے اشعار کہنے والوں میں ''حضرت حسان بن ثابتؓ۔ حضرت کعب بن مالک۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ جیسے اکابر صحابہ کے نام سرِفہرست ہیں۔

اسی طرح امیہ بن صلت کے بارے میں ہے جو کہ زمانۂ جاہلیت کا شاعر تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے اشعار تو ایمان لا چکے ہیں مگر اس کا دل کافر ہی رہا۔ ایک صحابی نے آپ ﷺ کو امیہ کے سو اشعار سنائے تو آپ ﷺ فرماتے جاتے اور آگے۔ قرآن حکیم نے سورۃ الشعراء کی آیات میں شعراء کے بارے میں خوبصورت وضاحت پیش فرمائی ہے۔ جن کی شان نزول پڑھ کر دونوں پہلو سامنے آجاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ O اَلَمْ تَرَا اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَالاَ يَفْعَلُوْنَ. ترجمہ: اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سرگردان پھرتے ہیں اور وہ جو کہتے ہیں وہ

Marfat.com

کرتے نہیں۔ان آیات سے مقصد واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن حکیم علم کے ساتھ عمل کی تاکید کرتا ہے اور اس کے لانے والے بھی اس کے ارشادات کا عملی نمونہ ہیں۔ جب کہ شعر کا کلام خواہ کتنا بھی اونچا اور بلند پروازیوں پر مبنی ہو ان کے ہاں اس کی عملی مثال مفقود ہوتی ہے۔

اس ارشاد کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے شعراءِ اسلام کا استثناء بھی فرمادیا ہے جو حضور ﷺ کی نعت، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء لکھتے ہیں اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے پند و نصائح لکھ کر لوگوں کو راہِ ہدایت کی طرف آمادہ کرنے میں مصرف رہتے ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ملاحظہ ہو "الا الذین آمنو وعملوأ الصلحت و ذکر اللہ کثیراً و انتصروا من بعد ماظلمو" مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے جو ظلم ہوا ان پر۔

بخاری میں ہے حضور ﷺ مسجد نبوی میں منبر بچھوا کر حضرت حسانؓ کو اس پر بٹھاتے اور اپنی پیاری ذات کی مدح اور کفار کی جواباً ہجو سنتے اور پھر انہیں انعام سے بھی نوازتے ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت حسانؓ کو اپنی ردا مبارک بھی مرحمت فرمائی۔لہٰذا شعر اگر معروف کے لئے ہو تو جائز ہے۔واللہ اعلم۔

Marfat.com

قرآن حکیم کے دو پہلو

جنابِ سرورِ عالم رسولِ امی لقب علیہ الصلوۃ والسلام کو خالق کائنات نے روائتی شعر اور شاعرانہ تعلیمات سے قطعی طور پر بے نیاز اور مبرا قرار دیتے ہوئے بلیغ انداز میں کفار کو خبردار کیا کہ وہ کلام اللہ جسے تم لوگ ''شعر'' کہنے کی گستاخی کررہے ہو وہ شعر نہیں۔ بلکہ سراپا نصیحت ہے اور اسے قرآن مبین کہتے ہیں۔ دراصل اس لافانی معجزے کا تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ تم اس کے سامنے بے بس ہو اور بے بس ہی رہو گے اور ہم نے اسے اس لئے نازل فرمایا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے ہر اس شخص کو خبردار کیا جائے جو کہ خود کو زندہ خیال کرتا ہے۔ یا ایک زندہ دل اپنے سینے میں چھپا رکھتا ہے یا کہ وہ جسے کسی عقل وخرد کا دعویٰ ہے۔ یقیناً زندہ وہی ہے جس کا ضمیر بیدار ہے اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہے۔ آیت کریمہ میں 'حیا' کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی من کان حیاً۔ فرمایا گیا ہے اور حیا ایمان کا دوسرا نام ہے۔ مردہ نعش ''حیا'' سے محروم ہو جاتی ہے اور وہ دوسرے کے رحم وکرم پر ہوتی ہے جہاں پر کوئی اسے اٹھا کر رکھ دیں ڈھیر ہو کر پڑی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ اسے اپنے ستر کو ڈھانپ رکھنے کی بھی قدرت باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح جو شخص مردہ دل ہوتا ہے وہ سوچ بچار سے عاری ہو جاتا ہے۔ بے حیائی، فحاشی، بے غیرتی، بے حمیتی، بے یقینی اور ہر قسم کے گناہ اسی شجر تھوہر کا پھل کہلاتے ہیں۔ گویا اس مردہ انسان کا کوئی پہلو اور کوئی رخ قابل تحسین نہیں رہتا۔ چونکہ قرآن حکیم اور ''شعر'' کا موازنہ کیا گیا ہے اور شعر کو الگ اور قرآنِ حکیم کی الگ حیثیت واضح کی گئی ہے۔ اس لئے دیکھنا ہوگا کہ حسرت ویاس، مایوسی، بے دلی،

Marfat.com

عیاشی، فحاشی اور بے کار قسم کے فلسفیانہ خیالات اور معاشقے، اور مرثیے وغیرہ روائتی ''شعر'' کے موضوعات ہوتے ہیں۔ جبکہ قرآن حکیم کائنات کی حقیقت سے آگاہی بھی بخشتا ہے اور رشد و ہدایت بھی واضح فرماتا ہے اور یہ نہیں کہ انسانیت کو اس کی حقیقی منزل سے فقط روشناس کراتا ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ دلوں کو حصول مقصد کے لئے ذوقِ عمل، پختہ ایمان و یقین ایسے بے پایاں جذبوں سے بھی سرشار کرتا ہے۔ لہذا قرآن حکیم کو شعر کہنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ شعر کے جنجال میں پھنسے ہیں یا وہ صاحبانِ ایمان جو قرآن کریم سے صراطِ مستقیم کا شعور حاصل کرتے ہیں۔ انہیں یہ نکتہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ قرآن حکیم عاقل اور زندہ لوگوں کو جہاں ہدایت کی قندیل سے نوازتا ہے وہاں اہل کفر پر اللہ تعالیٰ کی بات کی حجت بھی ساتھ ہی ساتھ پوری فرماتا ہے۔ قرآن حکیم کے یہ دونوں پہلو افادیت سے معمور ہیں۔ جبکہ شعر میں کوئی ایسا پروگرام یا خوبی کا تصور نہیں ملتا اور اگر کسی شعر میں خوبی کی کوئی بات لگے بھی تو اس کے بے نور قالب کو قرآنی صداقتوں نے ہی کسی طور روشن کیا ہوگا اور یہ خوبی شعراءِ اسلام کے کلام میں ملتی ہے۔ اہل دہر اور اہل کفر کے اشعار بھی انہیں کی طرح بے نیل و مرام رہتے ہیں۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

وما علّمنٰہ الشعر......ویحق القول علی الکٰفرین

سکھایا نہیں شعر امی لقبﷺ کو
نہ حاجت اسے تھی نہ تھی اس کے رب کو
نہیں شعر بلکہ یہ ذکرِ جہاں ہے
نصیحت کا ضامن ہے معجز بیاں ہے
کوئی گر ہے زندہ ، ڈراتا ہے قرآں
یہ حق کافروں پہ جتاتا ہے قرآں
جو پوری یہاں پر یہ حاجت نہ ہوگی
جو زندہ دلوں میں وہ بہجت نہ ہوگی
اتارا ہے قرآں رسولِ امیں پر
کہ ثابت ہو حق آج سب کافریں پر

☆

Marfat.com

اعجاز تخلیق

ءَ اَنتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا أمِ السَّمآ ءُ بَنَاهَا☆

کیا تمہارا پیدا کرنا مشکل تھا یا کہ آسمانوں کا پیدا کرنا؟

"النازعات"

حدیث نبوی الشریف صلی اللہ علیہ وسلم

عن عدی بن حاتم الطائی رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

"اِتَّقُوا النَّارَ وَ لَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" (متفق علیه)

جہنم کی آگ سے بچو! اگرچہ (حسبِ توفیق) کھجور کا آدھا ٹکڑا ہی کیوں نہ خیرات کرنا پڑے۔

Marfat.com

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ
اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ O وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا
رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ O وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ
وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ O وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ O لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ O
فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ
وَمَا يُعْلِنُوْنَ O

ترجمہ:

۷۱۔اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے چوپائے ان کے لئے پیدا کئے تو یہ ان کے مالک ہیں

71.Have they not seen how We have created for them of Our handuwork the cattle, so that they are their owners,

۷۲۔اور انہیں ان کے لئے نرم کر دیا تو کسی پر سوار ہوتے ہیں کسی کو کھاتے ہیں

72.And have subdued them, so that some of them they have for riding. Some for food?

۷۳۔اور ان کیلئے ان میں کئی طرح کا نفع اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا شکر نہ کریں گے

73.Benefits and (divers) drinks have they from them. Will they not then give thanks?

Marfat.com

۷۴۔اورانہوں نے اللہ کے سوااور خدا ٹھہرا لئے کہ شاید ان کی مدد ہو

74.And they have taken (other) gods beside Allah, in order that they may be helped.

۷۵۔وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ تو ان کے لئے جمع شدہ پتھروں کا ڈھیر ہیں

75.It is not in their power to help them; but they (the worshipers) are unto them a host in arms.

۷۶۔تو تم کو ان کی بات غمناک نہ کر دے بیشک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں

76.So let not in their speech grieve thee (o Muhammad) Verily We know what they hide as well as what they disclose.

الفاظ و معانی۔

عملت۔ اس 'مونث' نے کا کیا) ایدینا۔ ہمارے ہاتھ)(انعام۔ چوپائے۔ مویشی) (مالکون۔ مالک کی جمع)(ذللناھا۔ ہم نے ان کو نرم کر دیا)(رکوب۔ سواری۔ کشتی)(یاکلون۔ وہ کھاتے ہیں) (منافع۔ فائدے) (مشارب۔ پیئے جانے والی چیزیں)(لایشکرون۔ وہ شکر نہیں کرتے)(اتخذوا۔ انہوں نے ٹھہرایا یا پکڑا)(من دون۔ سوائے)(الھۃ الہٰ کی جمع یعنی معبود)(ینصرون۔ وہ مدد کئے جاتے ہیں)(نصر۔ مدد)جند۔ گروہ۔ لشکر فوج جنود جمع) (محضرون۔ حاضر کئے گئے)(فلا۔ پس نہ)یحزنک۔ تم کو غمناک کرتا ہے)(نعلم۔ ہم جانتے

Marfat.com

ہیں)(مایسرون۔ جو چھپاتے ہیں)(وما یعلنون۔ اور جو اعلان کرتے ہیں)۔
توضیح: ان آیات میں اس بات کی دعوت ہے کہ انسان کم از کم اتنی بات سوچ لے کہ جانوروں مویشیوں اور اونٹوں کی قطاریں جو اس کے قبضے میں ہیں کیا یہ سب کچھ اس نے بنایا ہے یا اللہ عزوجل نے اپنے رحمت کے ہاتھوں سے انہیں تخلیق فرمایا ہے۔ اور یہ سب چوپائے اور جانور محض بے کار نہیں پیدا کئے گئے۔ ان کے گوشت پوست سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ بعض اس کی خوراک بن کر رہ گئے اور بعض کا دودھ اس کی نشو نما کا کام دیتا ہے اور بعض اس کی سواری اور باربرداری کے کام آتے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ غور کرے کہ جن جانوروں اور مویشیوں کا وہ مالک بنا پھرتا ہے وہ کس مبارک ہاتھ کی تخلیق ہیں کہ جس نے اس کے لئے ان میں برکت ہی برکت رکھ دی ہے۔ مگر انسان کو شکر کرنا نصیب کہاں۔ وہ تو الٹا گھمنڈ کرنے لگا ہے۔ بلکہ اس نے اپنے حقیقی خالق سے آنکھ چرالی ہے اور بے جان بتوں کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ شاید کہ اس کے ایام مصیبت میں اس کی مدد کریں گے وہ اس کی نصرت کیا خاک کریں گے وہ تو اکٹھے کئے گئے پتھروں کا جھرمٹ ہے جو انہوں نے خود ہی لاکر حاضر کیا تھا۔ پس اے محبوب ﷺ ہمارا التفات تمہاری طرف ہے کہ کہیں ان کی بکواس تمہیں غمناک نہ کردے۔ ہمیں ان کی ہر کاروائی کا علم ہے خواہ وہ اسے چھپائیں یا ظاہر کریں۔ حضور ﷺ کے صادق وامین ہونے کے باوصف جب کفار آپ ﷺ کی باتوں کو جھٹلاتے تو آپ ﷺ اس خیال سے حزن وملال فرماتے کہ آج شاید کفار مجھے جھوٹا سمجھنے لگے ہیں۔ اب ان کے دل میں میری کیا عزت رہی ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کا یہ غم دور فرمانے کے لئے فرمایا "وانھم لا یکذبونک ولکن

Marfat.com

الظّٰلمون بایٰت الله یجحدون" (انعام) بے شک وہ تجھے نہیں بلکہ یہ ظالم تو اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔اس لئے آپ ﷺ اپنے دل میں ان کی کسی بات پر رنج وملال نہ فرمائیں۔درحقیقت وہ آپ ﷺ کی ہستی کے معترف ہیں۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

انعامِ خداوندی

اولم یروا انا خلقنا لھم مما عملت ......وما یعلنون

نہ دیکھا ہے انساں نے کیا اس جہاں کو؟
بنایا ہے ہاتھوں سے سب این و آں کو
وہ گلشن پیارا بنایا ہے ہم نے
کہ ہاتھوں خزانہ لٹایا ہے ہم نے
بہر رنگ خوشتر نظر آ رہا ہے
نظر موتیوں کا نگر آ رہا ہے
مویشی جو خود ہم نے پیدا کیئے ہیں
تو دل ان پہ انساں کے شیدا کیئے ہیں
بنے پھر رہے ہیں وہ لوگ ان کے مالک
جو خود سے نہیں ہیں کسی گُن کے مالک
یہ حیواں بے چارے ہیں جھک جھک کے چلتے
مگر خود ہیں یہ لوگ چلتے مچلتے
بنے جانور کچھ ہیں ان کی سواری
تو کچھ کی ہے گردن پہ چلتی کٹاری

Marfat.com

کوئی جانور ان کی بھاتی غذا ہے
تو بیگار کوئی فقط پیٹتا ہے
اونٹوں کا دیکھو ذرا یہ تسلسل
وہ بار گراں ہیں اٹھائے مسلسل
جو پیتے ہیں دودھ ان کا تازہ بہ تازہ
کریں شکر اس بات کا ہے تقاضا
بناتی ہے قدرت یہ ہاتھوں کھلونے
بڑے خوبصورت بڑے ہی سلونے
یہ صحرا کی چھاتی پہ پلتے رہیں گے
جو دیکھیں گے ان کو مچلتے رہیں گے
پڑے ہیں تکبّر میں کیوں ان کے مالک
ودیعت ہے جس کی وہ کیسا ہے خالق؟
منافع مشارب سبھی ان کو حاصل
نہ دل شوقِ حق سے ہُوا ان کا واصل
وہ دیکھیں ذرا بے زباں کا تذلُّل
عبادت میں ان کی نہ آئے تخلُّل
نہ کیوں؟ شکر ان نعمتوں کا ہیں کرتے
نہ کیوں؟ دم ہیں وہ حق تعالیٰ کا بھرتے

Marfat.com

واتّخذوا من دون الله اٰلِهَةً...... جندٌ محضرون

اِلٰہ کے سوا کیا اِلٰہ پوجتے ہیں؟
وہ پتھر کے سو سو خدا پوجتے ہیں
کہ شاید یہ بت ان کی نصرت کریں گے
یا پوری کوئی ان کی حسرت کریں گے
طاقت یہ اصنام کو پر کہاں ہے؟
پڑے ہیں وہاں ان کو رکھا جہاں ہے
نہ ان سنگ پاروں سے نصرت ملے گی
ملے گی تو آخر کو حسرت ملے گی
غضب ہے کہ پتھر خدا بن رہے ہیں
یہ بگڑے دلوں کی صدا بن رہے ہیں
جمع کر رہے ہیں بھلے سنگریزے
پڑیں گے یہ اک دن گلے سنگریزے
یہ جھرمٹ اکٹھا جو اصنام کا ہے
مقام ان کا محشر میں آلام کا ہے

☆

Marfat.com

فلا یحزنک قولھم انا نعلم ما یسرّون وما یُعلنون

تمہیں ان کی باتیں نہ غمناک کردیں
شیاطیں کی گھاتیں نہ نمناک کردیں
ہمیں سب ہیں معلوم اَخبار ان کے
اِعلان ان کے اور اَسرار ان کے
چھپائیں انہیں یا کہ ظاہر کریں وہ
خباثت کو دل سے نہ باہر کریں وہ
لہو کیوں یہ معصوم دل کا نچوڑیں
نِرے سنگ دل ہیں ترے دل کو توڑیں

☆

Marfat.com

صلوٰۃ وسلام

علیٰ سیّدِ خیرالانام

عَنْ عَلِيٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ". رواه الترمذي حديث حسن صحيح

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "وہ بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"

اللھم صل علیٰ بدر التمام، اللھم صل علیٰ نور الظلام اللھم صل علیٰ مفتاح دار السلام اللھم صل علیٰ شفیع فی جمیع الانام، اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا و مولٰینامحمد کُلّمَاذکرک وذکرہُ الذّاکِرون وکلّما غَفَلَ عن ذِکرِکَ وذِکُرِہِ الغافلون وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین و بارک وسلم.اللھم اجعلنا من خیرِ المصلّین وَ الْمُسَلِّمِین علیہ لَزُکیَ الصّلوٰۃ والسّلام.

Marfat.com

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ
خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌO وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ قَالَ
مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌO قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْ
اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌO

ترجمہ:

۷۷۔اور کیا انسان نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے اک بوند پانی سے پیدا کیا جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے

77.Hath not man seen that We have created him from a drop of seed? Yet lo! he is an open opponent.

۷۸۔اور ہمارے بارے میں مثال بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا ہے اور کہتا ہے کہ کون ہے جو گلی سڑی ہڈیوں کو زندہ کرے گا

78.And he hath coined for Us a similituede, and hath forgotten the fact of his creation, saying: Who will revive these bones when they have rotted away?

۷۹۔تم فرمادو وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار بنایا تھا اور وہ پیدائش کے بارے میں خوب جاننے والا ہے

79. Say: He will revive them Who produced them at the first, for He is knower of every creation,

Marfat.com

الفاظ معانی۔

(خلقناہ۔ ہم نے اسے پیدا کیا) (نطفتہ۔ جوہر تخلیق۔ منی کی بوند) (خصیم۔ جھگڑالو) (ضرب۔ اس نے مارا۔ اس نے بیان کیا) (لنا۔ ہمارے لئے) (نسی۔ وہ بھول گیا) (خلقہ۔ اس کی پیدائش) (یحی۔ وہ زندہ کرے گا) (العظام۔ ہڈیاں) (رمیم۔ گلی سڑی بوسیدہ) (انشا۔ بنایا) (اول مرۃ۔ پہلی بار)

توضیح: بلاشبہ دنیا کے نیچریوں اور دہر پرستوں کو قیامت اور قیامت کے بعد دوبارہ زندگی کا یقین دلانا اتنی آسان بات نہ تھی لاکھوں انبیاء اپنی اپنی باری پر دنیا میں تشریف لائے اور صدیوں تک غفلت میں ڈوبے ہوئے انسانوں کو جگانے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر یہ مسئلہ جوں کا توں رہا ماسوائے قلیل بندگانِ خدا کے کسی کو اس حقیقت کی صداقت کا یقین نہ آیا۔ اور اسی صورت حال کا سامنا سردارِ انبیا ﷺ کو بھی کرنا پڑا۔

مفسرین کے مطابق دنیا جہان کے دہر پرستوں کی نمائندگی کا حق عاص بن وائل، ابوجہل یا ابی بن خلف جمحی نے خوب ادا کیا جب ان میں سے ایک قبرستان سے گلی سڑی ہڈیاں اٹھالایا اور نبی اکرم ﷺ سے مخاطب ہوا کہ تم کہتے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اعمال کا حساب و کتاب لیا جائے گا۔ کیا ایسی گلی سڑی ہڈیاں بھی دوبارہ زندہ ہو جائیں گی۔ گستاخ نے بوسیدہ ہڈیوں کو ہتھیلی پر مل کر ان کی گرد ہوا میں اُڑا دی۔ اس پر ان آیاتِ مقدسہ کا نزول شروع ہو گیا۔ جن میں صداقت کا دبدبہ تھا مگر بیان ساتھ ہی ساتھ عام فہم منطقی استدلال سے آراستہ، کوئی کافر مانے نہ مانے مگر ذہن و فکر میں اک بجلی سی ضرور کوند جاتی ہے۔ اہل تقویٰ اور عقل سلیم والے اس حقیقت کی تصدیق کرنے میں ذرا تردد سے کام نہیں لیں گے مگر کیا کہیئے اس کور

Marfat.com

باطن کو جسے کائنات میں ہر سو موت ہی موت نظر آتی ہے اور اس کا اپنے مستقبل کے بارے میں نظریہ مٹی میں مل کر کھاد میں تبدیل ہونے تک ہی محدود ہے۔ آیتِ تخلیق میں بظاہر ایک عام سی حقیقت کی طرف توجہ کرائی گئی ہے لیکن اگر اس کے بعض تقاضوں پر غور کیا جائے تو اس کائنات کی پوری کہانی اس ایک جملے میں سمٹی ہوئی نظر آتی ہے۔ یعنی یہ کہ قادر مطلق نے اس جہاں کو تر و تازہ رکھنے کے لیے ہر لحظہ تخلیق کا عمل جاری و ساری کیا ہے اور اس کے لئے صحیح اندازے اور ممکنہ مراحل ترتیب دیئے ہیں۔ اور انسان نے اپنی جوئیندہ طبع کی تسلی کی خاطر یہ انداز نباتات کی پیوند کاری سے لے کر انسان کی نسل کشی تک آزما کر دیکھ لئے ہیں اور انہیں درست ہی پایا ہے۔ اسی طرح اس نے مادے کے کرشمے بھی دیکھے اور اس کائنات کی طبیعات سے ہم آہنگ ہو کر بے شمار ایجادات کر دکھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس گستاخ انسان کو صرف اتنا فرمایا تھا کہ اپنی اوقات دیکھ اور اپنے جرثومۂ حیات کی بے بضاعتی ملاحظہ کر تا کہ تجھے اپنے غرور و تکبر اور اس اکھڑ پن کی اصلیت معلوم ہو سکے۔ مگر افسوس کہ انسان میں وہ انقلاب پھر بھی برپا نہ ہو سکا جو اسے خالق کے قریب لا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے جرثومہ حیات کے ذریعہ انسان کی تخلیق کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے غیرت و حمیت عطا کرنا چاہی مگر انسان کو یہ نعمت تو ہاتھ نہ آسکی مگر الٹا اس گستاخ نے عورت و مرد کے جرثومہ حیات کو بے پردہ کر کے تخلیق کے عمل کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی جسارت کر لی طب کا یہ ماہر پھر بھی پانی پانی نہ ہوا جس طرح کہ مکہ کا وہ کافر نہ شرمایا تھا۔ گویا اسکی اس تحقیقی صلاحیت نے انسان کو اشرف المخلوقات کے زمرے سے نکال کر اسفل سافلین میں لا کھڑا کیا بقول اقبالؔ

Marfat.com

نمود جس کی فراز خودی سے ہو وہ جمیل
جو ہو نشیب میں پیدا، قبیح و نا محبوب

جس قطرۂ حقیر پر شرم و حیا کی بدولت نظر نہیں ٹھہر سکتی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص لطف و کرم سے اسے نہایت مخفی انداز میں مخفی مقام تک پہنچانے کا اہتمام فرمایا۔ اور انسان کی عزت و غیرت اور شرف انسانیت کو اس سے منسلک فرمایا۔ محبت و موانست کو پروان چڑھانے کے لئے ذکر وانثیٰ کے نکاح کا حکم فرمایا۔ سو جس شخص کو دنیا میں لانا تھا بطن مادر سے رخصتی سے قبل ہی چند لمحے اس میں روح پھونک دی گئی اس کے بارے میں سورہ الطارق میں اس مسافر ازل کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا۔

"والسماء والطارق وما ادراک ماطارق النجم الثاقب ان کل نفسِ لما علیھا حافظ فلینظر الانسان مم خلق" قسم ہے آسمان کی اور اس کی تاریکیوں میں سفر کرنے والے کی تو کیا سمجھا کہ مسافر کون ہے یہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ کیوں نہ ہو ہر جان پر ایک محافظ مقرر کر رکھا ہے۔ پس انسان دیکھے کہ وہ کیسے تخلیق کیا گیا ہے " خلق من ماء دافق" وہ پیدا کیا گیا ہے اچھلنے والے پانی کی بوند سے۔ اللہ کے اعلیٰ وارفع شان والے محبوب نے فرمایا" انا من النکاح و لا من سفاح" میں نکاح کے ذریعہ دنیا میں آیا ہوں۔ حرام کاریوں کے نتیجہ میں نہیں۔ سبحان اللہ انسان کی عزت و شرف کا اہتمام خالق نے کیا خوب فرمایا تھا۔ اس کی شخصیت ستر و حیا سے وابستہ کر دی کیوں کہ فطرت کے نزدیک انسان تمام مخلوقات سے اشرف ہے اور وہ اس سے کچھ وہ مقاصد پورا کروانا چاہتی تھی جو بدون غیرت و حمیت، اعلیٰ نسبی اور حیا کو برقرار رکھنے کے سرانجام نہیں دیے جا سکتے۔ نیچ حقیر، حرام

Marfat.com

زادے، ناخلف، ٹیسٹ ٹیوب سے گزرنے والے جرثومے اپنی عزت و وقار کھو بیٹھتے ہیں اس لیے کہ زندگی اگر بائی پاس راستوں سے ہو کر گزرے گی تو شہر مقاصد سے دور ہی رہے گی۔ جس طرح جسم میں فطری نقائص آخر دم تک ساتھ جاتے ہیں اسی طرح اخلاقی پستیوں کے شکار نفوس پیدا ہو کر بھی کام کے نہیں رہتے کاش مردہ کوکھ سے جرثومۂ حیات کے تلاش کرنے والے ترقی کے نام پر انسان کی تحقیر کا سامان نہ کرتے ان کے اس عمل سے ٹیکنالوجی کو چار چاند ضرور لگ گئے ہونگے۔

مگر اس سے انسان کی ذلت وخواری میں بھی کس قدر ضرور اضافہ ہوا ہے۔ وہ کیا جانے کہ بصورت انسان کسی غیر معروف طریقہ سے جنم لینے والا بھی دوسرے عام انسانوں کی طرح سر پر ذمہ داریوں کی گٹھری اٹھائے ہی پیدا ہوگا مگر اس کی نظریں جھکی ہونگی اسی لئے ہر معاشرے میں کسی نہ کسی انداز میں نکاح کا باقاعدہ دستور رائج ہے اور زنا کی پیدائش باعث تشویش ہے بلکہ اسلام اور دیگر مذاہب میں بھی قابل سزا جرم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے ایک بدکار شخص اپنی بدکاری سے کسی نو وارد اقلیم غم کو عمر بھر کے لئے اذیت میں گرفتار کر کے رکھ دیتا ہے اور اس کے دنیا میں آنے سے قبل ہی اس کی آبرو پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔ اس قسم کے طالع آزما شعبدہ بازوں اور اغراض کے بندوں نے کسی نہ کسی حیلے سے انسانیت کو صبح جاوداں کے طلوع کی نورانیت سے اندھیرے میں رکھنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ یہ لوگ تو اس دہر پرست سے بھی دو قدم آگے نکلے جو سوکھی ہڈیاں لے کر اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے سامنے آیا تھا۔

کاش کوئی طب کے ان خداؤں سے کسی اس نعش میں دوبارہ زندگی کی روح دوڑانے کے پروسیس کے بارے میں بھی سوال کرے جو کسی بڑی گاڑی کے نیچے آ کر بکھر کر رہ

Marfat.com

گئی تھی۔

یقیناً یہ مقاصدِ فطرت سے بے نیاز اس معاملہ پر بھی سر توڑ کوشش میں اپنے شب و روز بسر کر رہا ہے کہ اسے اسبابِ موت اور ان کا علاج ہاتھ آ جائے اور پھر وہ خالق کائنات کے سامنے خم ٹھونک کر کھڑا ہو جائے اور کہے "لے اب مجھے مار کر دکھا میں تجھے مان لوں گا۔

جستجو کے جنون اور ترقی کے تکبر نے اس سے اس کا وہ ادنیٰ مقام انسانیت بھی چھین لیا ہے جس کے تحت وہ خالق کے شکر کے نام پر کبھی کبھار بتوں کے سامنے ہی سر جھکا لیا کرتا تھا۔ آیت مقدسہ پانی کی بوند سے نشونما پانے والے طبیبوں کیمیا گروں، سائنس دانوں، فطرت کے اصولوں کو پرکھنے والے مفکروں کو اس امر کی کھلی دعوت دیتی نظر آ رہی ہے کہ اگر ان سب لوگوں کو اپنی اوقات کا پتہ چل ہی گیا ہے اور نظامِ کائنات کو انہوں نے مشاہدہ کر لیا ہے تو اس حقیقت کو بھی ذرا دل کی گہرائیوں سے تسلیم کر دکھائیں کہ اس سارے سنسار کو پیدا کرنے والی ذاتِ بابرکات انسان کو مرنے کے بعد بھی نئی زندگی دینے پر قادر ہے۔ دنیا جہاں کے یہودی ہوں یا نصرانی یا نام کے مسلمان سب پر اس پاک ذات کی بندگی بجالانا فرض ہے۔ علم نبات و کیمیاء کو انسانیت کے آرام و آسائش کے لئے اہم قرار دینے والوں پر یہ بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مخلوقِ خدا کا رخ خالق کی طرف پھیر دینے کی سعی کریں۔ وگرنہ موت سے بھٹکا ہوا انسان اگر ہزاروں سال بھی زندہ رہ لے تو پھر بھی موت کے گھاٹ ضرور اترے گا۔ جس موت سے اہل دنیا گریزاں ہیں دہر کا پجاری بن جانے سے یا ترقی کا سہارا لینے سے چھٹکارا نہیں ملے گا۔ موت کو پیغامِ موت سمجھنے والوں

Marfat.com

کی ترقی کس کام کی جب ان کی عاقبت ہی اندھیر ہو کر رہ جائے۔ کاش یہ لوگ سمجھ سکیں کہ موت جانِ بسمل کے لئے تسکین بھی ہے اور پیغام حیاتِ جاودانی بھی ہے۔ قدرت کے اس سفیر سے نفور کیسا؟

اگر یہ دنیا کا رخ نہ کرے تو تمہارے منہ پوپلے، کان بہرے، آنکھیں اندھی، پاؤں شکستہ، اعضاء مضمحل، حواس باختہ اور بدن تعبان ہو کر رہ جائے۔ موت نافرمانوں کے لئے یقیناً عذابِ جان ضرور ہے مگر ہمارے فرمانبرداروں کے لئے باعثِ رحمت ہوتی ہے۔

اے انسان! تیری عقلِ عیار اشیاء کے ارتقائی مراحل کی مختبر ہے تو یہ سچ تجھے کیوں نہیں بھاتا کہ مردہ انسانوں کو ربِ کریم اپنے حکم سے دوسری بار ویسے ہی زندہ فرمائے گا جس طرح کہ پہلی بار اس کے ''کن'' کہنے سے یہ معجزہ وجود میں آیا تھا۔ بے شک امور تخلیق اور ان کے متعلق سبھی مراحل کو وہ ذاتِ والا خوب جانتی ہے۔ اے اغراض کے بندے ہم نے کب کہا کہ تو نظام کائنات کا کھوج نہ لگا۔ اشیاء کے اسباب و علل پر بحث نہ کر ہمارے مرتب کردہ فطری اندازوں کو نہ آزما۔ فضاؤں میں پرواز نہ کر خلاؤں کو نہ چیر چاند کی بھربھری مٹی سے اپنے دامن کو آلودہ نہ کر اور اپنی سائنسی اور علمی شعبدہ گری سے انسانیت کو دورِ جاہلیت کی طرح مجبور محض بنا کر نہ رکھ اور جوہری توانائی کی مہارت کو اپنی ذات کے لئے مخفی نہ رکھ تاکہ دنیا کی مفلوک الحال پسماندہ قومیں تیرے ہم پلہ نہ ہو جائیں۔ چالاکی دکھاتا چلا جا مگر یاد رکھ آج تیری رسی دراز ہے تو کل کو یہ باری کسی اور کی ہوگی۔ ''ظهر الفساد فی البرّ والبحرِ بما کسبت ایدالناس'' خشکی اور تری میں فساد جو بھی پھوٹے گا تیرے ہاتھ کی کمائی

Marfat.com

ہوگی "تلک الایام نداولھا بین الناس" یہ ہے وہ گردش دوراں جسے ہم اہل دنیا کے مابین ادل بدل کر دکھاتے ہیں۔

اہل علم وفن اور سائنس دان کتنے سادہ اور بھلے مانس تھے۔ وہ ایجادات کرتے چلے گئے مگر یہ غور نہ کیا کہ اس ترقی کی اجارہ داری ظالموں، طالع آزماؤں، اغراض کے بندوں کے ہتھے چڑھ جائے گی۔ دنیا دیکھ رہی ہے جن سپر طاقتوں نے ٹیکنالوجی پر کنٹرول حاصل کرلیا ہے انہوں نے دوسری قوموں کو اس کے فیض سے محروم رکھنے کی ہر قیمت پر قسم اُٹھا رکھی ہے اگرچہ ان سامراجی قوتوں نے دنیا جہاں کی معاشی باگ ڈورا اپنے ہاتھ میں کرلی ہے۔ مگر ذرا وہ دیکھیں کہ ان کے ہم وطن یعنی ترقی یافتہ قوموں کی بے راہ رو نئی نسل ذہنی سکون کی تلاش میں کھٹمنڈو ایسے پسماندہ ملک کا رخ کررہی ہے۔ بہر تسکین ان اپنوں کے لئے ہی کچھ کیا ہوتا ظالموں اور جابروں کا سلوک نہ اپنوں سے اچھا ہے نہ دوسروں پر ان کو رحم آتا ہے۔ مگر پھر بھی انسانیت کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔

کاش اہل دنیا میرے محبوب "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حسنِ محبت ومروت سے آگاہی حاصل کرتے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ ترقی کی شراب میں بدمست جرثومے کے کیا ارادے ہیں۔ آج تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ دیکھنے کو ملا ہے تو سنو! یہ ہماری ہی اشیر باد تھی کہ ایسا ہوتا کہ اس بگڑی ہوئی منحرف انسانیت کے عزائم آشکارا ہوسکیں جس پر صدیوں تک اس نے نارسائی کا غلاف اوڑھا رکھا تھا اور محبوبوں کے روبرو محرومی و مایوسی کا عذر کیا جاتا تھا۔ اے غافل انسان ہماری راہ پر چلنا تیرے لئے دشوار تھا۔ آج تیری اڑان ستاروں کو چھورہی ہے مگر پھر بھی تیری حرص وہوا کی زہریلی گیس کی بدولت

Marfat.com

میرے ہی کچھ معصوم بندوں کا دم گھٹنے لگا ہے، مگر یاد رکھ تو پھر بھی ویسے کا ویسا ہی خاک کا پتلا ہے۔ ہم نے موت کو تیرے پیچھے سے نہیں ہٹایا وقت مقررہ پر وہ تجھے پیوندِ خاک کر دے گی۔ تو مادہ تھا اس لئے تو نے مادہ پرستی اختیار کی ہماری صداقتوں کو تو نہ مانا۔ تو نے مادے کا جگر چاک کیا تو تباہی لایا میرے ٹھکرائے ہوئے یہود نصاریٰ نے حد سے گزر کر کے دیکھ لیا۔ ہم نے مادے کو چیرا تو چاند ستارے اور کہکشاں وجود میں آئے پھر زمین پر تیرے سانسوں کا شمار کیا مگر تو نہ سمجھا ہمیں بھلا کر شیطانی کھیل کود میں لگ گیا۔ اے ابلیس کی بھٹکائی ہوئی زعمِ ترقی میں کھوئی ہوئی مخلوق تجھ سے جنت اتنی ہی دور ہے جتنا کہ تم سے تمہارے جیسا کوئی غریب و مسکین انسان!

سُن اے غارت گرِ جنس و فاسُن ارتقا کے سمندر میں ڈوب کر تو منزل کو نہیں پا سکے گا کیونکہ تخلیق کائنات کے امکانیات میں ارتقا کا تصور وہی قدیم شیطانی اختراع ہے جس نے انسانوں کو دہر پرستی کی راہ پر ڈالا اور جس کے سائے انبیاء کی محنتوں کے باوجود کسی نہ کسی شکل میں ابھی تک ذہنوں پر چھائے ہیں۔ گویا ارتقائی سوچ دہر پرستی کی جانب پہلا قدم ہے۔ ہم نے تخلیق کائنات میں مراحل کا ذکر صرف اس لئے کیا کہ تو خود بینی و خود ستائی کے حجاب سے باہر جھانک کر دیکھے اور تکبر کے شیطانی فریب میں نہ بھٹکتا پھرے اور ارتقا کے دھوکے میں پڑ کر خالق کائنات کی بندگی سے منہ نہ موڑ بیٹھے۔ اور آخر رینگتے رینگتے اپنی آزادیوں کے باوجود مجبوریوں کی گٹھری سر پر اُٹھا لے اور بقول محی الدین ابنِ عربیؒ تجھ پر یہ قول صادق آئے۔

دے رہا ہے اپنی آزادی کو مجبوری کا نام
ظالم اپنے شعلہء سوزاں کو خود کہتا ہے دُود

Marfat.com

منظوم ترجمانی

اولم یر الانسان انا خلقنٰہ من نطفۃ ......خلق علیم

سوچا نہ انساں نے کچھ اپنے بارے؟
کہ نقش اس کے نطفے سے کس نے سنوارے؟
آ گاہ نہیں کیا وہ ''کاف اور نوں'' سے؟
بنایا ہے ہم نے اسے خاک و خوں سے
ہاں ہم نے قطرے سے پیدا کیا تھا
عدم سے ہر انساں ہویدا کیا تھا
مگر اس کو دیکھو تو الجھا ہوا ہے
سمجھتا ہے خود کو کہ سلجھا ہوا ہے
خِلقت کو اپنی فراموش کر کے
جھگڑتا ہے ادنیٰ سا وہ ہوش کر کے
مثالیں وہ لا کر سناتا ہے ہم کو
ہے کیا زندگانی؟ جتاتا ہے ہم کو
وہ اپنے ہی بارے میں بھولا ہوا ہے
وہ ناداں ہے مستی میں جھولا ہوا ہے

Marfat.com

کہے ہے وہ مر کر گوئندہ نہ ہوگا
لحد کے گڑھے سے وہ زندہ نہ ہوگا
ہے کہتا نکالے گا کون؟ اس بلا سے
جو ہو راکھ کا ڈھیر مردہ قضا سے
کہو وہ جلائے گا جس نے کہ پہلے
بنایا تھا اس کو سنبھلنے سے پہلے
وہ جانے سبھی راز دانائے عالَم
رواں امر جس کا ہے بالائے عالَم

☆

Marfat.com

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ
اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ O اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ
بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ O اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا
اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ O فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ
مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ O

ترجمہ:

۸۰۔وہ جس نے تمہارے لئے سبز پیڑ سے آگ پیدا کی۔جبھی تم اس سے سلگاتے ہو

80.Who hath appointed for you fire from the green tree, and behold! ye kindle from it.

۸۱۔اور کیا وہ جس نے زمین وآسمان بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا۔کیوں نہیں،اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا خوب جاننے والا

81 .Is not He Who created the havens and the earth Able to create the like of them? Aye, that He is! for He is the All-wise Creator,

۸۲۔اس کا کام تو اتنا ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے اس سے فرمائے ہو جا تو وہ فوراً ہو جاتی ہے

82.Hut His command, when He intendeth a thing, is only that he saith unto it: Be! and it is.

Marfat.com

۸۳۔تو پاکیزگی ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ہی ہر شئے کی بادشاہی ہے اور تم اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے

83.Therefore glory be to Him in Whose hand is the dominion over all things! Unto Him ye will be brought back.

الفاظ معانی۔

(شجر۔ درخت)(الاخضر۔ سرسبز)(نار۔ آگ)(توقدون۔ سلگاتے ہو)
(لیس۔نہیں تھا)(قادر. قدرت رکھنے والا)(یخلق۔ پیدا کرے یا پیدا کرتا ہے)
(بلیٰ. کیوں نہیں) (خلاق۔ خالق کا صیغۂ مبالغہ یعنی بہت پیدا کرنے والاً)
(امر۔حکم، کام)(اراد۔ ارادہ کیا)(کن۔ ہو جا)(فیکون. پس ہو جائے)
(ملکوت۔ بادشاہی، اختیار)(الیہ۔اس کی طرف)(ترجعون۔تم لوٹ جاتے ہو یا لوٹ جاؤ گے)

توضیح: اگر اس پاک ذات کی قوت وحشمت کا پتہ نہیں چلا تو کچھ اور نشانیاں ہیں وہ بھی ملاحظہ کر اور ذرا سی دیر بیٹھ کر تدبر کر۔ کیمیا گری میں نہ پڑ اور اس اللہ کی قدرتوں کا اعتراف کرنا سیکھ تیرے حق میں یہی بھلا ہے۔

ہاں تو یہ آگ تیری ضرورت تھی جب تجھے ٹھنڈک نے آلیا تھا۔ تیرا مضبوط جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ کوئی دیا سلائی تیرے پاس نہ تھی اور ابھی تو اسباب زندگی جمع کرنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ ہم نے سرسبز شاخوں کو سرد ہوا کے جھونکوں سے باہم ٹکرا کران سے آگ کے شعلے نکال دیے تاکہ تیری مشکل آسان ہو جائے۔ مگر اب تجھے اس کی کیا غرض تیری احسان شناسیوں کے دن گزر چکے ہیں۔ اور اب تو فساد کی آگ

Marfat.com

بڑھکانے کے لئے تیری زبان کے شعلے ہی کافی ہیں۔ فولاد پگل گئے ہیں۔ ہلاکت کی آگ آسمان کو چھونے لگی ہے۔ ہر معاملے میں تو نے تیزی دکھائی اس لئے کہ اے انسان تیرے بارے میں ہم نے پہلے ہی فرما دیا تھا " انه کان ظلوماً جهولا" بیشک وہ بڑا بے ڈھنگا ٹر باز ہے۔ یعنی تو آفت کی پڑیا ثابت ہوا۔ اللہ کی رحمتیں اور اس کی نوازشوں کو دیکھ کر بھی تو نے عبادت گاہوں کا رخ نہیں کیا۔ ضرور کوئی تیری انگلی پکڑتا ہے مگر یاد رکھ جو ایسا کرتا ہے وہ ہمارے در سے دھتکارا ہوا ہے۔

ابھی تک تو اس نے تجھے چند اشارے ہی کئے ہیں۔ ایک دن وہ خود سراپا خباثت تیرے روبرو کھڑا ہوگا۔ پھر تجھے اس کی بدصورتی کا علم ہو جائے گا۔ پس اپنے رب کے معجزات کو معمولی نہ جان غور کر بڑا گہرا غور کہ سرسبز شاخوں سے آگ نکلی تو کیوں کر نکلی؟ ان دونوں درختوں کے بارے میں عرب کے صحرانشین خوب جانتے ہیں۔ ایک "المرخ" اور دوسرا "العفار" ہے ذرا بھر کے لئے غور کر کہ جس نے زمین و آسمان پیدا کئے ہیں کیا وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتا ہوگا کہ وہ دوسری بار بھی ان کی مثل بنا سکتا ہے۔ کیوں نہیں وہ بنا سکتا ہے اور وہ سب سے بڑھ کر پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اس کا کام صرف اتنا ہے کہ جب وہ کسی چیز کے فرمانے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرماتا ہے کہ ہو جا تو پس وہ ہو جاتی ہے۔ کیوں نہ ہو وہی پاک ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور پھر تم سب بھی اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہو۔

یہ ہے قرآن کریم کا دل جس کی تلاوت سے دل و جان جاگ اٹھتے ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے اور سمجھنے والوں کو فطرت کے مقاصد کما حقہ

Marfat.com

اپنانے اور ان کو پورا کر دکھانے کی توفیق مرحمت فرمائے اور بندۂ عاجز کو اپنے فرمانبرداراور محبوبوں کے ساتھ ساتھ قبر وحشر میں عافیت سے ہمکنار کرے اور بالآخر اپنے پیارے محبوب آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت نواز کی خاک ہونا نصیب فرمائے آمین۔

(مولای صل وسلم دائماً ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم)

وصلی علی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی ملٰئکتک المقربین وعلی اهل طاعتک اجمعین. وعلی آل واصحاب سیدالمرسلین صلی الله علیه وسلم۔

Marfat.com

منظوم ترجمانی

الذی جعل لکم من الشجر......

والیہ ترجعون

ہرے شجر میں جس نے آتش بنا دی
الاؤ سے پھر جوت اس میں جگادی
جو نمدار شاخوں سے شعلہ نکالا
گئی جس سے ٹھنڈک اڑا جس سے پالا
تاپو ہو تم اس کو برد و شِتا میں
سہانی سلونی تمہاری ہیں شامیں

اَوَ لَیْسَ الّذی خلق السمٰوٰت

......والیہِ تُرجعون

بنایا ہے ہم نے ہی سارے جہاں کو
اشارے سے پیدا کیا این و آں کو
قادر نہیں کیا؟ وہ خالق تمہارا
بنانے پہ دارِ فناہ کو دوبارہ؟
کیا جس نے پیدا ہے ارض و سما کو
وہ لائے گا تازہ جہاں اور فضا کو

Marfat.com

وہ خلاقِ عالم ہے ربّ علیم
امر اس کا جاری ہے مثلِ نسیم
ارادے سے اپنے وہ ہر شئے بنائے
"کُن" کے اشارے سب ہوتا جائے
ہے ذاتِ منزّہ کی ہر شئے پہ شاہی
کیا انس و جاں اور کیا مرغ و ماہی
زن و مرد محتاج و شاہ و گدا بھی
ہیں اس کے ہی بندے رسا نا رسا بھی
پھرو گے تم آخر کو اس کی طرف ہی
ازل ہوں ابد سب ہیں اس کی طرف ہی

☆

صدق اللہ العظیم و صدق رسولہ النبی
الامی الکریم ونحن علیٰ ذٰلک
لمن الشاھدین والشاکرین والحمدللہ
رب العٰلمین

سچا اللہ اور سچا رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کیا ان پیاروں کو دل سے قبول

Marfat.com

ہیں شاہد بھی اس کے تو شاکر بھی اس کے
بندے بھی اس کے ہیں ذاکر بھی اس کے
جو واجب ہے شکرِ الٰہی سبھی پر
تو تحفے درودوں کے اس کے نبی ﷺ پر
ہے تعریف ساری ہی ربِّ عُلا کی
ہدایت کی نعمت ہے جس نے عطا کی

☆

منظوم ترجمانی

از بندۂ عاجز محمد سعید عارف صدیقی عفا اللہ عنہ

Marfat.com